تالیف

الشیخ بکر بن عبداللہ ابوزید

ترجمہ

مشتاق احمد کریمی

مؤسس وصدر الہلال ایجوکیشنل سوسائٹی کٹیہار، بہار

☆ ☆ ☆

طابع وناشر

الہلال ایجوکیشنل سوسائٹی کٹیہار، بہار، انڈیا

پوسٹ بکس نمبر۲۲، فون: ۲۳۴۹۳۲، فیکس: ۰۶۴۵۲/۲۲۵۸۹۶

سلسلہ مطبوعات الہلال ایجوکیشنل سوسائٹی کٹیہار (۸)

نام کتاب : تحفظ عصمت

مولف : شیخ بکر بن عبداللہ ابوزید

مترجم : مشتاق احمد کریمی

سن طباعت : ۲۰۰۴ء

صفحات : ۱۵۰

تعداد : ۱۱۰۰

تقسیم کار : معہد حفصہ بنت عمر حاجی پور، کٹیہار، بہار ۸۵۴۱۰۵

پروڈکشن : الہلال ایجوکیشنل سوسائٹی کٹیہار، بہار، فون: ۲۲۵۸۹۶

کمپوزنگ : مکتب دعوت وتوعیۃ الجالیات ربوہ، ریاض، سعودی عرب

مطبع : سرورق ڈیزائن:

قیمت : ۷۰ روپئے

ملنے کے پتے : ۱۔ معہد حفصہ بنت عمر حاجی پور، کٹیہار فون ۲۳۴۹۳۲

۲۔ اپنا کتب خانہ، ایم جی روڈ ضلع کٹیہار، بہار پن کوڈ ۸۵۴۱۰۵

۳۔ جنرل کتاب گھر، ایم جی روڈ ضلع کٹیہار، بہار (انڈیا)

۴۔ مکتبہ ترجمان، مرکزی جمعیت اہل حدیث ۴۱۱۶ اردو بازار، جامع مسجد دہلی ۶

۵۔ مکتبہ جامعہ ابن تیمیہ، مسجد کالے خاں، دریا گنج، نئی دہلی۔

عرضِ مترجم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، وَالصَّلاۃُ وَالسَّلامُ عَلیٰ أشْرَفِ الأنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ، نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلیٰ آلِهِ وَأصْحَابِهِ أجْمَعِيْنَ، وَمَنْ تَبِعَهُمْ بِإحْسَانٍ إلیٰ يَوْمِ الدِّيْنِ، وَبَعْدُ:

اسلام دینِ فطرت ہے اور اس کے تمام احکام وقوانین بشری فطرت وتقاضوں کے عین مطابق ہیں۔ اس بنا پر اس کا کوئی بھی حکم - خواہ چھوٹا ہو یا بڑا - انسانی فطرت وجبلت سے متصادم نہیں ہے۔ اسلام عالمگیر وآفاقی نظام کا حامل دین ہے، اس لئے اس کا کوئی بھی قانون انسان وانسانیت کی تعمیر وترقی کے مخالف نہیں ہے۔ اور اسلام قیامت تک کے لئے غالب دین ہے، اس لئے اس کے تمام اصول وضوابط ہر دور، ہر جگہ اور کائنات کے ہر خطہ میں حیاتِ انسانی کی گاڑی کے رواں دواں کے لئے مناسب ہیں۔ چنانچہ احکامِ اسلام کی پابندی ہی میں نہ صرف اہلِ اسلام کی بلکہ پورے انسانی معاشرہ وسوسائٹی کی فلاح و بہبود اور سعادت وکامرانی کی صد فیصد ضمانت ہے۔

اسلام کے عظیم وبلند ترین بدیہی احکام میں ایک عفت وعصمت کے تحفظ کا حکم ہے، اور عفت وعصمت کے تحفظ کا سارا سہرا عورت کے حجاب کو

جا تا ہے، اور حجاب عورت کا تاج ہے اور گھر اس کا تخت طاؤس۔

اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے نظام وقانون سے بغاوت نے انسان کو ادوار ماضیہ میں انتہائی ذلت وپستی کے عمیق غار میں گرایا اور دور حاضر میں بھی اس کا مختلف شکلوں میں مشاہدہ کیا جا رہا ہے۔ خاندانی استحکام وپکڑ کی تباہی، معاشرہ کی جنسی انارکی سے آلودگی، شرحِ طلاق میں غیر معمولی اضافہ، جائز بچوں کی شرح میں ریکارڈ کمی اور ناجائز وحرامی بچوں کی ریکارڈ توڑ کثرت، معاشرہ میں لاعلاج جدید امراض مثلاً سرطان وایڈز کا وبائی انتشار وپھیلاؤ، اس کے زندہ ثبوت ہیں۔

آج یورپ ومغرب جس فحاشی وعریانیت، تبرج وبے حیائی اور اخلاقی بحران وانارکی کا شکار ہیں، اس کی حقیقی وجہ یہی قانونِ الٰہی سے بغاوت ہے۔ اور اس نے اپنی تہذیب کو مشرق پر تھوپنے اور مسلمان عورت کو اس کا شکار بنانے کے لئے اپنے تمامتر جدید وسائل وذرائع: ریڈیو، ٹیلیویژن، رسائل وجرائد، آڈیو وویڈیو کیسٹ وفلم، کمپیوٹر وانٹرنیٹ کو بروئے کار لایا ہوا ہے، تاکہ ایک مومن عورت اپنے حجاب کے ساتھ ساتھ عبائے عفت وعصمت بھی اتار پھینکے، اور مَردوں کی جنسی ہوس کی شکار بن جائے۔

زیرِ نظر کتاب ﴿ تحفظِ عصمت ﴾ مسلمان عورت کو اس کی عفت

وعصمت کے تحفظ کی یاد دہانی اور یورپ ومغرب کی اندھی تقلید ونقالی کے حتمی خبیث نتائج سے تحذیر کے سلسلہ میں لکھی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مصنف کے خلوص اور امتِ مسلمہ کی عورتوں کے درد کے سوز کا ثمرہ یہ دیا کہ اس کتاب کو ہر حلقہ میں غیر معمولی پزیرائی عطا فرمائی، اور صرف دو مہینے کے انتہائی قلیل عرصہ میں پانچ لاکھ (۵۰۰۰۰۰) سے زائد نسخے طبع کرانے پڑے۔ اس مقبولِ عام کتاب کو اردو کا جامہ پہنانے کی سعادت حاصل کرنے پر ہم بارگاہِ الٰہی میں شکر وسپاس کا نذرانہ پیش کرتے ہوئے انتہائی مسرور ہیں۔ اپنی بساط کی حد تک ترجمہ سلیس وشستہ اور اصل عربی الفاظ کے مطابق کرنے کی کوشش کی گئی ہے، اپنے قصورِ علم اور علمی بے مائیگی کے اعتراف کے باوجود محض اس جذبہ کے تحت اس جرأتِ رندانہ کا اقدام کیا گیا ہے کہ شاید اس حقیر کاوش سے کسی بے حجاب ماں، یا نیم برہنہ بہن، یا عریاں مسلمان عورت کو اس کی متاعِ گم گشتہ کی قدر معلوم ہو جائے اور وہ اپنی حیا کو دوبارہ گلے لگا کر اپنے زمرد کے گلوبند کی پابندی کر لے۔ کیا آج نبی امی، صادق ومصدوق محمد ﷺ کا یہ زریں فرمان حرف بحرف سچ ثابت نہیں ہو رہا ہے، جس میں آپ ﷺ نے فرمایا: ﴿ إِذَا لَمْ تَسْتَحِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ ﴾ (بخاری ومسلم) ''جب تم اپنی حیا ہی کھو دو، تو تم کسی بھی حد تک

جا سکتے ہو''۔ اور آج کا مغربی و یورپی معاشرہ اس کا جیتا جاگتا ثبوت ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دست بستہ دعا ہے کہ وہ ہماری اس حقیر کاوش کو شرفِ قبولیت سے نوازے، اس سے اردو داں طبقہ کو وہی فائدہ پہنچائے جو عربی داں حلقہ کو پہنچ چکا ہے۔ اور غیرت مند مسلمان مَردوں کو اپنی عورتوں اور بیٹیوں سے حجاب کرانے کی توفیق عطا فرمائے اور خود مسلمان ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں میں حجاب کا جذبہ بیدار کر دے، تاکہ ان کی عفت وعصمت محفوظ رہے، **آمِیْنَ یَارَبَّ الْعَالَمِیْنَ۔ إِنَّهُ سَمِیْعٌ مُجِیْبٌ.**

وَصَلّٰی اللّٰهُ عَلیٰ نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلیٰ آلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ ،،،،،، .

مخلص طالبِ دعا

مشتاق احمد کریمی

صدر الہلال ایجوکیشنل سوسائٹی

کٹیہار - بہار - انڈیا

جمعہ ۱۰ رمضان المبارک ۱۴۲۳ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ مولف چوتھا ایڈیشن

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، وَالصَّلاَةُ وَالسَّلاَمُ عَلىٰ خَاتَمِ الأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ، أَمَّا بَعْدُ:

بطور تحدیثِ نعمت اور ہر مسلمان کو یہ جان کر یقیناً خوشی ہوگی کہ کتاب ﴿حراسة الفضيلة﴾ (تحفظِ عصمت) کی علماء، طلبہ اور اہل غیرت مسلمانوں کی جانب سے بڑی پزیرائی ہوئی، یہانتک کہ دعاۃ خیر کے اندر اس کی طباعت ونشر واشاعت کے لئے ایک دوڑ کی سماں بندھ گئی، اس کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ صرف دو مہینے کے قلیل عرصہ میں اس کے پانچ لاکھ نسخے طبع کرانے پڑے اور ہنوز طلب جاری ہے۔ اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ اس جدید ایڈیشن میں نو عدد فہارس کا اضافہ کردیا جائے اور طباعت کی غلطیوں کی اصلاح کردی جائے جو کہ نہ ہونے کے برابر تھیں، اور حافظ ابن قیم وحافظ ابن حجر رحمہما اللہ کے دو اہم اقتباسات (ص۱۰۰ اور ۳۹) نیز بعض دوسرے ناگزیر اضافے کئے جائیں۔

یہاں اس بات کا اشارہ بھی فائدہ سے خالی نہیں ہوگا کہ چھ مقام پر شیخ احمد شاکر رحمہ اللہ کے اقتباسات نقل کئے گئے ہیں، تاکہ ''عورت کی

آزادی'' کے اوٹ میں منحرف مطالبات کا مقابلہ کرنے میں ایک عالم کے قلمی جہاد کی ایک تصویر سامنے آجائے، اس خوف سے کہ کہیں ان مطالبات پر خاموشی اختیار کر لینے سے اس کا شمار ان لوگوں میں نہ ہو جائے ﴿**الذین یحبون أن تشیع الفاحشة فی الذین آمنوا**﴾ ''جو ایمان والوں میں بے حیائی پھیلانے کے آرزومند رہتے ہیں''، جیسا کہ اس کی تفصیل (ص ۱۱۵ اور ۱۸۲) میں آرہی ہے۔

نیز یہ اشارہ بھی فائدہ سے خالی نہ ہوگا کہ ''عورت کی آزادی'' کے نام پر گزشتہ سو سال سے زائد عرصہ سے فتنہ پردازوں کے قلم سے جو غلط و منحرف مطالبات ایک شہر سے دوسرے شہر میں پھیلائے جاتے رہے ہیں، وہ ان فتنہ پرور مولفین کی حجاب کے خلاف ایک سازش کے سوا کچھ نہیں ہیں، گویا وہ دین کے نام پر ایک وہمی و خیالی جنگ چھیڑے ہوئے ہیں۔ اور ان کے خبیث اصول کا زینہ: ''عورت کی آزادی'' کا نعرہ ہے، جو بنیادی طور پر دین کو تمام شعبہائے حیات سے خارج کر دینے پر مبنی ہے۔ اس لئے ''مسئلہ حجاب'' پر علمائے کرام کی طرف سے ان کا مقابلہ اس قبیل سے نہیں ہے کہ یہ ''راجح و مرجوح'' کا باب ہے، جو ان کا آزادی پسند علماء کے ساتھ رویہ رہا ہے، کیونکہ یہ مولفین اس بات کے اہل ہی نہیں ہیں کہ ان کے ساتھ اتفاق یا

اختلاف کیا جائے، بلکہ یہ علماء مصلحین کا روئے زمین پر فساد پھیلانے والوں کے دفاع کا باب ہے۔ اس لئے فرضیت حجاب کے مسئلہ پر ان کے ساتھ گفتگو دین کے بنیادی اصول میں سے ہے، تاکہ ان مغرب پرست لوگوں کا مقابلہ کیا جاسکے، جو فواحش ومنکرات کا برملا اعلان کرتے ہیں، اور تاکہ ان کی شناعت، طعن وتشنیع اور زندگی سے دین کو خارج کردینے کے ان کے مقصد کا دفاع وانکار ہوجائے، اس لئے یہ وضاحت ضروری تھی۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں اور بندیوں کا ولی ودوست ہے۔

مولف

بکر بن عبداللہ ابوزید

۲۲/ ۲ / ۱۴۲۱ھ

طائف۔سعودی عرب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ طبع اول

الحمد لله وحده، والصلاة والسلام على من لا نبي بعده، نبينا محمد وعلى آله وصحبه، ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين، أما بعد:

یہ ایک رسالہ ہے جو لوگوں کی اصلاح کی خاطر منظر عام پر لایا جا رہا ہے، اس جذبہ کے ساتھ تاکہ مومن عورتوں کو فضیلت وکرامت پر ثابت قدم رکھا جائے اور مغرب پرست لوگوں کے برائیوں کے نعروں کی قلعی کھول دی جائے، کیونکہ دین کے پابند مسلمانوں کی زندگی- جو اللہ تعالیٰ کی عبودیت، طہارت، عفت، شرم وحیا اور غیرت وحمیت پر مبنی ہے- دور حاضر میں ہر چہار جانب سے خطرات سے گھری ہوئی ہے۔ عبادات واعتقادات میں شبہات کی بیماریاں ڈالنا ہو، یا اخلاق وسلوک اور معاشرہ میں شہوات کی غلاظت لانا اور اسے مسلمانوں کی زندگی کا جزء لاینفک بنا دینا، یا اسلام کے خلاف جنگ کی بدترین پلاننگ کرنا اور امت اسلامیہ کے خلاف گھناؤنی سازش کرنا، ان سب کی سرپرستی جدید عالمی نظام، نظریہ ''وحدت ادیان'' کے قالب میں کر رہا ہے، جو اختلاط واتحاد حق وباطل، معروف ومنکر، نیک وبد، سنت وبدعت، سنی وبدعتی، قرآن ومنسوخ کتب توریت وانجیل، مسجد وکلیسا، مسلم وکافر کی دعوت ہے۔ اور یہ نظریہ ''وحدت ادیان'' مومن کے دلوں سے دین کو تحلیل کرنے اور جماعت مسلمین کو بکنے والے جانوروں میں ضم کر دینے کی بدترین چال ہے، نیز

اس کو ایسے گروہ میں تبدیل کر دینے کی سازش ہے کہ جس کا اعتقاد متزلزل ہو، جو لذت وشہوت پرستی میں غرق ہو اور جو حس وشعور میں کند و بلید ہو، نہ معروف کا حکم کرتا ہو اور نہ منکر سے روکتا ہو، یہاں تک کہ اس کا بعض فرد جس پر شقاوت کا غلبہ ہو چکا ہو، وہ خائب وخاسر اپنی ایڑیوں کے بل پلٹ جائے اور پھر بتدریج اپنے دین سے منحرف و مرتد ہو جائے۔

اور یہ سب کچھ ''ولاء و براء'' پر حملہ کرنے، ''حب فی اللہ'' اور ''بغض فی اللہ'' کو پارہ پارہ کرنے، قلم کو لگام دینے، کلمۂ حق کہنے سے زبان پر قدغن لگانے، اور جس کے پاس کچھ خیر کی رمق باقی ہے، اس پر مختلف الزام تراشیاں کرنے اور اسے ''دہشت گرد''، ''انتہا پسند''، ''غلو وتشدد کار'' اور ''رجعت پسند'' جیسے القاب سے مطعون کرنے - جو کافروں نے مسلمانوں کو، مغرب والوں نے مومن وثابت قدم لوگوں کو، غالبوں نے مغلوبوں کو دیئے ہیں - کے ذریعہ چل رہا ہے۔

اور ان خطرات میں سب سے منحوس اور امت کو بے حیائی وشہوت پرستی میں غرق کرنے اور اس کو اخلاقی گراوٹ میں دھکیلنے میں سب سے کارگر، دعاۃ فتنہ کی وہ سرگرمیاں ہیں جنہوں نے اپنی اور مومنین کی عورتوں میں فضائل اسلامیہ کی حمایت سے اعراض کر کے فتنوں کے مدارج طئے کئے اور فحاشی و بے حیائی کی نشر واشاعت کا بیڑا اٹھایا، اور پاک وصاف عصمت کے قلعہ کی حفاظت سے منہ موڑ کر اسے اس کی جگہ سے ہلا کر رکھ دیا اور اس پر حملہ آوری میں لالچوں کے دروازے کھول دیئے۔اور یہ سب کچھ مجرمانہ دعوت اور گمراہ کن نعروں کے سایہ تلے، ''عورت کے

حقوق''، ''آزادی نسواں''اور''مساوات مرد وزن''کے نام پر ہو رہا ہے، نیز اس فہرست میں ایسے نعرے بھی ہیں جن کی تفصیل طوالت کا باعث ہے، اور جنہیں کم عقلوں اور بیمار ذہنوں نے ہاتھوں ہاتھ لیا، اور جن کی دعوت کے ساتھ وہ بلاد اسلامیہ اور صالح معاشرہ میں گشت لگا رہے ہیں، تاکہ حجاب کو اتار پھینک کر اس کی جگہ بے حیائی و بے پردگی، عریانیت، اختلاط و آوارگی کی خوب اشاعت کی جائے، یہاںتک کہ بے حیا عورت کی زبان حال یہ پکار اٹھے: ''اے اباحیت پرستو! آؤ اپنی جنسی ہوس پوری کر لو''۔

تاہم انہوں نے بڑی باریک چال اور غیر محسوس خفیہ تدبیر اپنائی اور''روضۃ الأطفال''اور وسائل اعلام میں بچوں کے پروگرام، نیز بچوں کے آپسی تعارف اور عید و جشن کے موقع پر دونوں صنفوں کی طرف سے پھولوں کا گلدستہ پیش کرنے میں دونوں جنسوں کے درمیان اختلاط کی اینٹ رکھ کر شروعات کی۔ اس طرح حجاب کو پارہ پارہ کیا جا رہا ہے اور اختلاط کی بنیاد ان جیسی شروعات سے رکھی جا رہی ہے، جنہیں بہت سارے لوگ معمولی سمجھ رہے ہیں۔

اور بہت سارے لوگ ایسے بھی ہیں کہ نہ صرف ان سے ان شروعات کے اغراض و مقاصد او جھل ہیں بلکہ وہ ان کے سر چشموں کی معرفت سے قطعی نابلد ہیں، جیسا کہ حیا باختہ اور رسوا کن جدید فیشنوں میں ہے، اور یہ نئے فیشن ان بدکار عورتوں کے یہاں سے در آمد ہوتے ہیں جنہوں نے اپنی عزت و آبرو نیلام کی ہوئی ہے اور جو اپنے نفس کی آبرو کی قیمت پر ان نئے فیشنوں کی نمائش کرتی ہیں اور جو عریانیت

وسفلہ پن کی انتہا ہے۔ان نئے فیشنوں سے بازار بھرے پڑے ہیں اورعورتیں آپس میں انہیں خریدنے میں مسابقت پر فخر کرتی ہیں، کاش وہ اس کے متعفن سرچشمہ کو جانتے تو اس سے ضرور دور رہتے، جن میں ابھی بھی شرم وحیا کی کچھ رمق باقی ہے۔

اور حرام شروعات میں ایک: بچوں کو عریاں لباس پہنانا بھی داخل ہے، کیونکہ اس سے بچوں کو ان لباسوں اوران جیسی زیبائش وآرائش سے انسیت والفت پیدا ہوجاتی ہے، جن میں عریانیت، آبروباختگی اور بدکاروں کی مشابہت پائی جاتی ہے۔

اس طرح انہوں نے مختلف ہتھکنڈے اپنائے اور ہر جانب سے عورت کی بے حیائی وبے پردگی کی آواز بلند کی، کبھی دعوت دے کر، کبھی عملی جامہ پہنا کر اور کبھی اسباب فتنہ وفساد کی اشاعت کرکے، یہاںتک کہ لوگ شکوک وشبہات میں مبتلا ہوگئے ہیں اور بہت سارے لوگوں کے دلوں کا ایمان متزلزل ہوچکا ہے۔ **وَلاَ حَوْلَ وَلاَ قُوَّةَ إلَّا بِاللّٰهِ .**

اس لئے اب کلمۂ حق کا آوازہ بلند کرنا نہایت ضروری ہوگیا ہے کہ جس سے مومن عورتوں سے بادل چھٹ جائے اور مغرب پرستوں کے شرکا- جو دین وملت پر ظلم ڈھا رہے ہیں- دفاع ہوجائے اور برملا اس بات کی تذکیرو یاددہانی ہوجائے جو اللہ تعالیٰ نے مومن عورتوں کے لئے بطور عبادت فرض قرار دیا ہے اور وہ ہے حجاب کی فرضیت، شرم وحیا، عفت وعصمت کا تحفظ، محرمات پر غیرت۔اوراس چیز کا خوف دلادیا جائے جو اللہ ورسول ﷺ نے حرام قرار دیا ہے، اور وہ ہے بے حیائی وبے پردگی اور اختلاط کے ہتھیاروں سے عزت وشرافت کی جنگ اور اس کے

خیانت کاروں اور برائیوں کے داعیوں کے چہروں کے دبیز مکھوٹوں میں شگاف زنی، تا کہ ایک عفیف اور پاکدامن عورت کی زبان حال یہ کہہ اٹھے:

''إِلَيْكَ عَنِّيْ ، إِلَيْكَ عَنِّيْ فَلَسْتُ مِنْكَ، وَلَسْتَ مِنِّيْ''

''تم مجھ سے دور رہو، تم مجھ سے ہٹ کر رہو، تم سے میں نہیں اور نہ تم مجھ سے ہو''۔

نیز اس سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے ان پروپیگنڈوں سے اپنے محارم کی حفاظت اور اپنی عورتوں کے تحفظ پر ثابت قدم رکھے۔ نیز ان میں سے کسی بھی دعوت کو اچھے محمل پر محمول کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے، کیونکہ مسلمان اپنے معاشرہ کے عام لوگوں میں بے حیائی و بے پردگی اور فواحش و منکرات کے انتشار کا مشاہدہ کررہے ہیں جہاں یہ گمراہ کن پروپیگنڈے نفوذ کر چکے ہیں۔

بلکہ صحافت برائیوں کی انتہائی نچلی سطح پر جا چکی ہے، جس میں بعض خبیث لوگوں کے اقوال، بدکاری کے احوال اور مقدمات سے عشق کے اعلان کے ساتھ شائع کئے گئے ہیں، مثلاً فون پر لڑکیوں سے مکالماتی تلذذ، اور بعض ذلیل لوگوں کا یہ قول شائع کیا گیا ہے کہ وہ ''فون پر حسب ونسب والی شریف لڑکیوں سے گفتگو کا شیدائی ہے'' اور اس جیسی نفسانی آوارگی اور اخلاقی بے مہاری کی صدا و گونج اخبارات میں سنائی دے رہی ہے۔

اس لئے ہر شخص کو۔ چاہے وہ باپ ہو یا بیٹا، بھائی ہو یا شوہر۔ جسے اللہ تعالیٰ نے کسی عورت کا ولی و سرپرست بنایا ہے، اس معاملہ میں اس سے خوف کھانا چاہئے کہ وہ اسے حجاب سے بے حجابی کی طرف انحراف اور شرم وحیا سے روگردانی کر کے

اختلاط کی طرف پیش قدمی کرنے کی کھلی چھوٹ دے دے اور دنیوی لالچ ونفسانی خواہشات کو تحفظ ناموس اور آخرت کے دیرپا و لمبے اجروثواب پر ترجیح دینے سے گریز کرے اور بچے۔

اور مسلمان عورت پر واجب ہے کہ وہ اللہ کا خوف کھائے اور اپنا سر تسلیم اس کے آگے اور محمد بن عبداللہ ﷺ کی قیادت کے سامنے خم کرے اور شتر بے مہار لوگوں کی طرف مطلق التفات نہ کرے جو کہ فواحش ومنکرات اور حماقت کے داعی ہیں۔

جو شخص پکا وسچا ایمان ویقین والا ہوگا، وہ بتوفیق الٰہی پاکدامن ہوگا اور اللہ کی شریعت پر استقامت دکھائے گا۔

اب یہ رسالہ آپ کے ہاتھ میں ہے، یہ فضیلت وکرامت کے اصول اور اس کی حفاظت کے راستہ کی رہنمائی کرے گا اور مومن عورتوں کو اس کے التزام کی ترغیب دے گا، عورت کو رذائل کی طرف دعوت دینے والوں کی قلعی کھولے گا اور اس کو اس کے ارتکاب سے ڈرائے گا۔ اور فصل اول ہی سے قطعی طور پر دوسری فصل کی باتوں کا رد معلوم ہوتا چلا جائے گا۔

اور جو کچھ عرض کیا گیا۔ انشاء اللہ۔ وہ ہدایت، نصیحت اور ان لوگوں کو مطمئن کرنے کے لئے کافی ہوگا جن کی بصیرت کو اللہ تعالیٰ نے نور سے بھر دیا ہے، ان کی ہدایت واستقامت کا ارادہ کیا ہے، اور ہر شخص اپنے نفس کا حساب دے گا، اس لئے اپنے اترنے کی گھاٹ اور واپس پلٹنے کے ٹھکانوں کو خوب غور سے دیکھ لے۔ بات پہنچادی گئی۔ **وَحَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ**۔

یہ زیر ترتیب رسالہ کتب تفسیر وحدیث وفقہ کے علاوہ عورت کے موضوع پر لکھے گئے دوسو مقالات ، رسالوں اور کتابوں کا خلاصہ ونچوڑ ہے۔ اسے بعض اقتباسات وعبارات کو ان کے اصل ماخذوں کے حوالہ جات سے بوجھل نہیں بنایا گیا اور صرف اتنے ہی اشارہ پر اکتفا کرلیا گیا۔ اور یقیناً اللہ تعالیٰ مومن مرد وعورت کے قلوب کو جس بات کے ذریعہ استقامت عطا کرتا ہے وہ چند ہی آیات کے اسرار تنزیل کی چند جھلکیوں کا اظہار کافی ہوتا ہے۔ اور زیر نظر رسالہ میں اس کی معتد بہ جھلک موجود ہے جسے اس کی ورق گردانی سے دیکھی جا سکتی ہے، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس رسالہ کو قبولیت کے جوڑوں کا لباس پہنائے ۔**وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ**۔

مولف

بکر بن عبداللہ ابوزید

۱ / ۴ / ۱۴۲۰ھ

پہلی فصل

فضیلت و کرامت کے دس اصول کا بیان

پہلا اصول: مرد و عورت کے مابین فرق و امتیاز پر ایمان واجب ہے۔

دوسرا اصول: حجابِ عام

تیسرا اصول: حجابِ خاص

چوتھا اصول: خانہ نشینی و ملکہ خانہ

پانچواں اصول: مرد و عورت کا اختلاط شرعاً حرام ہے۔

چھٹا اصول: تبرج و سفور شرعاً حرام ہیں۔

ساتواں اصول: اللہ نے زنا کو حرام قرار دینے کے ساتھ اس کے تمام اسباب و وسائل کو بھی حرام قرار دیا ہے۔

آٹھواں اصول: نکاح شرافت و کرامت کا تاج ہے۔

نواں اصول: اولاد کی گمراہ کن شروعات سے حفاظت ضروری ہے۔

دسواں اصول: اپنی محرَم اور مومنین کی عورتوں پر غیرت واجب ہے۔

پہلا اصول

مرد وعورت کے مابین فرق وامتیاز پر ایمان واجب ہے

مرد وعورت کے مابین جسمانی، معنوی اور شرعی فرق وامتیاز عقلی، حسی، شرعی اور قدری طور پر ثابت ہے، جس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

اللہ تعالیٰ نے نوع انسانی کے دو دھڑے ''مرد وعورت'' کو پیدا فرمایا، ارشاد ربانی ہے: ﴿وَأَنَّهُ خَلَقَ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالأُنْثىٰ﴾ (النجم: ۴۵) ''اور یہ کہ اسی نے جوڑا یعنی نر و مادہ پیدا کیا ہے''۔ اور دونوں صنف اپنے اپنے خصوصی میدان میں کائنات کی تعمیر وترقی میں شریکِ کار ہیں، نیز کائنات کی تعمیر، اللہ تعالیٰ کی عبودیت وبندگی اور دین کے تمام احکام میں بلا فرق وامتیاز دونوں شریک ہیں۔ توحید، عقیدہ، حقائق ایمانی، اللہ کے سامنے جبیں سائی، ثواب وعقاب، عام ترغیب وترہیب وفضائل، شریعت کے تمام حقوق وواجبات میں بلا فرق وامتیاز دونوں برابر ہیں۔ ارشاد ربانی ہے: ﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ﴾ (الذاریات: ۵۶) ''میں نے جنات اور انسانوں کو محض اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ صرف میری عبادت کریں''۔ نیز ارشاد الٰہی ہے: ﴿مَنْ عَمِلَ عَمَلاً مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثىٰ وَهُوَ مُؤمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيَاةً طَيِّبَةً﴾ (النحل: ۹۷) ''جو شخص نیک عمل کرے، مرد ہو یا عورت، لیکن باایمان ہو تو ہم اسے یقیناً نہایت بہتر زندگی عطا فرمائیں گے''۔ نیز ارشاد باری ہے: ﴿وَمَنْ يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثىٰ وَهُوَ

مُؤْمِنٌ فَأُوْلٰئِکَ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلاَ یُظْلَمُوْنَ نَقِیْراً﴾ (النساء:۱۲۴)

''جو ایمان والا ہو، مرد ہو یا عورت اور وہ نیک اعمال کرے، یقیناً ایسے لوگ جنت میں جائیں گے اور کھجور کی گٹھلی کے شگاف برابر بھی ان کا حق نہ مارا جائے گا''۔

لیکن جب اللہ کے قضا وقدر میں یہ بات طے ہوگئی کہ مرد خلقت، شکل وشباہت، ہیئت اور وجود میں عورت سے مختلف ہے، کیونکہ مرد میں تخلیقی کمال اور فطری قوت وطاقت ہوتی ہے، جبکہ عورت بناوٹ، جبلت اور فطرت میں مرد سے ناقص وکمزور ہوتی ہے، اور اس نقص کا سبب عورت کا حیض، حمل، نفاس، رضاعت، دودھ پیتے بچہ کی دیکھ بھال، آئندہ نسل کی تربیت جیسے مراحل سے دوچار ہونا ہے۔ اور اسی سبب سے عورت کو آدم علیہ السلام کی پسلی سے پیدا کیا گیا ہے۔عورت مرد کا جزء، اس کی تابع اور اس کی متاع ہے، اور مرد عورت کے امور، تحفظ، اس کے اور ان دونوں کے بچوں کے اخراجات کا ذمہ دار ہے۔اور تخلیق میں اس اختلاف کے آثار ونتائج میں دونوں صنفوں کے مابین طاقت وقوت کا فرق نہ صرف جسمانی، عقلی وفکری اور جذباتی وارادی قوت میں ہے، بلکہ عمل، صلاحیت اور ادا میں بھی موجود ہے، جبکہ دونوں جنسوں کے مابین تخلیقی فرق وتفاوت کے عجیب وغریب آثار ونتائج تک علماء طب جدید کی رسائی اس پر مستزاد ہے۔

اور فرق وتفاوت کی ان دونوں قسموں کے ساتھ احکامِ شریعت کا ایک بڑا حصہ جڑا ہوا ہے، چنانچہ اللہ حکیم وعلیم کی حکمت بالغہ سے مذکورہ دونوں قسموں نے اختلاف، تفاوت، مرد وعورت کے مابین بعض احکام میں تفاضل کو ضروری بنا دیا

ہے، خاص طور سے ان مہمات اور وظائف میں جو دونوں میں سے ہر ایک کی خلقت و بناوٹ، قدرت و کارکردگی نیز انسانی زندگی کی گاڑی چلانے میں ہر ایک کے اپنے اختصاص کے مناسب ہے، تاکہ زندگی کامل و مکمل ہو جائے اور دونوں میں سے ہر ایک اپنی ذمہ داری ادا کرے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مردوں کو بعض احکام کے ساتھ خاص کر دیا ہے، جو ان کی خلقت، وجود، ترکیب و بناوٹ، خصوصیات، اہلیت، صلاحیت ادائیگی، صبر و ہمت اور صلابت و متانت کے مناسب ہے۔ اور مرد کا تمام تر وظیفہ گھر سے باہر محنت و کمائی اور گھر والوں کے اخراجات کی ذمہ داری اٹھانا ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو بعض احکام کے ساتھ خاص کر دیا ہے، جو ان کی خلقت، وجود، ترکیب بناوٹ، خصوصیات، اہلیت و ادا اور ضعف تحمل کے مناسب ہے۔ اور عورتوں کی تمام تر ذمہ داری و وظیفہ چہار دیواری کے اندر گھریلو امور کا قیام اور مستقبل کے نسل کی تربیت ہے۔

اللہ تعالیٰ نے عمران کی بیوی کا یہ قول بیان کیا ہے: ﴿وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالأُنْثىٰ﴾ (آل عمران: ۳۶) ''اور مرد عورت جیسا نہیں ہے''۔ اور پاک ہے وہ ذات جو خلق، حکم، قضاوقدر اور قانون سازی کے ساتھ متصف ہے، ارشاد ربانی ہے:

﴿ألاَ لَهُ الْخَلْقُ وَالأمْرُ، تَبَارَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ﴾ (الأعراف: ۵۴)

''یاد رکھو! اللہ ہی کے لئے خاص ہے خالق ہونا اور حاکم ہونا، بڑی خوبیوں سے بھرا ہوا ہے اللہ، جو تمام عالم کا پروردگار ہے''۔

چنانچہ وہ تخلیق وتکوین اور خداداد ملکہ وصلاحیت میں اللہ تعالیٰ کا تقدیری وکونی ارادہ ہے، اور یہ حکم وفیصلہ اور شریعت وقانون میں اس کا دینی وشرعی ارادہ ہے، اس طرح دونوں ارادے بندوں کے مصالح، کائنات کی تعمیر وترقی، فرد کی زندگی، گھر، جماعت اور انسانی معاشرہ کے انتظام وانصرام پر جمع ہو گئے ہیں۔

ذیل میں ہم دونوں صنفوں میں سے ہر ایک کے بعض خاص وظیفہ وکام کا ذکر کررہے ہیں، چنانچہ بعض وہ احکام جو مَردوں کے ساتھ خاص ہیں، یہ ہیں کہ مرد حفاظت ورعایت، فضائل کی نگرانی ونگہبانی، رذائل کی روک تھام اور ہلاکت سے چراگاہ کے دفاع کے ساتھ ساتھ گھر کا حاکم ونگراں اور محافظ ہے، نیز وہ محنت وکمائی اور گھروالوں کے اخراجات کا ذمہ دار وناظم ہے، ارشاد باری ہے:

﴿اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلىٰ النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلىٰ بَعْضٍ وَبِمَا أَنْفَقُوْا مِنْ أَمْوَالِهِمْ، فَالصَّالِحَاتُ قَانِتَاتٌ حَافِظَاتٌ لِلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ﴾ (النساء:۳۴) ''مرد عورتوں پر حاکم ہیں، اس وجہ سے کہ اللہ نے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے اور اس وجہ سے بھی کہ مردوں نے اپنے مال خرچ کئے ہیں، پس نیک فرماں بردار عورتیں خاوند کی عدم موجودگی میں بحفاظت الٰہی نگہداشت رکھنے والیاں ہیں''۔

اور اس ''قوامیت'' وحاکمیت کے اثر کو خود قرآن مجید کی درج ذیل آیت میں لفظ ''تحت'' کے اندر ملاحظہ کریں، ارشاد ربانی ہے: ﴿ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلاً لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا امْرَأَةَ نُوْحٍ وَامْرَأَةَ لُوْطٍ، كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا

صَـالِحَيْنِ﴾ (التحریم:۱۰) ’’اللہ تعالیٰ نے کافروں کے لئے نوح اور لوط کی بیوی کی مثال بیان فرمائی، یہ دونوں ہمارے بندوں میں سے دو نیک بندوں کے ’’ماتحت‘‘ تھیں‘‘۔

غور کریں آیت میں اللہ تعالیٰ کا قول **’’تَـحْـتَ‘‘** اس امر کا اعلان کرتا ہے کہ نوح ولوط علیہما السلام کی بیویوں کا ان کے شوہروں پر کوئی حکم نہیں چلتا تھا، بلکہ حاکمیت تو ان پر ان کے شوہروں کی تھی، چنانچہ عورت کو مرد کی برابری میں نہیں رکھا جاسکتا اور نہ کبھی اسے مرد پر فوقیت دی جاسکتی ہے۔

مردوں کے ساتھ خاص باتوں میں ایک یہ بھی ہے کہ نبوت ورسالت صرف طبقہ مردوں میں رہی ہے، عورتوں میں کبھی نہیں رہی۔ ارشاد ربانی ہے: **﴿وما أرسلنا من قبلک إلا رجالاً نوحي إلیھم من أھل القریٰ﴾** (یوسف: ۱۰۹) ’’آپ سے پہلے ہم نے بستی والوں میں جتنے رسول بھیجے ہیں سب مرد تھے، جن کی طرف ہم وحی نازل فرماتے گئے‘‘۔

مفسرین کرام لکھتے ہیں: ’’اللہ تعالیٰ نے کسی عورت کو نبی نہیں بنایا، نہ کسی فرشتہ کو، نہ کسی جن کو اور نہ ہی کسی بدو کو‘‘۔

اور عام ولایت اور اس کی نیابت مثلاً قضا وادارت، نیز تمام ولایت جیسے نکاح کی ولایت تو یہ صرف مردوں کے ساتھ مخصوص ہے، عورت ولی نہیں بن سکتی۔

نیز مردوں کو بہت ساری عبادات کے ساتھ مخصوص کیا گیا ہے جو عورتوں کے حق میں واجب نہیں، مثلاً جہاد، جمعہ، جماعت، اذان واقامت کی فرضیت۔ اور طلاق

مرد کے اختیار میں ہے، عورت کے اختیار میں نہیں، نیز اولاد باپ کی طرف منسوب ہوتی ہے، ماں کی طرف نہیں۔

اسی طرح مرد کو میراث، دیت، شہادت، غلام کی آزادی اور عقیقہ میں عورت کے مقابلہ میں دوگنا حق دیا گیا ہے۔ اور یہ اور اس جیسے دوسرے احکام جو مردوں کے ساتھ خاص ہیں، بعینہ وہی معنیٰ ومفہوم ہے، جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے سورہ بقرہ آیت (۲۲۸) کے آیت طلاق کے اخیر میں بیان کیا ہے، ارشاد الٰہی ہے: ﴿وللرجال عليهن درجة، والله عزيز حكيم﴾ ''اور مردوں کو عورتوں پر ایک گنا فوقیت حاصل ہے اور اللہ تعالیٰ غالب ہے، حکمت والا ہے''۔

اور جو احکام اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے ساتھ مخصوص کئے ہیں، وہ بہت زیادہ ہیں، اور عبادات، معاملات، نکاح اور اس سے متعلق اموراور فیصلہ وقضا وغیرہ باب کو شامل ہیں اور جو قرآن وسنت اور فقہ کی کتابوں میں معروف ہیں، بلکہ اس موضوع پر قدیم وجدید ہر دور میں مستقل کتابیں لکھی گئی ہیں اور ان میں بعض احکام صرف عورت کے حجاب اور اس کی فضیلت وکرامت کی حفاظت سے متعلق ہیں۔

اور یہ الگ الگ احکام جو اللہ تعالیٰ نے مردو عورت میں سے ہر ایک کے ساتھ مخصوص کئے ہیں، وہ بہت سے امور کا فائدہ دیتے ہیں، جن میں تین امور خاص طور سے قابل ذکر ہیں:

پہلا امر: اس بات پر ایمان ورضامندی کہ مردو عورت کے مابین حسی ومعنوی اور شرعی فرق وتفاوت پائے جاتے ہیں اور ہر صنف کو اس پر رضامند رہنا چاہئے

جو اللہ تعالیٰ نے اس کے حق میں تقدیری وشرعی طور پر لکھ دیا ہے، اور یہ فرق وامتیاز عین عدل وانصاف پر مبنی ہے اور اسی میں انسانی معاشرہ کی حیات کا بہترین انتظام منحصر ہے۔

دوسرا امر: کسی مسلمان مرد وعورت کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اس فرق وامتیاز کی تمنا کرے، جو اس کے بجائے دوسرے کے ساتھ مخصوص کر دیا گیا ہے، کیونکہ ایسی صورت میں اللہ کے قضا وقدر پر ناراضگی اور اس کے حکم وشریعت پر عدم رضا کا اظہار مانا جائے گا اور ایک بندہ کو اپنے رب کا فضل مانگنا چاہئے۔ اور یہ ایسا شرعی ادب ہے جو آپس میں حسد کو دور کرتا ہے، مومن کے نفس کو سنوارتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے قضا وقدر پر رضا مندی کی عادت ڈالتا ہے۔

اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس غلط تمنا وآرزو سے منع کرتے ہوئے فرمایا: ﴿**ولا تتمنوا بما فضل الله به بعضكم على بعض، للرجال نصيب مما كسبوا وللنساء نصيب مما كسبن، واسئلوا الله من فضله، إن الله كان بكل شيء عليماً**﴾ (النساء: ۳۲) ''اور اس چیز کی آرزو نہ کرو جس کے باعث اللہ تعالیٰ تم میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے، مردوں کا اس میں سے حصہ ہے جو انہوں نے کمایا، اور عورتوں کے لئے ان میں سے حصہ ہے جو انہوں نے کمایا، اور اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل مانگو، یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز کا جاننے والا ہے''۔

اس آیت کا شان نزول یہ ہے، جسے مجاہد رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا مرد

جہاد کریں اور ہم عورت نہ کریں اور ہمارے لئے میراث میں نصف حصہ ہو؟ اس پر مذکورہ آیت ﴿ولا تتمنوا بما فضل ......﴾ نازل ہوئی''۔ اسے امام طبری، احمد اور حاکم وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

اس آیت کی تفسیر میں امام ابوجعفر طبری رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ''یعنی اس آیت میں اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے کہ ''تم اس بات کی خواہش نہ کرو جس کے باعث اللہ تعالیٰ نے تم میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے'' اور یہ بیان کیا گیا ہے کہ یہ آیت ان عورتوں کے سلسلہ میں نازل ہوئی ہے جنہوں نے مردوں کے درجہ پانے کی تمنا وخواہش کی تھی کہ ان کو بھی وہی حق ملنا چاہئے جو مردوں کو حاصل ہے، اس پر اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو باطل تمناؤں سے منع فرمایا اور ان کو یہ حکم دیا کہ وہ اللہ سے اس کا فضل مانگیں، کیونکہ تمنائیں اہل تمنا کے اندر حسد وکینہ اور ناحق سرکشی وبغاوت پیدا کرتی ہیں''۔

تیسرا امر: اگر نص قرآنی کے مطابق یہ صرف تمنا وخواہش سے منع ہے تو اس آدمی کو بھی بدرجہ اولیٰ منع ہونا چاہئے جو مرد وزن کے مابین شرعی فرق وامتیاز کا انکار کرتا ہے اور اس کے الغاء پر آواز بلند کرتا ہے، نیز ان کے مابین مساوات کا مطالبہ کرتا ہے اور اس بات کی ''مساوات مرد وزن'' کے نام پر دعوت دیتا ہے۔ اس لئے بلاشک وشبہ یہ ملحدانہ نظریہ ہے، کیونکہ یہ نظریہ دونوں صنفوں کے مابین تخلیقی ومعنوی فرق وتفاوت کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کے تقدیری وکونی ارادہ سے جنگ کے مترادف ہے اور بہت سارے احکام میں مرد وزن کے مابین فرق وامتیاز والے شرعی

نصوص کو اٹھا کر دریا برد کر دیتا ہے، جس کی بعض تفاصیل سابقہ صفحات میں گزر چکی ہیں۔

بالفرض اگر تخلیق وصلاحیت میں فرق وتفاوت کے باوجود تمام احکام میں مساوات مرد وزن تسلیم کر لی جائے، تو نہ صرف یہ فطرت کے خلاف اور فاضل ومفضول پر عین ظلم ہے، بلکہ یہ پورے انسانی معاشرہ کی زندگی پر ظلم ہے، کیونکہ اس صورت میں فاضل کو اس کے ثمرات صلاحیت سے محرومی اور مفضول پر اس کی صلاحیت سے زائد بوجھ ڈالنا لازم آتا ہے، اور اللہ احکم الحاکمین کی شریعت میں رائی کے دانہ برابر بھی ظلم ہونا بعید ہے۔ اس وجہ سے ان روشن احکام شریعت کے سایہ تلے ہی عورت کی امومت، تدبیر منزل اور امت کے آئندہ نسل کی تربیت کے حق میں پوری ضمانت وگارنٹی ہے۔

اللہ تعالیٰ علامہ محمود بن محمد شاکر پر رحم فرمائے، موصوف امام طبری کے سابقہ کلام پر حاشیہ طرازی کرتے ہوئے (۸/۲۶۰) میں لکھتے ہیں: ''لیکن یہ تمنا وآرزو کا وہ باب ہے جس میں موجودہ دور کے لوگ داخل ہو چکے ہیں اور اس کے صحیح مفہوم میں ایسی باتیں خلط ملط کر دی ہیں جس سے نکلنا ناممکن ہو گیا ہے، البتہ صدق نیت، فطرت انسانی کے صحیح فہم، بے بنیاد باطل خواہشات کے مابین تفریق، اکثریت کی تقلید کے پٹہ سے خروج اور بگڑے معاشرہ کی غلامی سے آزادی کے ذریعہ ممکن ہے، جو آج شدید طور پر امت کو اپنی لپیٹ میں لیا ہوا ہے۔ لیکن ہماری ملت کے لوگ۔ اللہ ان کو ہدایت دے اور ان کے امور کی اصلاح کرے۔ گمراہی کی طرف سرپٹ دوڑ پڑے ہیں۔ اور عقل وحکمت اور جرأتمندی کے ذریعہ فاسد امور کی اصلاح کیا

ہے، اور اصلاح کی صورت میں بگاڑ کیا ہے، ان دونوں کو خلط ملط کر دیا ہے۔قوم نے غلو کی شروعات کر دی ہے اور حاسد داعیوں کی کثرت ہوگئی ہے جو وقت کی صحافت کے تخت پر براجمان ہیں، یہاںتک کہ زبانیں بگڑ گئی ہیں، عقلیں خراب ہوگئی ہیں اور بہت سارے لوگ ان داعیوں کے ساتھ پھسل گئے ہیں، حتیٰ کہ بعض اہل علم کو جو خود کو دین کی طرف منسوب کرتے ہیں، اس بارے میں ایسی بات کہتے ہوئے پایا گیا ہے کہ جس سے ہر دیندار شخص برأت کا اظہار کرے گا۔ اور اس کے مابین کہ امت کے مرد وعورت مصائب وآفات اور جہالت وگمراہی سے پاک وصاف زندگی گزاریں اور اس کے درمیان کہ امت مرد وزن کے مابین ہر پردہ وآڑ کو اتار پھینکے، اور سارا معاملہ صرف باطل تمناؤں کا رہ جائے جو ان میں آپس میں حسد اور ناحق بغاوت وسرکشی پیدا کرے، بہت بڑا فرق ہے، جیسا کہ امام ابوجعفر طبری رحمہ اللہ نے فرمایا ہے۔ اللہ ہی کے لئے اس کی خوبی ہے اور اسی کے لئے اس کا جوہر، اے اللہ! ہمیں سیدھی راہ کی ہدایت دے، ایسے دور میں کہ جس میں زبان نے عقل کی خیانت کاری کی، اور ان لوگوں کو جو اللہ کے حکم وفیصلہ کی مخالفت کرتے ہیں، اس بات سے ڈرنا چاہیئے کہ کہیں ان کو ایسی مصیبت پہنچ جائے جو ان کے زمین کے بقیہ نشانات کو ختم کر کے رکھ دے، جیسے ان سے پہلے لوگوں کو ختم کر دیا تھا''۔

چنانچہ اس اصول سے مرد وعورت کے مابین حسی ومعنوی اور شرعی فرق وتفاوت کا ثبوت ہوگیا، اور اسی اصول پر دونوں صنفوں کے درمیان حجاب وزینت میں فرق کے دوسرے اصول مبنی ہیں۔

دوسرا اصول

حجابِ عام

''حجاب'' کا عام معنیٰ روکنا اور پردہ کرنا ہے۔ حجاب ہر مسلمان مردو عورت پر فرض ہے، چنانچہ مرد مرد سے اور عورت عورت سے اور ہر صنف ایک دوسرے سے حجاب کرے، اور ہر صنف اپنی فطرت و جبلت اور اپنی حیات کے جائز وظیفہ کے مناسب حال حجاب کرے، اس طرح دونوں صنفوں کے درمیان تخلیقی، صلاحیتی اور اپنے جائز وظیفہ کے مطابق حجاب کے فرق وتفاوت کا اعتبار ہوگا۔

اس لئے مردوں پر اپنے ستر ناف سے گھٹنہ تک مردو عورت دونوں سے چھپانا واجب ہے، البتہ اپنی بیوی اور لونڈی سے ضروری نہیں۔ اور شریعت مطہرہ نے خوابگاہوں میں باشعور بچوں کے ایک ساتھ سونے سے منع کیا ہے اور ان کو علیحدہ والگ بستر ہ پر سلانے کا حکم دیا ہے، تاکہ لمس ونظر کے خطرہ سے محفوظ رہے کہ جس سے شہوت میں اشتعال پیدا ہوسکتا ہے۔

اور نماز میں مردوں کو منع کیا گیا ہے کہ وہ اس حال میں نماز پڑھے کہ اس کے کندھے کھلے ہوئے ہوں اور ان پر کوئی کپڑا نہ ہو، نیز برہنہ مردو عورت خانہ کعبہ کا طواف نہیں کر سکتے اور نہ ہی دونوں صنفوں میں سے کوئی برہنہ نماز پڑھ

سکتا ہے خواہ وہ رات میں تنہا پڑھ رہا ہو اور اسے کوئی نہ دیکھ رہا ہو۔

اور نبی کریم ﷺ نے برہنہ چلنے سے منع فرمایا ہے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ﴿لاَ تَمْشُوْا عُرَاةً﴾ (تم برہنہ نہ چلا کرو)، نیز نبی کریم ﷺ نے ہم میں سے ہر شخص کو اپنی تنہائی میں برہنہ ہونے سے منع فرمایا ہے، آپ ﷺ کا ارشاد ہے: ﴿فَاللّٰهُ أَحَقُّ أَنْ يُسْتَحْيىٰ مِنْهُ مِنَ النَّاسِ﴾ (اللہ تعالیٰ انسانوں کے مقابلہ میں اس بات کا زیادہ حق رکھتا ہے کہ اس سے حیا کی جائے)، نیز حج وعمرہ کے لئے احرام باندھنے کے موقع پر دونوں صنفوں کے درمیان فرق وامتیاز سب کو معلوم ہے۔

اور مردوں کو ہر اس لباس یا زینت سے منع کیا گیا ہے کہ جس سے اس کے مردانہ پن میں فرق وخلل آئے، مثلاً لباس، زیور، یا گفتگو، یا اس جیسی دوسری باتوں میں عورتوں کی مشابہت۔ نیز مردوں کو ٹخنہ سے نیچے دامن لٹکانے سے منع کیا گیا ہے، جبکہ عورتوں کو اپنے قدموں کو چھپانے کی غرض سے بقدر ذراع کپڑا لٹکانے کا باقاعدہ حکم ہے۔

اور شریعت نے مومنین کو شرمگاہوں سے اور ہر اس بات سے کہ جس سے شہوت میں اشتعال پیدا ہو، نگاہ نیچی رکھنے کا حکم دیا ہے۔ اور یہ نفس کو ہر اس چیز کے دیکھنے سے کہ جس سے اس کے حرامکاری میں مبتلا ہونے کا خطرہ ہے، دور رکھنے میں نہایت ہی عظیم شرعی ادب ہے، نیز مردوں کو امردوں کے ساتھ

خلوت اوران کوشہوت کے ساتھ دیکھنے سے ، یا مطلقاً شہوت مشتعل ہونے کا خطرہ ہو، بہرصورت منع کیا گیا ہے۔

اور اس طرح کے احکام گناہوں وناپاکیوں سے تزکیہ وطہارت کے وسائل ہیں ، جن سے ایمان کی حلاوت ، قلب کا نوروتقویت ، شرمگاہوں کی حفاظت ،فواحش وزناکاری اورمروت شکن امور سے عفت اورشرم وحیا کا تحفظ جیسے امورنشوونما پاتے ہیں۔اورنبی کریم ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا:﴿اَلْحَيَاءُ لَا يَأتِي إلَّا بِخَيْرٍ﴾ ''حیا صرف خیرہی لاتی ہے''۔

تیسرا اصول

حجابِ خاص

تمام مسلمان عورتوں پر شرعی حجاب کا التزام شرعاً واجب وفرض ہے، جو پورے جسم کو چہرہ وہتھیلی سمیت چھپانے والا ہو، اورحجاب ہراجنبی مرد سے تمام کسبی زینت ولباس اورزیورو غیرہ کا ہو۔اس پر قرآن وسنت کے متعدد دلائل موجود ہیں ، نیز دورنبوی سے لیکر خلفاء راشدین کے زمانہ تک اس پر مومن عورتوں کا عملی اجماع رہا ہے، پھرقرون مفضلہ سے ہوکر چودھویں صدی کے نصف میں اسلامی حکومت کے مختلف ٹکڑوں میں تقسیم ہونے تک اس پرمتواترعمل

چلا آ رہا ہے، نیز حجاب کی فرضیت پر صحیح آثار اور قیاسِ جلی کی دلالت، اور جلبِ مصالح اور دفعِ مفاسد کا صحیح اعتبار وقاعدہ بھی موجود ہیں۔

اور عورت پر فرض یہ حجاب اگر وہ اندرون خانہ ہو، تو دیوار اور پردہ سے ہوگا، اور اگر وہ اجنبی مرد کے روبرو ہو، خواہ اندرون خانہ ہو یا بیرون خانہ، بہر دو صورت حجاب شرعی لباس: (چادر، دوپٹہ اور برقعہ) سے ہوگا، جو عورت کے پورے جسم اور کسبی زینت کو ساتر ہو، جیسا کہ اس امر پر نصوص دلالت کناں ہیں کہ حجاب کا اس وقت تک شرعی حجاب میں شمار نہیں ہوگا، جب تک اس کے تمام شرائط پورے نہ ہوں۔ اور حجاب اپنے اندر بہت سارے بڑے فضائل، خیرِ کثیر اور کامل شرافت وکرامت رکھتا ہے، اس وجہ سے شریعت ایسے اسباب وذرائع کو اپنے احاطہ میں جمع کر رکھی ہے، جو اس کی پامالی و پردہ دری، یا اس معاملہ میں تساہل پر قدغن لگا دے۔

اب اس اصول پر گفتگو چار مسائل پر منحصر ہے:

پہلا مسئلہ : حجاب کی تعریف۔

دوسرا مسئلہ : حجاب کس چیز کا ہو؟

تیسرا مسئلہ : مومن عورتوں پر حجاب کی فرضیت کے دلائل۔

چوتھا مسئلہ : حجاب کے فضائل اور اس کی خوبیاں۔

اب ہر ایک کی تفصیل ذیل میں بیان کی جاتی ہے:

پہلا مسئلہ: عورت کے حجاب کی شرعی تعریف:

''حجاب'' مصدر ہے اور لغت میں اس کا معنیٰ چھپانا، آڑ کرنا اور روکنا ہے۔

اور شرعاً عورت کا حجاب یہ ہے: عورت کا اپنے پورے جسم وزینت کو اس طرح چھپانا کہ اجنبی مردوں کو اس کے بدن کے کسی بھی حصہ کو، یا اس کی زینت کو دیکھنے سے روک دے، جس سے وہ آرائش وزیبائش کرتی ہے، اور یہ حجاب لباس اور گھر کے ذریعہ ہو۔

اور بدن کو چھپانے میں سارا بدن شامل ہے، اس میں چہرہ اور ہتھیلی بھی داخل ہیں۔اس کی دلیل تیسرے مسئلہ میں انشاء اللہ بیان کی جائے گی۔

اور زینت کو چھپانے میں ہر وہ زینت وسنگھار داخل ہے جس سے عورت اپنے پیدائشی حسن و جمال کے علاوہ بناؤ وسنگھار کرتی ہے۔اور آیت: ﴿وَلاَ يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ﴾ (النور:٣١) ''اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں''۔میں ''زینت'' کا یہی معنیٰ ومفہوم ہے جسے کسبی زینت سے موسوم کیا جاتا ہے۔اور فرمانِ الٰہی: ﴿إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ (سوائے اس کے جو ظاہر ہو جائے) میں مستثنیٰ یہی ظاہری کسبی زینت ہے کہ جس کو دیکھنے سے عورت کے جسم کا کوئی حصہ دیکھنا لازم نہیں آتا، مثلاً چادر یا برقعہ کا اوپری حصہ، کیونکہ وہ اضطراری طور پر ظاہر ہوتا ہے، نیز اگر چادر ہوا سے اڑ جائے اور اندرونی لباس ظاہر ہو جائے، تو یہ بھی فرمانِ الٰہی: ﴿إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ کے استثناء میں داخل ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ: ﴿لاَ يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْساً إِلَّا وُسْعَهَا﴾ (البقرة:٢٨٦) ''کسی جان کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا''، یعنی گویا کہ یہ اضطراری طور پر ظاہر ہوا ہے، اس کے اپنے اختیار سے نہیں۔

''جس کے دیکھنے سے عورت کے بدن کا کوئی حصہ دیکھنا لازم نہیں آتا''، اس

سے اس زینت سے احتراز مقصد ہے، جس سے عورت بناؤ سنگھار کرتی ہے اور اس کے دیکھنے سے اس کے بدن کا کچھ حصہ دیکھنا لازم آتا ہے، مثلاً آنکھ کا سرمہ کہ اس کو دیکھنے سے چہرہ یا چہرے کا بعض حصہ دیکھنا لازم آئے گا۔ اور مثلاً ہاتھ میں خضاب اور انگوٹھی کہ ان کو دیکھنے سے ہاتھ کا دیکھنا لازم آتا ہے، نیز بالی، ہار اور کنگن وغیرہ کہ ان زینتوں کو دیکھنے سے جسم کے ان حصوں کو بھی دیکھنا لازم آتا ہے جو کسی سے مخفی نہیں ہے۔

اور آیت میں ''زینت'' کا مفہوم ''کسبی زینت'' ہے، بعض اجزاء بدن نہیں، کیونکہ اس پر دو امور دلالت کرتے ہیں:

پہلا امر یہ ہے کہ عربی لغت میں ''زینت'' کا یہی معنیٰ ہی ہے۔

دوسرا امر یہ ہے کہ قرآن کریم میں لفظ ''زینت'' سے مراد ''خارجی زینت'' یا کسبی زینت ہوتی ہے، اور اس سے اس اصل کے بعض اجزاء مراد نہیں ہوتے۔ اس طریقہ پر سورہ نور کی آیت کا معنیٰ اور زینت کی تفسیر ''کسبی زینت'' سے ملا کر کہ جس کو دیکھنے سے آرائش شدہ بدن کا کچھ بھی حصہ دیکھنا لازم نہیں آتا، ہی وہ مفہوم ہے جس سے فرضیتِ حجاب سے شریعت کا مقصد پورا ہوتا ہے، اور وہ ہے: ''پردہ، عفت، حیا، غضِ بصر، شرمگاہ کی حفاظت اور مرد وعورت کے قلوب کی طہارت''۔ اور یہ عورت کے بارے میں غلط طمع کو کاٹتا ہے، اور یہی شک وشبہ اور فتنہ وفساد کے اسباب سے بعید تر ہے۔

دوسرا مسئلہ: حجاب کس چیز کا ہو؟

ہم یہ معلوم کر آئے ہیں کہ ''حجاب'' ایک عام لفظ ہے، جس کا معنیٰ چھپانا ہے، اور یہاں پر اس سے مراد وہ شئی ہے جو عورت کے جسم اور کسبی زینت کپڑا، زیور وغیرہ کو اجنبی مردوں سے چھپائے۔ اور یہ بات نصوص کی دلالتوں کے مکمل استقصاء واستقراء سے دو میں سے کسی ایک امر میں پائی جاتی ہے:

پہلا امر: خانہ نشینی سے حجاب، کیونکہ خانہ نشینی عورت کو اجنبی مرد کی نگاہوں اور ان کے ساتھ اختلاط سے پردہ میں رکھتی ہے۔

دوسرا امر: لباس سے حجاب، اور یہ چادر، دوپٹہ، عبایہ اور برقعہ سے ہوتا ہے، اس طرح لباس سے حجاب کی تعریف یوں ہوگی:

''عورت کا اپنے پورے جسم کو چہرہ، ہتھیلی اور قدم سمیت، نیز اپنی کسبی زینت کو ایسے لباس سے چھپانا جو اجنبی مردوں کو اس کے دیکھنے سے روک دے۔ اور یہ حجاب ''جلباب'' (لمبی چادر) اور ''خمار'' (دبیز اوڑھنی) سے ہوگا۔

ا۔ ''خمار'' کی جمع ''خُمُر'' ہے، اور اس کا معنیٰ چھپانے اور ڈھانکنے کے مابین دائر ہے۔ اور خمار اس اوڑھنی کو کہتے ہیں جس سے عورت اپنا سر، چہرہ، گردن، گریبان اور سینہ چھپاتی ہے۔ چنانچہ ہر وہ چیز جسے آپ ڈھانپ دیں یا پردہ کر دیں، گویا آپ نے اس کو اوڑھنی اڑھا دیا۔ اور اسی معنیٰ میں وہ حدیث ہے جس میں ہے کہ ایک آدمی کی حالت احرام میں اس کی سواری نے گردن توڑ دی تھی، تو اس کے حق میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ﴿**لَا تُخَمِّرُوْا رَأْسَهُ وَلَا وَجْهَهُ**﴾ (اس کے سر ڈھانکو اور نہ چہرہ)۔ اسے امام مسلم نے روایت کیا ہے۔ اور اسی معنیٰ

میں یہ مشہور حدیث پاک ہے: ﴿خَمِّرُوْا آنِيَتَكُمْ﴾ (تم اپنے برتنوں کو رات کو سوتے وقت ڈھانک دیا کرو) ۔اور اسی معنیٰ میں نمیری کا یہ قول ہے:

يُخَمِّرْنَ أطْرَافَ الْبَنَانِ مِنَ التُّقىٰ　　وَيَخْرُجْنَ جَنْحَ اللَّيْلِ مُعْتَجِرَاتٍ

(وہ عورتیں پرہیز گاری کے سبب انگلیوں کے پوروں تک کو چھپا لیتی ہیں اور رات کے وقت کپڑوں میں خود کو چھپا کر نکلتی ہیں)۔

اوڑھنی اور دوپٹہ کو عربی زبان میں ''مقنع'' کہتے ہیں جو ''تقنع'' جس کے معنیٰ چھپانے کے ہیں، سے ماخوذ ہے۔ اور اسی معنیٰ میں وہ حدیث پاک بھی ہے جسے امام احمد رحمہ اللہ نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے: ﴿أنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إذَا صَلىّٰ رَكْعَتَيْنِ رَفَعَ يَدَيْهِ يَدْعُوْ يُقَنِّعُ بِهِمَا وَجْهَهُ﴾ (نبی کریم ﷺ جب دو رکعت نماز پڑھتے تو دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر دعا کرتے تھے اور اپنے ہاتھوں سے چہرہ مبارک کو ڈھانک لیتے تھے)۔

دوپٹہ کو ''نصیف'' بھی کہتے ہیں، نابغہ شاعر ایک عورت کی تعریف میں کہتا ہے:

سَقَطَ النَّصِيْفُ وَلَمْ تُرِدْ إسْقَاطَهُ　　فَتَنَاوَلَتْهُ وَاتَّقَتْنَا بِالْيَدِ

''اس کا دوپٹہ گر گیا، مگر وہ گرانا نہیں چاہتی تھی، پھر اس نے اسے ایک ہاتھ سے اٹھا لیا اور دوسرے ہاتھ کے آڑ سے ہم سے پردہ و بچاؤ کیا''۔

دوپٹہ اوڑھنے کا طریقہ: یہ ہے کہ عورت دوپٹہ کو اپنے سر پر رکھے، پھر اسے اپنی گردن پر بل دے کر اور چہرہ پر گھما کر موڑے، پھر اس کے پلو کو چہرہ، گریبان اور سینہ پر ڈال لے۔ اس طرح گھر میں عام عادت کے مطابق جو اعضاء کھلا رکھنے کا

رواج ہے، انہیں چھپانے اور ڈھانکنے کا مقصد پورا ہو جائے گا۔

دوپٹہ کے لئے شرط: یہ ہے کہ وہ اتنا باریک نہ ہو کہ اس کے نیچے سے بال، چہرہ، گردن، گریبان، سینہ اور بالی کی جگہ کان وغیرہ جھلکے۔

ام علقمہ سے روایت ہے، اس نے کہا کہ میں حفصہ بنت عبدالرحمٰن بن ابوبکر کو دیکھا، وہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے یہاں داخل ہوئی، وہ باریک دوپٹہ اوڑھے ہوئے تھی جس سے اس کی پیشانی جھلک رہی تھی۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کا دوپٹہ پھاڑ دیا اور فرمایا: ﴿**أَمَا تَعْلَمِيْنَ مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْ سُوْرَةِ النُّوْرِ**﴾ (تمہیں نہیں معلوم کہ اللہ تعالیٰ نے سورہ نور میں کیا نازل فرمایا ہے؟)، پھر آپ نے ایک دوپٹہ منگوایا اور حفصہ کو اڑھا دیا''۔ اسے ابن سعد اور امام مالک وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

۲۔ ''جلباب'' کی جمع ''جلابیب'' ہے، اور ''جلباب'' اس دبیز چادر کو کہتے ہیں جسے عورت اپنے اوپر سر سے پیر تک لپیٹ لیتی ہے اور جو اس کے پورے جسم اور جسم کے کپڑے وزینت کو چھپانے والی ہے۔ اسے ''عباءۃ'' بھی کہتے ہیں۔

چادر اوڑھنے کا طریقہ: یہ ہے کہ عورت اسے اپنے سر پر رکھے اور اپنے دوپٹہ، پورے جسم اور اس کی زینت وسنگھار پر ڈالتے ہوئے اپنے قدموں کو اس سے چھپالے۔

اس تفصیل سے عیاں ہو جاتا ہے کہ چادر کے اپنے وظیفہ کو ادا کرنے کے لئے، (اور وہ ہے عورت کے جسم کے نشیب وفراز اور اس کے کپڑے وزینت وزیورات

سب کو چھپانا) درج ذیل شرائط ہیں:

۱۔ چادر دبیز ہو، اتنی باریک اور شفاف نہ ہو کہ اس کے نیچے سے جسم نظر آئے۔

۲۔ وہ چیکنے والی خاصیت کے کپڑے سے نہ بنی ہو۔

۳۔ اتنی ڈھیلی ڈھالی اور چوڑی ہو کہ جسم کے نشیب وفراز نمایاں نہ ہوتے ہوں۔

۴۔ چادر کا صرف آگے کا حصہ کھلا ہو، اور آستین کی چوڑائی تنگ ہو۔

۵۔ چادر سر کے اوپر سے اوڑھی گئی ہو، کندھوں پر سے نہیں۔ کندھے پر سے چادر اوڑھنا ''جلباب'' کے معنیٰ کی مخالفت ہے، جو اللہ تعالیٰ نے مومن عورتوں پر فرض کیا ہے اور اس صورت میں جسم کے بعض اعضاء کھلے رہ جاتے ہیں، نیز اس میں مردوں کے لباس چادر و چغہ وغیرہ کی مشابہت ہے۔

۶۔ چادر خود زینت نہ ہو اور نہ اس میں ظاہری زینت کڑھائی، کشیدہ کاری، نقش ونگار، نشان اور نام لکھائی کا اضافہ کیا گیا ہو۔

۷۔ چادر (عباءۃ۔ برقعہ) سر کے اوپر سے پیر کے نیچے تک ساتر و چھپانے والی ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ فراک وغیرہ جیسا لباس جو عورت کے صرف گھٹنے تک چھپاتا ہے، شرعی لباس نہیں ہے۔

ایک انتباہ: آج کل یہ نیا فیشن چلا ہوا ہے کہ عباءۃ یا چادر پر عورت کا نام، یا نام کا پہلا حرف جلی حرفوں میں لکھواتے ہیں تاکہ اسے دور سے پڑھا جاسکے۔ یاد رکھیں! یہ عورت کے ساتھ ایک جدید قسم کا لغو کھیلواڑ اور بہت بڑا فتنہ ہے، جس کا وبال خود عورت پر لوٹ آئے گا۔ اس لئے یہ عمل نہ صرف حرام ہے، بلکہ اس کی

تجارت بھی ناجائز ہے۔

تیسرا مسئلہ: مسلمان عورتوں پر فرضیت حجاب کے دلائل:

یہ بات معلوم ہے کہ عصر صحابہ رضی اللہ عنہم اور اس کے بعد کے ادوار سے برابر چلا آرہا متوارث متواتر عمل شرعی حجت ہے، جس کا اتباع واجب اور جسے تسلیم وقبول کرنا فرض ہے۔ اور مومنین کی عورتوں کے درمیان چلا آرہا متوارث یہ عملی اجماع متواتر ہے کہ عورت گھر میں رہتی اور بلاضرورت وحاجت گھر سے باہر نہ نکلتی تھی، نیز عورت اجنبی مرد کے سامنے بے حجاب، کھلے چہرہ اور اپنے جسم کے کسی بھی حصہ کو کھولے اور زینت کی نمائش کیئے نہ نکلتی تھی۔ اور پوری امت مسلمہ کا اس عمل پر اتفاق واجماع ہے جو عفت وعصمت، طہارت وپاکیزگی، شرم وحیا اور غیرت وحمیت کا محل تعمیر کرنے کے ان کے مقاصد کے ہم آہنگ ہے کہ اس نے اپنی عورتوں کو کھلے چہرہ اور ان کی جسم وزینت میں سے کچھ بھی بے حجاب وبے پردہ کیئے ہوئے باہر نکلنے سے منع کر دیا۔

الغرض یہ دونوں اجماع صدرِ اسلام اور صحابہ وتابعین کے دور سے معروف ومتوارث چلے آرہے ہیں اور ان کو ائمہ کرام کی ایک جماعت نے بیان کیا ہے، ان میں حافظ ابن عبدالبر، امام نووی اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہم اللہ ہیں۔ اور ان پر عمل چودھویں صدی ہجری کے نصف تک جبکہ اسلامی خلافت چند حکومتوں میں تقسیم ہوگئی، ہوتا رہا۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (فتح الباری ۹/۲۲۴) میں لکھتے ہیں: ''قدیم وجدید ہر دور

میں عورتوں کا یہ شیوہ رہا ہے کہ وہ اجنبی مردوں سے اپنے چہرہ کا پردہ کرتی تھیں''۔

اور سب سے پہلے چہرہ سے دوپٹہ اتار کر عورت کو بے حجاب کرنے کی ابتدا مصر میں ہوئی، پھر ترکی، پھر شام، پھر عراق میں ہوئی اور مغرب اسلامی میں نیز غیر عرب ملکوں میں پھیل گئی، پھر اس بے پردگی تک ترقی ہوئی جسے بے حیائی کی انتہا اور پورے جسم سے ساتر کپڑوں کی عریانیت کہا جا سکتا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور جزیرۃ العرب میں اس کی شروعات ہو چکی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ہم یہ سوال کرتے ہیں کہ وہ گمراہ مسلمانوں کو ہدایت دے اور ان سے اس مصیبت کو دور کرے۔ آمین۔

اب فرضیت حجاب کے دلائل بیان کیئے جاتے ہیں:

اولاً: قرآن کریم سے دلیل: سورۂ نور و احزاب میں فرضیت حجاب کی ابدی اور تمام مومن عورتوں پر عمومی دلالت کرنے والی متعدد آیات کریمہ مختلف نوعیت سے وارد ہوئی ہیں، جس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

پہلی دلیل: ارشاد ربانی ہے: ﴿وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ﴾ (اپنے گھروں میں قرار سے رہو) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿يَا نِسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِنَ النِّسَاءِ إِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَاتَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِیْ فِیْ قَلْبِهِ مَرَضٌ وَقُلْنَ قَوْلاً مَعْرُوْفاً، وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِكُنَّ وَلاَ تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الأُوْلیٰ، وَأَقِمْنَ الصَّلاَةَ وَآتِيْنَ الزَّكَاةَ وَأَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ، إِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْراً﴾ (الأحزاب: ۳۲ تا ۳۳) ''اے نبی کی بیویو! تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو، اگر

تم پرہیزگاری اختیار کرو، تو تم نرم لہجہ میں بات نہ کرو کہ جس کے دل میں روگ ہو وہ کوئی برا خیال کرے، اور ہاں! قاعدہ کے مطابق کلام کرو، اور اپنے گھروں میں قرار سے رہو، اور قدیم جاہلیت کے زمانے کی طرح اپنے بناؤ سنگھار کا اظہار نہ کرو، اور نماز ادا کرتی رہو، اور زکاۃ دیتی رہو، اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت گزاری کرو، اللہ تعالیٰ یہی چاہتا ہے کہ اے نبی کی گھر والیو! تم سے وہ ہر قسم کی گندگی کو دور کر دے اور تمہیں خوب پاک کر دے''۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ خطاب نبی کریم ﷺ کی بیویوں کو ہے، اور اس ضمن میں تمام مسلمان عورتوں کو ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کی بیویوں کو آپ کے نزدیک ان کی قدر و منزلت کے سبب خاص طور سے خطاب کیا، اور اس سبب سے کہ امہات المومنین ہی مومن عورتوں کے لئے قدوہ و نمونہ ہیں، نیز اس وجہ سے کہ رسول اللہ ﷺ سے ان کی قرابت و رشتہ داری ہے۔ ارشاد ربانی ہے: ﴿**يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا قُوْا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيْكُمْ نَاراً**﴾ (التحریم:٦) ''اے ایمان والو! تم اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ''۔ جبکہ ازواج مطہرات سے فاحشہ کے وقوع کا تصور نہیں کیا جا سکتا، اور وہ اس طرح کی حرکت سے کوسوں دور ہیں۔ اور قرآن و سنت کے ہر خطاب کو اسی پر محمول کیا جائے کہ وہ سب کے لئے عام ہوتا ہے، کیونکہ شریعت و قانون میں عموم ہوتا ہے۔ نیز لفظ کے عموم کا اعتبار رہوتا ہے، خاص سبب کا نہیں، جب تک خصوصیت کی دلیل نہ آ جائے۔ اور یہاں خصوصیت کی کوئی دلیل نہیں ہے، یہی حال اللہ تعالیٰ کے اپنے رسول ﷺ کے خطاب

کا بھی ہے، ارشادِ الٰہی ہے: ﴿لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ﴾ (الزمر:٦٥) ''اے نبی! اگر تو نے شرک کیا تو بلاشبہ تیرا عمل ضائع ہو جائے گا اور یقیناً تو زیاں کاروں میں ہو جائے گا''۔

اس لئے ان دونوں آیات کریمہ اور ان جیسی دوسری آیتوں کا حکم بدرجہ اولیٰ تمام مومن عورتوں کے لئے عام ہوگا۔ یہی صورت حال اللہ تعالیٰ کے فرمان میں: ﴿فَلَا تَقُلْ لَهُمَا أُفٍّ﴾ (الإسراء:٢٣) ''تو ان کے آگے اف تک نہ کہنا''، اف کہنے کی حرمت کی ہے، تو والدین کو مارنا پیٹنا بدرجہ اولیٰ حرام ہے۔ بلکہ سورۂ احزاب کی مذکورہ دونوں آیات میں یہ ضمیمہ بھی موجود ہے جو اس حکم کے امت کی تمام عورتوں کے لئے عام ہونے پر دلالت کرتا ہے، اور وہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے: ﴿وَأَقِمْنَ الصَّلَاةَ وَآتِيْنَ الزَّكَاةَ وَأَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ﴾ (اور نماز ادا کرتی رہو اور زکاۃ دیتی رہو اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت گزاری کرتی رہو)، اور یہ سب کو معلوم ہے کہ مذکورہ احکام دین کے عام فرائض میں سے ہیں، امہات المومنین کے ساتھ خاص نہیں ہیں۔ جب یہ بات معلوم ہوگئی تو مذکورہ دونوں آیات کریمہ میں تمام مومن عورتوں پر فرضیتِ حجاب اور چہرہ چھپانے کے وجوب کی تین وجہوں سے دلیل موجود ہے:

پہلی وجہ: نرم لہجہ میں گفتگو سے ممانعت:

اللہ تعالیٰ نے امہات المومنین کو اور ان کے ضمن میں تمام مومن عورتوں کو نرم لہجہ میں گفتگو کرنے سے منع فرمایا ہے۔ اور وہ مردوں سے انکساری کے ساتھ نرم

وشیریں لہجہ میں گفتگو کرنا ہے۔ اور اس ممانعت میں اس شخص کی طمع سے حفاظت کا سامان ہے جس کے دل میں شہوتِ زنا کا مرض اور اس کے اسباب اختیار کرنے کے لئے دل میں تحریک موجود ہے۔ اور عورت صرف بقدر حاجت بلا طول وتفصیل اور بلا نرم وشیریں لہجہ کے اجنبی مردوں سے گفتگو کرے گی۔

اور شیریں لہجہ میں گفتگو سے ممانعت بدرجہ اولیٰ مومن عورتوں پر فرضیتِ حجاب کی انتہائی مضبوط دلیل ہے، کیونکہ شیریں لہجہ میں گفتگو نہ کرنا شرمگاہ کی حفاظت کے اسباب میں سے ایک سبب ہے، اور شرم وحیا اور عفت وعصمت کے جذبہ ومحرک کے بغیر عدم نرم لہجگی پوری نہیں ہوسکتی۔ اور یہ سارے معانی حجاب میں پنہاں ہیں اور اسی سبب سے صراحت کے ساتھ خانہ نشینی کے ذریعہ حجاب اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے جو بعد والی وجہ میں آرہی ہے۔

دوسری وجہ: اللہ تعالیٰ کے قول: ﴿وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ﴾ (اور تم اپنے گھروں میں قرار سے رہو) میں ہے۔ اور یہ عورتوں کا گھروں میں رہ کر اجنبی مردوں سے اپنے جسم وزینت کا حجاب وپردہ کرنا ہے۔

یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے امہات المومنین کو اور اس قانون میں ان کے ضمن میں تمام مومن عورتوں کو گھروں میں سکون واطمینان اور امن وقرار کے ساتھ رہنے کا حکم دیا گیا ہے، کیونکہ گھر ہی عورت کی زندگی کے عمل وظیفہ کا مستقر وٹھکانہ ہے۔ اور بلا ضرورت وحاجت گھر سے خروج سے باز رہنا ہی اس کا فرض اولین ہے۔

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ

ﷺ نے ارشاد فرمایا: ﴿اَلْمَرْأَةُ عَوْرَةٌ فَإِذَا خَرَجَتْ اِسْتَشْرَفَهَا الشَّيْطَانُ، وَأَقْرَبُ مَاتَكُوْنُ مِنْ رَحْمَةِ رَبِّهَا وَهِيَ فِيْ قَعْرِ بَيْتِهَا﴾ (عورت ستر کی چیز ہے، جب وہ باہر نکلتی ہے تو شیطان صفت آدمی اسے ٹکٹکی لگا کر دیکھتا ہے، اور عورت اپنے رب کی رحمت سے اس وقت زیادہ قریب ہوتی ہے جب وہ اپنے گھر کے اندرونِ خانہ میں ہوتی ہے)۔ اسے امام ترمذی اور ابن حبان نے روایت کیا ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (فتاویٰ ۱۵/ ۲۹۷) میں رقمطراز ہیں: ''کیونکہ عورت کی حفاظت وصیانت ایسی چیز کے ساتھ واجب وضروری ہے، جس کی مثل بھی مرد کے حق میں ضروری نہیں ہے۔ اسی سبب سے عورت کو حجاب، عدم اظہار زینت اور ترک تبرج کے ساتھ خاص کیا گیا ہے۔ اس لئے عورت کے حق میں لباس اور گھر کے ذریعہ ایسی بات کا حجاب ضروری ہے جو مرد کے حق میں واجب نہیں، کیونکہ مردوں کے جھرمٹ میں عورت کا ظہور فتنہ کا سبب ہے۔ اور مرد عورتوں پر محافظ ونگراں ہیں''۔

نیز شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (فتاویٰ ۱۵/ ۳۷۹) میں لکھتے ہیں: ''اور جیسے یہ آیت دوسرے کی شرمگاہ اور اس جیسی محرمات سے غضِ بصر کو شامل ہے، اسی طرح دوسرے لوگوں کے گھروں سے بھی غضِ بصر کو شامل ہے، کیونکہ جس طرح آدمی کو اس کا کپڑا چھپاتا ہے، اسی طرح آدمی کے جسم کو اس کا گھر چھپاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے آیتِ استئذان (اجازت لینے) کے بعد غضِ بصر اور حفظِ فرج کا ذکر کیا ہے،

تا کہ یہ معلوم ہو جائے کہ گھر بھی آدمی کا پردہ ہے، جیسے کپڑے جسم کا پردہ ہیں۔ نیز اللہ تعالیٰ نے درج ذیل آیت میں دونوں لباسوں کو ایک جگہ ایک ساتھ بیان کیا ہے:

﴿وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّمَّا خَلَقَ ظِلٰلاً وَجَعَلَ لَكُمْ مِنَ الْجِبَالِ أَكْنَاناً وَجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيْلَ تَقِيْكُمُ الْحَرَّ وَسَرَابِيْلَ تَقِيْكُمْ بَأْسَكُمْ﴾ (النحل: ۸۱) ''اللہ ہی نے تمہارے لئے اپنی پیدا کردہ چیزوں میں سے سائے بنائے ہیں، اور اسی نے تمہارے لئے پہاڑوں میں چھپنے کے ٹھکانے بنائے ہیں، اور اسی نے تمہارے لئے کرتے بنائے ہیں جو تمہیں گرمی سے بچائیں اور ایسے کرتے بھی جو تمہیں لڑائی کے وقت کام آئیں''۔ چنانچہ ان میں ہر چیز ضرر رساں چیز سے حفاظت کا ذریعہ ہے، خواہ وہ ضرر رساں چیز سموم ہو جیسے گرمی، دھوپ اور ٹھنڈک، اور خواہ وہ بنو آدم کی جانب سے نظر بد اور موذی ہاتھ وغیرہ ہو''۔

تیسری وجہ: اللہ تعالیٰ کا فرمان: ﴿وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُوْلٰى﴾ (اور قدیم جاہلیت کے زمانے کی طرح اپنے بناؤ سنگھار کا اظہار نہ کرو) ہے۔

جب اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو گھروں میں رہنے کا حکم دیا، تو ان کو جاہلیت کے بناؤ سنگھار کے ساتھ کثرت خروج سے منع کر دیا، اور وہ بھی خوب بن سنور کر، خوشبوؤں میں غرق، بے حجاب چہرہ اور زینت ومحاسن کی نمائش کر کے جسے اللہ نے چھپانے کا حکم دیا ہے۔ اور ''تبرج'' ''برج'' سے ماخوذ ہے، اسی سے اظہار زینت ومحاسن میں توسع ووسعت کا معنیٰ ہے، مثلاً سر، چہرہ، گردن، سینہ، ہاتھ، پنڈلی، جسمانی ساخت، یا کسبی زینت کا اظہار، کیونکہ کثرتِ خروج، یا بے پردگی کے ساتھ

خروج میں بہت بڑا فتنہ وفساد ہے۔ اور جاہلیت کا وصف ''اولیٰ'' کے ساتھ وصف کاشف ہے جیسے اللہ کے قول: ﴿تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ﴾ (البقرۃ:۱۹۶) ''یہ پورے دس ہیں''، میں لفظ ''کاملۃ'' اور جیسے اللہ کے قول: ﴿وَأَنَّهُ أَهْلَكَ عَاداً الأُوْلىٰ﴾ (النجم:۵۰) ''اور یہ کہ اسی نے عاد اولیٰ کو ہلاک کیا ہے'' میں لفظ ''اولیٰ'' وصف کاشف ہے۔

اور تبرج بہت ڈھنگ سے ہوتا ہے، تفصیل ''چھٹے اصول'' میں آرہی ہے۔

دوسری دلیل: آیت حجاب:

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لاَ تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلىٰ طَعَامٍ غَيْرِ نَاظِرِيْنَ إِنَاهُ وَلٰكِنْ إِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا، فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلاَ مُسْتَأْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ، إِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِىْ النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيِىْ مِنْكُمْ وَاللّٰهُ لاَ يَسْتَحْيِىْ مِنَ الْحَقِّ وَإِذَا سَأَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعاً فَاسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ، ذٰلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ،وَمَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلاَ أَنْ تَنْكِحُوْا أَزْوَاجَهُ بَعْدَهُ أَبَداً، إِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْماً، إِنْ تُبْدُوْا شَيْئاً أَوْ تُخْفُوْهُ فَإِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْماً ، لاَ جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِىْ آبَائِهِنَّ وَلاَ أَبْنَائِهِنَّ وَلاَ إِخْوَانِهِنَّ وَلاَ أَبْنَاءِ إِخْوَانِهِنَّ وَلاَ أَبْنَاءِ أَخَوَاتِهِنَّ وَلاَ نِسَائِهِنَّ وَلاَ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ وَاتَّقِيْنَ اللّٰهَ، إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْداً﴾ (الأحزاب:۵۳تا۵۵) ''اے ایمان

والو! جب تک تمہیں اجازت نہ دی جائے تم نبی کے گھروں میں نہ جایا کرو، کھانے کے لئے ایسے وقت میں کہ اس کے پکنے کا انتظار کرتے رہو، بلکہ جب بلایا جائے، جاؤ اور جب کھا چکے نکل کھڑے ہو، وہیں باتوں میں مشغول نہ ہو جایا کرو، نبی کو تمہاری اس بات سے تکلیف ہوتی ہے تو وہ لحاظ کر جاتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ بیان حق میں کسی کا لحاظ نہیں کرتا، جب تم نبی کی بیویوں سے کوئی چیز طلب کرو تو پردہ کے پیچھے سے طلب کرو، تمہارے اور ان کے دلوں کے لئے کامل پاکیزگی یہی ہے، نہ تمہیں یہ جائز ہے کہ تم رسول اللہ کو تکلیف دو، اور نہ تمہیں یہ حلال ہے کہ آپ کے بعد کسی وقت بھی آپ کی بیویوں سے نکاح کرو، یاد رکھو! اللہ کے نزدیک یہ بہت بڑا گناہ ہے۔تم کسی چیز کو ظاہر کرو یا مخفی رکھو، اللہ تو ہر ہر چیز کا بخوبی علم رکھنے والا ہے۔ ان عورتوں پر کوئی گناہ نہیں کہ وہ اپنے باپوں اور اپنے بیٹوں اور بھائیوں اور بھتیجوں اور بھانجوں اور اپنی میل جول کی عورتوں اور ملکیت کے ماتحتوں (لونڈی وغلام) کے سامنے ہوں، عورتو! اللہ سے ڈرتی رہو، اللہ تعالیٰ یقیناً ہر چیز پر شاہد ہے''۔

مذکورہ آیات میں پہلی آیت ''آیت حجاب'' کے نام سے معروف ہے، کیونکہ یہی پہلی آیت ہے جو امہات المومنین اور مومن عورتوں پر فرضیتِ حجاب کے سلسلہ میں نازل ہوئی ہے اور اس آیت کا نزول ذوالقعدہ ۵ھ کو ہوا تھا۔

آیت کا شان نزول: اس آیت کے سببِ نزول میں انس رضی اللہ عنہ کی ثابت حدیث ہے، انہوں نے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ﴿**يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! يَدْخُلُ عَلَيْكَ الْبَرُّ وَالْفَاجِرُ، فَلَوْ أَمَرْتَ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ**

بِـالْـحِـجَـابِ؟ فَأنْزَلَ اللّٰهُ آيَةَ الْحِجَابِ﴾ (اے اللہ کے رسول ! آپ پر نیک وفاجر ہر قسم کے لوگ داخل ہوتے رہتے ہیں، اگر آپ امہات المومنین کو حجاب کا حکم دے دیں تو بہتر ہے۔ اس پر آیت حجاب نازل ہوئی)۔ اسے امام احمد اور بخاری نے اپنی صحیح بخاری میں روایت کیا ہے۔

اور یہ ان باتوں میں سے ایک ہے کہ جن میں امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی موافقت میں اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی، اور ظاہر ہے یہ آپ کے عظیم مناقب میں سے ایک ہے۔

اور جب یہ آیت نازل ہوئی تو نہ صرف نبی کریم ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات کو اجنبی مردوں سے حجاب کرنے کا حکم دیا، بلکہ صحابۂ کرام نے اپنی عورتوں کو اجنبی مردوں سے حجاب کرایا۔ اور وہ تھا سر سے لے کر قدموں تک جسم وزینت کا حجاب۔ اس لئے حجاب قیامت تک ہمیشہ کے لئے ہر مومن عورت پر فرض ہے، اور فرضیتِ حجاب پر اس آیت کی دلالت درج ذیل وجوہ کی بنیاد پر ہے:

پہلی وجہ: جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی، تو نبی کریم ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات کو حجاب کا حکم دیا، اور صحابہ کرام نے اپنی عورتوں سے چہرہ، پورے جسم اور کسبی زینت کا حجاب کرایا، اور یہ حجاب مومن عورتوں میں برابر جاری رہا۔ یہ عملی اجماع ہے جو آیت میں اس حکم کے تمام مومن عورتوں کے لئے عام ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ اسی لئے علامہ ابن جریر طبری رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں (۲۲/ ۲۹) لکھتے ہیں: ﴿وَإِذَا سَـألْتُـمُـوْهُنَّ مَتَاعاً فَاسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ﴾

''کہ جب تم نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات اور مومن عورتوں سے جو تمہاری بیوی نہیں ہیں، کوئی چیز طلب کرو، تو اس پردہ کے پیچھے سے طلب کرو جو تمہارے اور ان کے درمیان حائل ہو''۔

دوسری وجہ: اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿ذٰلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ﴾ ''تمہارے اور ان کے دلوں کے لئے کامل پاکیزگی یہی ہے'' میں فرضیت حجاب کی علت اشارہ وتنبیہ کے طور پر بیان ہوئی ہے، جو ﴿فَاسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ﴾ ''تو پردہ کے پیچھے سے طلب کرو'' میں حکم دیا گیا تھا۔ اور یہاں پر حکم کی علت اپنے معلول کے لئے عام ہے، کیونکہ مرد وعورت کے قلوب کی طہارت اور شکوک وشبہات سے سلامتی تمام مسلمانوں سے مطلوب ہے۔ اس لئے تمام مومن عورتوں پر فرضیت حجاب، امہات المومنین پر فرضیت کے مقابلہ میں بدرجہ اولیٰ ہوگی، جبکہ ازواج مطہرات ہر عیب وبرائی سے پاک وبری ہیں۔ (رضی اللہ عنہن)۔

اب یہ بات واضح ہوگئی کہ فرضیت حجاب کا حکم تمام عورتوں کے لئے عام ہے، ازواج النبی ﷺ کے ساتھ خاص نہیں، کیونکہ حکم کی علت کا عموم اس حکم کے عموم کی دلیل ہے۔ اور کیا کوئی مسلمان یہ کہہ سکتا ہے کہ: ''تمہارے اور ان کے دلوں کی کامل پاکیزگی یہی ہے'' کی علت کسی بھی مومن آدمی سے مطلوب نہیں ہے؟ پس کیا خوب ہے یہ جامع علت جو فرضیتِ حجاب کے کسی بھی چھوٹے یا بڑے مقصد کو نہیں چھوڑا، مگر اسے اپنے اندر ضرور شامل کرلیا۔

تیسری وجہ: لفظ کے عموم کا اعتبار ہوتا ہے، خاص سبب کا نہیں، الا یہ کہ

خصوصیت پر کوئی دلیل قائم ہو۔ قرآن کریم کی بہت ساری آیات ہیں جو خاص اسباب کے تحت نازل ہوئی ہیں، اب ان آیات کے احکام کو ان خاص اسباب کے دائرہ میں بلا دلیل محصور کر دینا شریعت کو معطل کر دینے کے مترادف ہے، پھر ان آیات سے مومنین کے حق میں کون سا فائدہ آئے گا؟

الحمد للہ یہ بات بالکل عیاں ہے، اس کی مزید وضاحت یہ ہے کہ شریعت میں خطاب کا قاعدہ یہ ہے کہ کسی ایک فرد کے خطاب کا حکم امت کے تمام افراد کو شامل ہوتا ہے، کیونکہ تمام افرادِ امت احکامِ تکلیف میں برابر ہیں، جب تک کوئی ایسی دلیل نہ وارد ہو جس کی طرف رجوع کرنا واجب ہو جائے اور وہ تخصیص پر دلالت کناں ہو۔ اور یہاں پر تخصیص کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ اور نبی کریم ﷺ نے عورتوں سے بیعت لیتے وقت فرمایا تھا: ﴿إِنِّيْ لاَأُصَافِحُ النِّسَاءَ، وَمَا قَوْلِيْ لِإمْرَأةٍ وَاحِدَةٍ إِلَّا كَقَوْلِيْ لِمِائَةِ امْرَأةٍ﴾ ''میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا، اور میرا کسی ایک فرد عورت سے کہنا سو عورتوں کو کہنے کے مثل ہے''۔

چوتھی وجہ: نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات تمام مومنین کی ماں ہیں، ارشاد ربانی ہے: ﴿وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ﴾ (الأحزاب:٦) ''اور پیغمبر کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہیں''۔ اور ان سے نکاح ہمیشہ کے لئے حرام ہے، جیسے اپنی ماں سے نکاح ابدی طور پر حرام ہوتا ہے، ارشاد الٰہی ہے: ﴿وَلاَ أَنْ تَنْكِحُوْا أَزْوَاجَهُ مِنْ بَعْدِهِ أَبَداً﴾ (الأحزاب:٥٣) ''اور نہ تمہیں یہ حلال ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کسی وقت بھی آپ کی بیویوں سے نکاح کرو''۔ اور جب نبی کریم

ﷺ کی ازواج مطہرات کا یہ مقام وشرف ہے تو صرف ان کے ساتھ حجاب کو خاص کرنے اور مومنین کی عورتوں کو اس حکم سے خارج کرنے کا کوئی معنیٰ نہیں ہے۔ اس لئے فرضیت حجاب کا حکم ہر مومن عورت کے لئے قیامت تک عام ہے اور یہی وہ مفہوم ہے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سمجھا اور اپنی عورتوں سے حجاب کرایا۔ تفصیل سابقہ صفحات میں گزر چکی ہے۔

پانچویں وجہ: تمام مومن عورتوں پر فرضیتِ حجاب کے عمومی حکم پر دلالت کرنے والے قرائن میں سے ایک قرینہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرضیتِ حجاب والی آیت کی ابتدا اپنے اس قول سے کی: ﴿ **يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَاتَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ** ﴾ ''اے ایمان والو! جب تک تمہیں اجازت نہ دی جائے تم نبی کے گھروں میں نہ جایا کرو''۔ اور یہ اجازت لینا تمام مومنین کے گھروں کے عام اسلامی ادب ہے۔ اور کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ حکم صرف نبی کریم ﷺ کے گھروں کے ساتھ خاص ہے، مومنین کے گھر اس حکم میں داخل نہیں۔ اسی لئے علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر (۳/ ۵۰۵) میں رقمطراز ہیں: ''مومنین پر پابندی عائد کردی گئی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے گھروں میں بلا اجازت داخل ہوں، جیسے وہ اس سے پہلے اپنے گھروں میں ابتدائے اسلام میں بلا اجازت داخل ہو جایا کرتے تھے، یہاںتک کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت پر غیرت کھائی اور ان کو بھی یہی حکم صادر فرمایا، اور ظاہر ہے یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس امت پر بڑا اکرام ہے۔ اس وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ﴿ **إِيَّاكُمْ وَالدُّخُوْلَ عَلىٰ النِّسَاءِ** ﴾ ''تم

عورتوں پر داخل ہونے سے اجتناب کرو''۔

اور جو شخص فرضیتِ حجاب کے ازواج النبی ﷺ کے ساتھ خاص ہونے کا قائل ہے، اس پر اس بات کا قائل ہونا لازم آئے گا کہ وہ اجازت طلب کرنے کے حکم کو بھی اسی طرح ان کے ساتھ خاص مانے، اور ظاہر ہے اس کا کوئی بھی قائل نہیں۔

چھٹی وجہ: فرضیتِ حجاب کے عموم کا فائدہ اس کے بعد والی آیت بھی دے رہی ہے، ارشاد ربانی ہے: ﴿ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِيْ آبَائِهِنَّ ﴾ ''ان عورتوں پر کوئی گناہ نہیں کہ وہ اپنے باپوں کے سامنے ہوں''۔ کیونکہ گناہ کی نفی عام اصل سے استثناء ہے اور وہ ہے حجاب کی فرضیت، اور تخصیصِ اصل کا دعویٰ تخصیصِ فرع کو مستلزم ہے، اور یہ دعویٰ اجماعاً غیر مسلم ہے، کیونکہ عورت کا اپنے محارم مثلاً باپ کے سامنے چہرہ و ہتھیلی کا حجاب کئے بغیر نکلنے سے گناہ کے نفی کی عمومیت سب کو معلوم ہے، البتہ غیر محرم کے سامنے نکلنے سے عورت پر اس سے حجاب کرنا ضروری ہے۔

علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر (۳/۵۰۶) میں رقمطراز ہیں: ''جب اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو اجنبی مردوں سے حجاب کا حکم دیا تو یہ بھی بیان کر دیا کہ ان اقارب سے حجاب واجب نہیں ہے، جن کا سورۂ نور کے درج ذیل فرمان الٰہی میں استثناء کر دیا ہے: ﴿ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ ﴾ ''اور اپنی آرائش کو کسی کے سامنے ظاہر نہ کریں سوائے اپنے خاوندوں کے ......''۔ اور پوری آیت چوتھی دلیل میں آرہی ہے۔ اور علامہ ابن عربی رحمہ اللہ نے اس آیت کو ''ضمیروں والی آیت'' کا نام دیا ہے، کیونکہ پورے قرآن مجید میں اسی آیت میں سب سے

زیادہ ضمیروں کا استعمال کیا گیا ہے۔

ساتویں وجہ: فرضیت حجاب کے عموم کا فائدہ دینے اور تخصیص کو باطل کرنے والی دلالتوں میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بھی ہے: ﴿وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ سورۂ احزاب آیت ۵۹ میں ارشاد ربانی ہے: ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلاَبِيْبِهِنَّ﴾ ''اے نبی! اپنی بیویوں سے اور اپنی صاحبزادیوں سے اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ وہ اپنے اوپر اپنی چادریں لٹکا لیا کریں''۔ اس آیت کریمہ سے مومن عورتوں پر ہمیشہ کے لئے فرضیتِ حجاب کا عام ہونا ظاہر ہو گیا۔

تیسری دلیل: فرضیتِ حجاب کی دوسری آیت جو چہرہ پر چادر لٹکانے کا حکم کرتی ہے، یہ ارشاد الٰہی ہے: ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلاَبِيْبِهِنَّ، ذٰلِكَ أَدْنىٰ أَنْ يُعْرَفْنَ فَلاَ يُؤْذَيْنَ، وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْراً رَحِيْماً﴾ (الأحزاب:۵۹)

''اے نبی! اپنی بیویوں سے اور اپنی صاحبزادیوں سے اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ وہ اپنے اوپر اپنی چادریں لٹکا لیا کریں، اس سے بہت جلد ان کی شناخت ہو جایا کرے گی پھر نہ ستائی جائیں گی اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے''۔

علامہ سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''یہ آیتِ حجاب تمام عورتوں کے حق میں آئی ہے اور اس میں ان پر سر و چہرہ کو چھپانا واجب کہا گیا ہے''۔

اس آیتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے خاص طور سے نبی کریم ﷺ کی ازواج

مطہرات اور صاحبزادیوں کا ان کے فضل وشرف کے سبب ذکر کیا ہے، نیز اس وجہ سے بھی کہ دوسری عورتوں کے مقابلہ میں نبی کریم ﷺ سے قرابت کے سبب ان کو حجاب کا زیادہ تاکیدی حکم ہے۔ ارشاد الٰہی ہے: ﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا ﴾ (التحریم:٦) ''اے ایمان والو! تم اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ''۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مومن عورتوں پر اس حکم کو عام کیا۔ اور یہ آیت حجاب والی پہلی آیت کی طرح اس امر پر صریح دال ہے کہ مومنین کی تمام عورتوں پر واجب ہے کہ وہ اپنے چہروں، پورے جسم اور کسبی زینت کو اجنبی مردوں سے چھپائیں اور پردہ کریں۔ اور وہ حجاب جلباب (لمبی چادر) سے جو چہرہ، مکمل جسم اور زینت کو ساتر ہو اور اسی حجاب سے ان کا اور ان جاہلی عورتوں سے امتیاز ہو جو مذکورہ چیزیں بے حجاب کھولے رکھتی ہیں، تاکہ وہ اذیت کی شکار نہ ہوں اور نہ کوئی ان کو للچائی نظروں سے دیکھے۔

اس آیت کریمہ سے اس امر پر دلیل کہ اس سے مراد چہرہ کا پردہ کرنا ہے، متعدد وجوہ سے ہے:

پہلی وجہ: آیت کریمہ میں ''جلباب'' کا وہی معنیٰ ہے جو عربی زبان میں معروف ہے، اور وہ ہے ایسا کشادہ لباس جو پورے جسم کو چھپائے۔ اور ''جلباب'' عباءۃ یا ملاءۃ کا ہم معنیٰ ہے، اسے عورت سر کے اوپر سے اپنے چہرہ، کپڑے، پورے جسم اور جسم کے کسبی زینت پر لٹکاتے ہوئے اپنے قدموں تک دراز کرے۔ اس وضاحت سے ثابت ہوا کہ لغت وشریعت دونوں میں چہرہ کا چادر سے پردہ کرنا

جسم کے پورے اعضاء کے حجاب کرنے کی طرح فرض وواجب ہے۔

دوسری وجہ: ''جلباب'' چہرہ کے حجاب کو شامل ہے، یہی پہلا معنیٰ مراد ہے، کیونکہ زمانہ جاہلیت میں عورتوں کا جس عضو کو کھلا و بے حجاب رکھنے کا عام طریقہ وشیوہ تھا وہ چہرہ ہی ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کی بیویوں اور مسلمانوں کی عورتوں کو حکم دیا کہ وہ چہرہ پر چادریں لٹکا کر اس کو چھپائے اور اس کا حجاب کرے، کیونکہ آیت میں لفظ ''ادناء'' کو حرف ''علی'' سے متعدی بنایا گیا ہے اور یہ لٹکانے ہی کے معنیٰ پر دلالت کرتا ہے، اور لٹکانا اوپر ہی سے ہوسکتا ہے اور یہاں پر وہی معنیٰ سر سے چہرہ وجسم پر لٹکانا ہے۔

تیسری وجہ: جلباب کا جو معنیٰ ومفہوم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عورتوں نے سمجھا وہ چہرہ، پورے جسم اور کسبی زینت کپڑے وغیرہ کا چھپانا ہی ہے۔ چنانچہ مصنف عبد الرزاق میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے کہا: ﴿**لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ (يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلاَبِيْبِهِنَّ) خَرَجَ نِسَاءُ الأَنْصَارِ كَأَنَّ عَلىٰ رُؤسِهِنَّ الْغِرْبَانُ مِنَ السَّكِيْنَةِ وَعَلَيْهِنَّ أَكْسِيَةٌ سُوْدٌ يَلْبَسْنَهَا**﴾ ''جب یہ آیت نازل ہوئی کہ (اپنے اوپر اپنی چادروں کو لٹکا لیا کریں) تو انصار کی عورتیں نکلیں گویا وقار کی وجہ سے ان کے سروں پر کوّا بیٹھے ہوں اور وہ اپنے اوپر کالی چادریں ڈالے ہوئے تھیں''۔

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے کہا: ﴿**رَحِمَ اللّٰهُ نِسَاءَ الأَنْصَارِ، لَمَّا نَزَلَتْ (يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لأَزْوَاجِكَ**

وَبَنَاتِکَ...... شَقَقْنَ مُرُوْطَهُنَّ فَاعْتَجَرْنَ بِهَا فَصَلَّيْنَ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ كَأَنَّمَا عَلٰى رُؤُسِهِنَّ الْغِرْبَانُ﴾ ''اللہ تعالیٰ انصار کی عورتوں پر رحم فرمائے، جب (اے نبی! اپنی بیویوں سے اور اپنی صاحبزادیوں سے کہہ دو...... آیت نازل ہوئی تو انہوں نے اپنی چادروں کے ٹکڑے کئے اور اس سے پردہ کیا، اور نبی کریم ﷺ کے پیچھے نماز پڑھیں گویا ان کے سروں پر کوّا بیٹھے ہوں''۔ اسے امام ابن مردویہ نے روایت کیا ہے۔

نیز عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے کہا: **﴿يَرْحَمُ اللّٰهُ نِسَاءَ الْمُهَاجِرَاتِ الْأُوَلِ، لَمَّا أَنْزَلَ اللّٰهُ (وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ) شَقَقْنَ مُرُوْطَهُنَّ فَاخْتَمَرْنَ بِهَا﴾** ''اللہ تعالیٰ قدیم ہجرت کرنے والی عورتوں پر رحم فرمائے، جب اللہ تعالیٰ نے (اور اپنے گریبانوں پر اپنی اوڑھنیاں ڈالے رہیں) آیت نازل فرمائی، تو انہوں نے اپنی چادروں کے ٹکڑے کئے اور اس سے حجاب کیا''۔ اسے امام بخاری نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

عربی زبان میں ''**اعتجار**'' اور ''**اختمار**'' دونوں کا معنیٰ ایک ہی ہے، اس لئے ''**فاعتجرن بها**'' کا معنیٰ ''انہوں نے اپنے چہروں کو چھپا لیا'' ہے۔

ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، انہوں نے کہا: **﴿أَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ نُخْرِجَهُنَّ فِيْ الْفِطْرِ وَالْأَضْحٰى الْعَوَاتِقَ وَالْحُيَّضَ وَذَوَاتِ الْخُدُوْرِ، أَمَّا الْحُيَّضُ فَيَعْتَزِلْنَ الصَّلَاةَ وَيَشْهَدْنَ الْخَيْرَ وَدَعْوَةَ الْمُسْلِمِيْنَ، قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِحْدَانَا لَايَكُوْنُ لَهَا جِلْبَابٌ؟ قَالَ:**

﴿لِتُلْبِسَهَا أُخْتُهَا مِنْ جِلْبَابِهَا﴾ ''رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم فرمایا کہ ہم دوشیزہ لڑکیوں، حائضہ عورتوں اور پردہ نشین زنانوں کو عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں نکالیں، حائضہ عورتیں نماز سے الگ رہیں اور خیر اور مسلمانوں کی دعا میں شریک ہوں، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم میں سے کسی کے پاس جلباب نہ ہو تو؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس کی بہن اسے اپنی جلباب میں ڈھانک لے''۔ (متفق علیہ)۔

یہ حدیث عورتوں کے بلا جلباب اجنبی مردوں کے سامنے نکلنے سے ممانعت کے سلسلہ میں صریح نص ہے۔

چوتھی وجہ: نص آیت میں ایسا قرینہ موجود ہے جو جلباب کے مذکورہ معنیٰ پر دلالت کرتا ہے، نیز انصار و مہاجرین کی عورتوں کا عمل اس پر دلالت کناں ہے جو انہوں نے اپنی چادروں کو چہرہ پر ڈال کر پردہ کرنے میں جلدی کی تھی۔ اور وہ ہے اللہ کے قول: ﴿قُلْ لِأَزْوَاجِكَ﴾ میں ازواج النبی ﷺ کے حق میں حجاب اور چہرہ چھپانے کی فرضیت۔ اور اس میں کسی مسلمان کو اختلاف نہیں ہے۔ اور اسی آیت میں ازواج النبی ﷺ کے ساتھ آپ ﷺ کی صاحبزادیوں اور مومنین کی عورتوں کا ذکر ہے، جو اس امر پر واضح دلیل ہے کہ تمام مومن عورتوں پر اپنے چہرہ کا چادر سے حجاب کرنا واجب و فرض ہے۔

پانچویں وجہ: یہ علت کہ: ﴿ذٰلِكَ أَدْنىٰ أَنْ يُعْرَفْنَ فَلاَ يُؤْذَيْنَ﴾ ''اس سے بہت جلد ان کی شناخت ہو جایا کرے گی پھر نہ ستائی جائیں گی'' ''ادناء'' کی طرف راجع ہے جو ''يُؤْذَيْنَ'' سے مفہوم ہے۔ اور وہ بدرجہ اولیٰ چہرہ کے فرضیت

حجاب کا حکم ہے، کیونکہ چہرہ کا حجاب ایک عفیفہ و پاکدامن عورت کی معرفت کی علامت ہے، تاکہ اسے ستایا نہ جائے۔ ثابت ہوگیا کہ یہ آیت چہرہ کے حجاب اور اس کے پردہ کرنے پر نص ہے، کیونکہ جو عورت چہرہ کا حجاب کرلے، اس کے بارے میں کوئی بدطینت لالچی اس کے باقی جسم و شرمگاہ کھولنے کی طمع نہیں کرے گا، گویا چہرہ سے حجاب ہٹا لینے ہی سے بدطینت لوگوں کی جانب سے اسے ستائے جانے کا خطرہ لاحق ہوتا ہے۔ چنانچہ یہ علت چادر سے پورے جسم و زینت کے مومن عورتوں پر حجاب فرض ہونے پر دال ہے، تاکہ اس سے ان کی عفت و شرافت کی معرفت ہوجائے اور یہ پتہ چل جائے کہ وہ پردہ دار، باحیا اور اہل ریب و زنا سے دور عورت ہیں، تاکہ وہ خود فتنہ کی شکار نہ ہوں اور دوسرے بھی ان سے فتنہ میں نہ پڑیں، پھر وہ ستائی نہ جائیں۔

یہ سب پر عیاں ہے کہ عورت جب انتہائی پردہ دار اور اس کی مکمل پابند ہو تو اس کے بارے میں بیمار دل آدمی جرأت نہیں کرے گا اور خیانت کار نگاہیں اس سے دور رہیں گی۔ اس کے برعکس بناؤ سنگھار کی نمائش کرنے والی، بہت زیادہ اِدھر اُدھر گشت لگانے والی اور اپنے چہرہ کی دعوت نظارہ دینے والی سبھا کی پَری عورت کے بارے میں ہر کسی کو غلط طمع ہونا عام بات ہے۔

یہ بات بھی معلوم ہونا چاہئے کہ چادر کا حجاب جو پاکدامن عورتوں کا حجاب ہے اور جس کے اوڑھنے کا طریقہ بیان کیا جا چکا ہے، وہ اس امر کا مقتضی ہے کہ چادر سر کے اوپر سے اوڑھا جائے، کندھوں پر سے نہیں۔ نیز چادر خود زینت نہ بن

جائے اور نہ اس میں نقش ونگار اور کڑھائی وکشیدہ کاری سے اسے مزین کیا گیا ہو اور نہ ایسی جاذب نظر ہو کہ لوگوں کی نگاہیں اس کی طرف ازخود اٹھ جائیں، ورنہ شارع کا جو مقصد جسم وزینت کے حجاب اور اجنبی نگاہوں سے پردہ کرنے کا تھا، وہ بکھر کر رہ جائے گا۔

اور ایک مسلمان عورت کو مرد بننے والی عورتوں سے دھوکہ نہیں کھانا چاہئے جو مردوں کے ان سے کندھا لڑانے اور فون پر عاشقانہ گفتگو سے لطف اندوز ہوتی ہیں، ان کی نگاہیں اپنی طرف کھینچتی ہیں اور اپنی ادا وحرکت سے بے حیا اور بناؤ سنگھار کی نمائش کار عورتوں میں اپنے شمار ہونے کا اعلان کرتی ہیں اور اس بات سے انکار کرتی ہیں کہ وہ نیک وشریف، متقی وپرہیزگار، پاکدامن وپاکباز اور شمع خانہ بنیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی عورتوں کو عفت وعصمت اور اس کے اسباب ووسائل پر ثابت قدم رکھے۔ آمین۔

چوتھی دلیل: سورۂ نور کی دو آیات کریمہ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: **﴿قُلْ لِلْمُؤمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ أَزْكىٰ لَهُمْ، إِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ، وَقُلْ لِلْمُؤمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلاَيُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَاوَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلىٰ جُيُوْبِهِنَّ وَلاَ يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ أَوْ آبَاءِ بُعُوْلَتِهِنَّ أَوْ أَبْنَائِهِنَّ أَوْ أَبْنَاءِ بُعُوْلَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِيْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِيْ أَخَوَاتِهِنَّ أَوْ نِسَائِهِنَّ أَوْ مَا**

مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ أَوِ التَّابِعِيْنَ غَيْرِ أُوْلِيْ الإِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ أَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلىٰ عَوْرَاتِ النِّسَاءِ وَلاَيَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ وَتُوْبُوْا إِلىٰ اللّٰهِ جَمِيْعًا أَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴾ (النور: ۳۰ تا ۳۱) ''مسلمان مردوں سے کہو کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت رکھیں، یہی ان کے لئے پاکیزگی ہے، لوگ جو کچھ کریں اللہ تعالیٰ سب سے خبردار ہے۔ مسلمان عورتوں سے کہو کہ وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی عصمت میں فرق نہ آنے دیں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں سوائے اس کے جو ظاہر ہو جائے۔ اور اپنے گریبانوں پر اپنی اوڑھنیاں ڈالے رہیں، اور اپنی آرائش کو کسی کے سامنے ظاہر نہ کریں، سوائے اپنے خاوندوں کے، یا اپنے والد کے، یا اپنے خسر کے، یا اپنے لڑکوں کے، یا اپنے خاوند کے لڑکوں کے، یا اپنے بھائیوں کے، یا اپنے بھتیجوں کے، یا اپنے بھانجوں کے، یا اپنے میل جول کی عورتوں کے، یا غلاموں کے، یا ایسے نوکر چاکر مردوں کے جو شہوت والے نہ ہوں، یا ایسے بچوں کے جو عورتوں کے پردہ کی باتوں سے مطلع نہیں، اور اس طرح زور زور سے پاؤں مار کر نہ چلیں کہ ان کی پوشیدہ زینت معلوم ہو جائے، اے مسلمانو! تم سب کے سب اللہ کی جناب میں توبہ کرو تاکہ تم نجات پاؤ''۔

ان دونوں آیات کریمہ میں فرضیت حجاب و چہرہ کا پردہ کرنے کی دلیل چار مربوط وجوہ سے ہے جو حسب ذیل ہیں:

پہلی وجہ: پہلی اور دوسری آیت کے شروع میں مرد و عورت دونوں صنفوں کو

یکساں طور پر غضِ بصر (نگاہ نیچی رکھنے) اور حفظِ فرج (شرمگاہ کی حفاظت کرنے) کا حکم دیا گیا ہے۔ اور یہ صرف زنا جیسی فحش کاری کی سنگینی وغلاظت کی وجہ سے ہے۔ اور غضِ بصر اور حفظِ فرج دنیا وآخرت میں مومنین کے حق میں زیادہ پاکیزگی کی راہ ہے اور اس بدکاری میں ملوث ہونے سے نہایت دوری کا سبب ہے۔ اور حفظِ فرج کی تکمیل تحفظ وسلامتی کے اسباب اختیار کئے بغیر نہیں ہوتی، اور تحفظ وسلامتی کے عظیم ترین اسباب میں غضِ بصر ہے اور غضِ بصر کی تکمیل پورے جسم کے مکمل حجاب کے بغیر نہیں ہوسکتی۔ اور کوئی عقلمند آدمی اس بات میں تردد نہیں کرسکتا کہ چہرہ کو بے حجاب رکھنا ہی اس کے دیکھنے اور اس سے لطف اندوز ہونے کا بڑا ذریعہ ہے۔ اور آنکھ زنا کرتی ہے اور اس کا زنا یہی نظر ہے۔ اور وسائل کا حکم مقصد کے حکم جیسا ہی ہے، یہی وجہ ہے کہ صراحت کے ساتھ حجاب کا حکم بعد والی وجہ میں آیا ہے۔

دوسری وجہ: ﴿وَلاَ يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ إلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ ''اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں، سوائے اس کے جو ظاہر ہو جائے''۔ یعنی اپنی زینت میں سے کچھ بھی قصد وارادہ کے ساتھ اجنبی مردوں کے سامنے ظاہر نہ کریں، سوائے اس کے جو اضطراری طور پر بلا قصد وارادہ ظاہر ہو جائے اور جس کا چھپانا امکان سے باہر ہو، مثلاً چادر کا اوپری ظاہری حصہ جسے عورت اپنی قمیص ودوپٹہ پر اوڑھتی ہے۔ اور یہ ایسی چیز ہے کہ جس کے دیکھنے سے عورت کے جسم کا کچھ بھی حصہ دیکھنا لازم نہیں آتا، اور یہ دیکھنا معاف ہے گناہ نہیں۔

اللہ کے قول: ﴿وَلاَ يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ﴾ میں اسرارِ تنزیل کے اس راز پر غور

کریں کہ متعدی فعل کی اسناد عورتوں کی طرف کی گئی ہے اور وہ فعل مضارع ﴿يُبْدِيْنَ﴾ ہے اور یہ اصول ہے کہ جب فعل مضارع کے ساتھ نہی وارد ہوتو وہ تاکیدی حرمت پر دلالت کرتا ہے۔ اور یہ اس بات پر صریح دلیل ہے کہ پورے جسم اور اس کے مصنوعی و کسبی زینت کا حجاب واجب وفرض ہے، اور چہرہ و ہتھیلی کا پردہ بدرجہ اولیٰ ضروری ہے۔

اور ﴿إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ کے استثناء میں فعل کی اسناد عورتوں کی طرف نہیں کی گئی ہے اور نہ فعل متعدی لایا گیا ہے، بلکہ فعل لازم استعمال کیا گیا ہے جس کا تقاضا یہ ہے کہ عورت مطلقاً اخفاء زینت پر مامور ہے اور وہ کچھ بھی زینت ظاہر کرنے کی مجاز نہیں ہے اور نہ اس کے لئے روا ہے کہ قصداً کچھ بھی اپنی زینت ظاہر کرے، البتہ اضطراری طور پر بلا قصد وارادہ کچھ زینت ظاہر ہو جائے تو ایسی صورت میں اس پر کچھ گناہ نہیں، مثلاً ہوا کے جھونکے سے زینت کا کچھ حصہ کھل جائے، یا ضرورتِ علاج کی وجہ سے کچھ حصہ کھولنا پڑے وغیرہ۔ اب اس استثناء کا معنیٰ ''رفع حرج'' ہوگا، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْساً إِلَّا وُسْعَهَا﴾ (البقرة:٢٨٦) ''اللہ تعالیٰ کسی جان کو اس کی طاقت سے زیادہ مکلّف نہیں بناتا''۔ نیز ارشاد ربانی ہے: ﴿وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ إِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ إِلَيْهِ﴾ (الانعام:١١٩) ''حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ان سب جانوروں کی تفصیل بتادی ہے جن کو تم پر حرام کیا ہے، مگر وہ بھی جب تم کو سخت ضرورت پڑ جائے تو حلال ہے''۔

تیسری وجہ: ﴿وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ﴾ ''اور اپنے

گریبانوں پر اپنی اوڑھنیاں ڈالے رہیں‘‘۔

جب اللہ تعالیٰ نے سابقہ دو جگہوں میں مسلمان عورتوں پر جسم وزینت کا حجاب فرض قرار دیا اور یہ بیان کردیا کہ عورت قصداً اپنی زینت ظاہر نہ کرے اور اگر بلا قصد وارادہ کچھ زینت کھل جائے تو وہ معاف ہے، تو اب اس ٹکڑے سے کمال حجاب کو بیان کیا جارہا ہے، اور وہ یہ ہے کہ جس زینت کا اظہار حرام ہے اس میں پورا جسم داخل ہے۔ اور چونکہ قمیص کا گریبان عام طور پر کھلا ہوتا ہے جس سے گردن، سینہ اور گریبان ظاہر ہوجاتا ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کا حجاب کرنے اور اسے چھپانے کا وجوب، نیز قمیص جس حصۂ جسم کو نہ چھپائے، اس کے حجاب کی کیفیت بیان کردی، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ﴾ ’’اور اپنے گریبانوں پر اپنی اوڑھنیاں ڈالے رہیں‘‘۔ اور ایک چیز کو دوسری چیز پر ڈالنے کو عربی زبان میں ’’ضرب‘‘ کہتے ہیں۔ اسی معنیٰ میں ﴿ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ﴾ (آل عمران: ۱۱۲) ’’یہودیوں پر ہر جگہ ذلت کی مار پڑی‘‘۔ یعنی ذلت ان پر اس طرح چھا گئی جیسے خیمہ اپنے اندر کے لوگوں کو ڈھانپ لیتا ہے۔

اور ﴿خُمُر﴾ ’’خِمَار‘‘ کی جمع ہے اور یہ ’’خَمْر‘‘ سے ماخوذ ہے، جس کے معنیٰ چھپانے اور ڈھانپ لینے کے ہیں۔ اور اسی مفہوم میں عربی زبان میں شراب کو ’’خمر‘‘ کہتے ہیں، کیونکہ شراب بھی عقل کو ڈھانپ لیتی ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (فتح الباری ۸/ ۴۸۹) میں رقمطراز ہیں: ’’اسی معنیٰ میں عورت کے دوپٹہ کو ’خمار‘ کہتے ہیں، کیونکہ دوپٹہ اس کے چہرہ کو چھپاتا ہے، اور ’’اختمرت المرأة وتخمرت‘‘ اس

وقت بولتے ہیں جب عورت پردہ کرلے اور اپنے چہرہ کو ڈھانک لے۔

اور "**جیوب**" "**جیب**" کی جمع ہے، اور "**جیب**" قمیص کی لمبائی میں شگاف کو کہتے ہیں۔اب ﴿**وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلىٰ جُيُوْبِهِنَّ**﴾ کا مفہوم یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ مومن عورتوں کو حکم دیتا ہے کہ وہ اپنے جسم کے کھلے رہ جانے والے حصہ پر دوپٹہ کو مضبوطی کے ساتھ ڈالے۔اور وہ سر، چہرہ، گردن، سینہ کا بالائی حصہ، اور سینہ ہے۔اور ڈالنے کا طریقہ یہ ہو کہ عورت اپنے دوپٹہ کو سر پر رکھے اور اسے بَل دیکر داہنی جانب سے بائیں کندھے پر ڈالے۔اور یہ طریقہ اس طریقہ کی مخالف صورت ہے جس پر اہل جاہلیت عامل تھے، کیونکہ دور جاہلیت کی عورت اپنے دوپٹہ کو پیچھے کی طرف لٹکاتی تھی اور آگے کے حصہ کو کھلا چھوڑ دیتی تھی۔اس لئے اب مسلمان عورتوں کو یہ حکم دیا گیا کہ وہ اپنے آگے کے حصہ کو دوپٹہ سے ڈھانکیں، چھپائیں اور پردہ کریں۔

اور اس تفسیر کو سیاق وسباق سے جوڑیں اور پھر عربی لغت کی تائید اس کے ساتھ ملائیں، تو دونوں اس امر پر دلالت کرتے ہیں کہ یہی وہ معنیٰ ومفہوم ہے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عورتوں نے سمجھا اور اس کی پابندی کی، اور اسی پر امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح بخاری میں باب قائم کیا ہے، فرماتے ہیں: باب ﴿**وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلىٰ جُيُوْبِهِنَّ**﴾ اور اپنی سند سے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث نقل کی، انہوں نے کہا: ﴿**يَرْحَمُ اللّٰهُ نِسَاءَ الْمُهَاجِرَاتِ الْأُوَلِ، لَمَّا أَنْزَلَ اللّٰهُ (وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلىٰ جُيُوْبِهِنَّ) شَقَقْنَ مُرُوْطَهُنَّ فَاخْتَمَرْنَ بِهَا**﴾ "اللہ تعالیٰ قدیم ہجرت کرنے والی عورتوں پر رحم کرے، جب

اللہ نے ﴿وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ﴾ آیت نازل فرمائی، تو انہوں نے اپنی چادروں کے ٹکڑے کئے اور اس سے چہرہ کا پردہ کیا''۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ مذکورہ حدیث کی شرح (فتح الباری ۸/ ۴۸۹) میں رقمطراز ہیں: ﴿فَاخْتَمَرْنَ بِهَا﴾ یعنی انہوں نے اپنے چہروں کا پردہ کیا۔ اور پھر وہی صورت بیان کی جو سابقہ صفحات میں گزر چکی ہے''۔

اور جو شخص اس کے برخلاف چہرہ کھولنے کی بات کرے اور دلیل یہ دے کہ اللہ تعالیٰ نے یہاں پر چہرہ کا صراحت کے ساتھ ذکر نہیں کیا ہے، تو اس کے جواب میں یہ کہا جائے گا کہ اللہ تعالیٰ نے یہاں پر سر، گردن، سینہ، گریبان، بازو، ذراع اور ہتھیلی کا بھی ذکر نہیں کیا ہے، تو کیا ان اعضاء کا کھولنا جائز ہے؟ اگر وہ کہے کہ: نہیں! تو ہم کہیں گے کہ: اسی طرح چہرہ کا کھولنا بدرجہ اولیٰ جائز نہیں ہے، کیونکہ چہرہ ہی اصل حسن اور فتنہ کی جگہ ہے، اور یہ کیسے باور کیا جا سکتا ہے کہ شریعت سر، گردن، سینہ کا بالائی حصہ، سینہ، ذراع اور قدم تو چھپانے کا حکم دے اور چہرہ کے حجاب و پردہ کرنے کا حکم نہ دے؟ جبکہ چہرہ ہی شدید فتنہ کا باعث ہے اور ناظر و منظور دونوں پر گہرا اثر چھوڑتا ہے۔ نیز تمہارا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عورتوں کے فہم کے بارے میں آخر کیا جواب ہوگا؟ جب یہ آیت نازل ہوئی تو انہوں نے اپنے چہروں کا حجاب کرنے میں جلدی کی تھی۔

چوتھی وجہ: ﴿وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ﴾ ''اور اس طرح زور زور سے پاؤں مار کر نہ چلیں کہ ان کی پوشیدہ

زینت معلوم ہو جائے‘‘۔

جب اللہ تعالیٰ نے اخفاءِ زینت کا حکم دیا اور اوڑھنی سے حجاب کرنے اور اسے چہرہ وسینہ پرڈالنے کی کیفیت ذکر کی، تو اللہ تعالیٰ نے کمالِ حجاب اور فتنہ کے محرکات کے دفاع کے لئے مومن عورتوں کو پیر پٹک کر چلنے سے منع کر دیا، تا کہ ان کے زیور پازیب وغیرہ آواز نہ کرے اور پھر دوسروں کو ان کی زینت کا علم ہو جائے اور فتنہ کا سبب بن جائے، اور ظاہر ہے کہ یہ شیطانی عمل ہے۔

اس وجہ میں تین طرح کی دلالتیں ہیں:

پہلی دلالت: مومن عورتوں پر پیر پٹک کر چلنا حرام ہے کہ جس سے دوسروں کو ان کی زینت کا علم ہو جائے۔

دوسری دلالت: مومن عورتوں پر اپنے پیر وزینت کا حجاب واجب ہے اور ان چیزوں کا کھولنا جائز نہیں۔

تیسری دلالت: اللہ تعالیٰ نے مومن عورتوں پر ہر اس چیز کو حرام قرار دیا ہے، جو فتنہ کا محرک و باعث ہو۔ اس لئے بدرجہ اولیٰ عورت کی بے حجابی اور اجنبی مردوں کے سامنے چہرہ بے پردہ کرنا حرام ہوگا، کیونکہ چہرہ سے حجاب اٹھانا فتنہ بھڑکانے اور مشتعل کرنے کا سب سے قوی محرک ہے۔ اس لئے چہرہ حجاب کئے جانے، چھپانے اور اجنبی مردوں کے سامنے ظاہر نہ کئے جانے کا زیادہ مستحق ہے اور اس معاملہ میں کوئی خردمند آدمی شک نہیں کرسکتا۔

اب ذرا غور کریں کہ اس آیت نے کس طرح سر سے لیکر پیر تک اجنبی مردوں

سے حجاب کرنے اور فتنہ کے خوف سے جسم وزینت میں سے کچھ بھی کھولنے کا قصد کرنے کے اسباب وذرائع کے سدباب کے عمل کو شامل کیا ہوا ہے۔ پس پاک ہے وہ ذات جس نے ہمیں کامل ومحکم شریعت سے نوازا۔

پانچویں دلیل: سن رسیدہ بوڑھی عورت کو حجاب ہٹانے کی رخصت، مگر حجاب کرنا ہی اس کے حق میں بہتر ہے، چنانچہ ارشاد ربانی ہے: **﴿وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاءِ اللَّاتِي لَا يَرْجُونَ نِكَاحاً فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ أَنْ يَضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجَاتٍ بِزِينَةٍ وَأَنْ يَسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَهُنَّ، وَاللّٰهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ﴾** (النور: ٦٠) ''اور بڑی بوڑھی عورتیں جنہیں نکاح کی امید اور خواہش ہی نہ رہی ہو، وہ اگر اپنے کپڑے اتار رکھیں تو ان پر کوئی گناہ نہیں، بشرطیکہ وہ اپنا بناؤ سنگھار ظاہر کرنے والیاں نہ ہوں، تاہم اگر ان سے بھی احتیاط رکھیں تو ان کے لئے بہت افضل ہے، اور اللہ تعالیٰ سنتا جانتا ہے''۔

اللہ تعالیٰ نے ان بوڑھی عورتوں کو رخصت دی جو اتنی سن رسیدہ ہو چکی ہوں کہ وہ حیض وحمل سے ازکاررفتہ اور اولاد کی امید سے مایوس ہو چکی ہوں کہ اپنے ظاہری کپڑے: چادر، اوڑھنی اور دوپٹہ اتار رکھیں جو اللہ تعالیٰ نے حجاب والی آیت میں مومن عورتوں پر فرض بیان کیا ہے، اور اپنے چہرہ وہتھیلی کو کھلے چھوڑ دیں۔ لیکن دو شرطوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے ان بوڑھی عورتوں سے گناہ اٹھایا ہے:۔

پہلی شرط: وہ اس عمر کی عورت ہو کہ جس میں حسن وزینت باقی نہ رہ گئی ہو، اور نہ وہ خود شہوت کی محل رہ گئی ہو اور نہ اس میں نکاح کی خواہش باقی ہو، چنانچہ وہ

نکاح کی طمع رکھتی ہے اور نہ لوگ اس کے بارے میں نکاح کی طمع رکھتے ہیں، کیونکہ وہ اتنی رسیدہ اور بوڑھی ہو چکی ہے کہ نہ شہوت جنسی رکھتی ہے، نہ لوگ اس میں جنسی شہوت کی خواہش رکھتے ہیں۔ البتہ جس عورت میں کچھ بھی حسن و جمال باقی ہو اور وہ شہوت کی محل بن سکتی ہو، تو پھر اس کے لئے چادر اتار رکھنا جائز نہیں ہے۔

دوسری شرط: وہ اپنی زینت کی نمائش کرنے والی نہ ہو، اور یہ بات دو امور سے ہوتی ہے:

۱۔ چادر اتار رکھنے کا مقصد بناؤ سنگھار کی نمائش نہ ہو، بلکہ بوقت حاجت وضرورت فقط تخفیف مقصد ہو۔

۲۔ وہ زینت یعنی زیور، سرمہ، رنگ و پالش اور ظاہری کپڑے سے حسن و جمال کی نمائش کرنے والی نہ ہو کہ جس سے فتنہ پیدا ہو۔

اس لئے ایک مومن عورت کو اس اجازت ورخصت پر عمل کرنے میں مبالغہ آرائی سے کام نہیں لینا چاہئے کہ وہ یہ دعویٰ کرنے لگے کہ وہ بوڑھی ہو چکی ہے، جبکہ واقعتاً وہ بوڑھی نہیں ہے، اور وہ اس عمر میں بھی کسی بھی نوع کی زینت میں خوب سج دھج کر اور بن سنور کر نکلے۔

پھر ہمارے رب نے فرمایا: ﴿وَأَنْ يَسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَهُنَّ﴾ ''اور اگر وہ اس سے بھی حیا داری برتیں تو ان کے لئے بہتر ہے''۔ اس سے ایک بوڑھی عورت کو حیا داری کی ترغیب دی گئی ہے کہ یہی ان کے لئے افضل و بہتر ہے، گر چہ اس سے زینت کی نمائش نہ ہوتی ہو۔

یہ آیت کریمہ مومن عورتوں پر چہرہ و پورے جسم وزینت کے حجاب کی فرضیت پر دلالت کرتی ہے، کیونکہ یہ اجازت ان بوڑھی عورتوں کے ساتھ خاص ہے جن پر سے گناہ اٹھالیا گیا ہے، کیونکہ جب وہ سن رسیدگی اور سنِ یاس کی اس حد کو پہنچ چکی ہیں کہ ان کے حق میں تہمت رفع ہوگئی ہے۔ اور یاد رکھیں رخصت عزیمت کے بعد ہی ہوتی ہے اور سابقہ آیات کریمہ میں حجاب کی فرضیت عزیمت ہی ہے۔

اور اس دلیل سے کہ بوڑھی عورت کا حجاب اختیار کرنا، اس کے چہرہ و ہتھیلی سے کپڑے اتار رکھنے کی رخصت سے افضل ہے، یہ حجاب اس عورت کے حق میں جو ابھی سن رسیدگی کی عمر کو نہ پہنچی ہو واجب وفرض ٹھہرتا ہے، اور یہی عورتوں کے حق میں افضل اور ان کے فتنہ و بدکاری میں ملوث ہونے سے زیادہ دوری کا سبب ہے، اگر وہ نہ مانیں اور اسی پر اصرار کریں تو ان پر اثم و گناہ ضرور ہوگا۔

لہذا یہ آیت کریمہ چادر و اوڑھنی سے چہرہ، ہتھیلی اور پورے جسم وزینت کے مکمل حجاب کی فرضیت پر نہایت قوی دلیل ہے۔

ثانیاً: سنت مطہرہ سے دلائل:

بہت ساری احادیث پاک میں متعدد طریقوں سے سنت مطہرہ کے مختلف دلائل کبھی چہرہ کو چھپانے اور اس کا حجاب کرنے کی تصریح کے ساتھ، اور کبھی بلا چادر اوڑھے گھر سے باہر نہ نکلنے کی صراحت کے ساتھ، اور کبھی قدموں کو چھپانے اور چھپانے کی غرض سے کپڑا لٹکانے کے حکم کے ساتھ، اور کبھی عورت ستر کی چیز ہے اور ستر کی چیز کا حجاب کرنا واجب ہے، کے ساتھ، اور کبھی خلوت اور عورتوں پر دخول کی

حرمت کے ساتھ، اور کبھی پیغام نکاح دینے کے لئے اپنی منگیتر کو دیکھ لینے کی رخصت کے ساتھ آئے ہیں، اور اس طرح سنت مطہرہ کے بہت پہلو ایسے ہیں جو عورتوں کو تحفظ دیتے ہیں اور عفت وعصمت، شرم وحیا اور غیرت وحمیت کی حالت میں ان کی حفاظت وصیانت کرتے ہیں۔ اس سلسلہ میں سنت نبوی کے چند موتی ہم آپ کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں:

۱۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے بیان کیا:

﴿كَانَ الرُّكْبَانُ يَمُرُّوْنَ بِنَا وَنَحْنُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مُحْرِمَاتٍ، فَإِذَا حَاذُوْا بِنَا سَدَلَتْ إِحْدَانَا جِلْبَابَهَامِنْ رَأسِهَا عَلىٰ وَجْهِهَا، فَإِذَا جَاوَزُوْنَا كَشَفْنَاهُ﴾ ''سوار لوگ ہمارے پاس سے گزرتے تھے اور ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حالت احرام میں تھیں، تو جب وہ ہمارے بالکل مقابل آجاتے، تو ہم میں سے ہر ایک اپنی چادر سر سے چہرہ پر لٹکا لیتی تھی، پھر جب وہ ہم سے آگے بڑھ جاتے تھے، تو ہم چہرہ کھول لیتی تھیں''۔ اس حدیث کو امام احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ، دار قطنی اور بیہقی نے روایت کیا ہے۔

یہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی جانب سے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ احرام باندھنے والی صحابیہ عورتوں کے سلسلہ میں دو متضاد واجبات کے بارے میں بیان ہے۔ پہلا واجب مومن عورت پر چہرہ کا حجاب کرنا ہے۔ دوسرا واجب احرام والی عورت پر چہرہ کو کھلا رکھنا ہے۔ جب احرام والی عورت اجنبی مردوں کے مقابل ہوتی، تو اصل پر عمل کرتی، اور وہ حجاب کی فرضیت ہے، اور اپنے چہرہ کا پردہ کر لیتی۔

اور جب اجنبی مردوں کے سامنے نہ ہوتی تو چہرہ کو کھلا رکھتی، جو حالتِ احرام میں واجب ہے۔ اور یہ بحمد اللہ تمام مومن عورتوں پر فرضیتِ حجاب کی واضح دلیل ہے۔اور فرضیتِ حجاب کے عموم پر بحث سورۂ احزاب کی آیت (۵۳) کی تفسیر کے ضمن میں گزر چکی ہے اور اس کی تائید درج ذیل حدیث پاک کرتی ہے:

۲۔اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے کہا: ﴿**كُنَّا نُغَطِّيْ وُجُوْهَنَا مِنَ الرِّجَالِ وَكُنَّا نَمْتَشِطُ قَبْلَ ذٰلِکَ فِيْ الإِحْرَامِ**﴾ ''ہم مردوں سے اپنے چہرہ کا پردہ کرتی تھیں، جبکہ اس سے پہلے ہم حالتِ احرام میں چہرہ کھولے رکھتی تھین''۔اسے امام ابن خزیمہ اور حاکم نے روایت کیا ہے اور امام حاکم نے کہا کہ: یہ حدیث شیخین کی شرط پر صحیح ہے اور امام ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے۔

۳۔ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے کہا: ﴿**يَرْحَمُ اللّٰهُ نِسَاءَ الْمُهَاجِرَاتِ الْأُوَلِ، لَمَّا أَنْزَلَ اللّٰهُ (وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلىٰ جُيُوْبِهِنَّ) شَقَقْنَ مُرُوْطَهُنَّ فَاخْتَمَرْنَ بِهَا**﴾ (''اللہ تعالیٰ قدیم ہجرت کرنے والی عورتوں پر رحم فرمائے، جب ''اور اپنے گریبانوں پر اپنی اوڑھنیاں ڈالے رہیں'' آیت نازل ہوئی، تو انہوں نے اپنی چادروں کے ٹکڑے کیئے اور اس سے چہرہ کا پردہ کیا''۔اسے امام بخاری، ابوداؤد، ابن جریر نے تفسیر میں اور حاکم وبیہقی نے روایت کیا ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (فتح الباری ۸/۴۹۰) میں رقمطراز ہیں: ''**فاختمرن**

بھا'' کا معنیٰ ''انہوں نے اپنے چہروں کا پردہ کرلیا'' ہے۔

اور ہمارے شیخ محمد امین (اضواء البیان ۶/۵۹۴۔۵۹۵) میں رقمطراز ہیں:

''یہ صحیح حدیث اس امر پر صریح دلیل ہے کہ صحابیہ عورتوں نے سمجھا کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿**وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلىٰ جُيُوْبِهِنَّ**﴾ اس امر کا مقتضی ہے کہ چہرہ کا حجاب کیا جائے، اس لئے انہوں نے اپنی چادروں کے ٹکڑے کیئے اور اللہ کے اس حکم کی اطاعت میں اپنے چہروں کا حجاب کیا۔ اس سے ایک انصاف پسند آدمی کو یہ یقین ہو جاتا ہے کہ عورت کا مردوں سے حجاب کرنا اور اپنے چہرہ کو چھپانا سنت صحیحہ سے ثابت ہے جو کتاب اللہ کی تفسیر کرتی ہے، اور ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان مہاجر عورتوں کی تعریف کی ہے جنہوں نے کتاب اللہ کے اس حکم کی اطاعت کرنے میں جلدی کی۔ اور یہ بات بھی عیاں ہے کہ انہوں نے ﴿**وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلىٰ جُيُوْبِهِنَّ**﴾ سے چہرہ کے حجاب کرنے کا مفہوم نبی کریم ﷺ ہی سے سمجھا، کیونکہ آپ ﷺ ان کے درمیان موجود تھے اور عورتیں اپنے دینی مشکل مسائل آپ سے دریافت کر لیتی تھیں۔ نیز جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿**وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ**﴾ (''یہ ذکر ہم نے آپ کی طرف اتارا ہے تاکہ لوگوں کی جانب جو نازل فرمایا گیا ہے آپ اسے کھول کھول کر بیان کر دیں''، اس لئے یہ ممکن نہیں کہ صحابیہ عورتیں اپنی طرف سے اس آیت کا معنیٰ ومفہوم متعین کرلیں۔ اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں لکھا ہے کہ: ابن ابی حاتم کی عبداللہ بن عثمان بن خثیم عن صفیہ کے طریق سے ایک روایت ہے جو اس

کی وضاحت کرتی ہے اور جس کے الفاظ یہ ہیں: ﴿ذَكَرْنَا عِنْدَ عَائِشَةَ نِسَاءَ قُرَيْشٍ وَفَضْلَهُنَّ فَقَالَتْ: إِنَّ نِسَاءَ قُرَيْشٍ لَفُضَلاءُ، وَلٰكِنِّيْ وَاللّٰهِ مَارَأَيْتُ أَفْضَلَ مِنْ نِسَاءِ الأَنْصَارِ أَشَدَّ تَصْدِيْقاً بِكِتَابِ اللّٰهِ وَلاَ إِيْمَاناً بِالتَّنْزِيْلِ، لَقَدْ أُنْزِلَتْ سُوْرَةُ النُّوْرِ ''وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلىٰ جُيُوْبِهِنَّ'' فَانْقَلَبَ رِجَالُهُنَّ إِلَيْهِنَّ يَتْلُوْنَ عَلَيْهِنَّ مَاأُنْزِلَ فِيْهَا، مَا مِنْهُنَّ امْرَأَةٌ إِلاَّ قَامَتْ إِلىٰ مِرْطِهَا فَأَصْبَحْنَ يُصَلِّيْنَ الصُّبْحَ مُعْتَجِرَاتٍ كَأَنَّ عَلىٰ رُؤُسِهِنَّ الْغِرْبَانُ﴾ ''ہم نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے قریشی عورتوں کی فضیلت کا ذکر کیا، تو انہوں نے کہا: یقیناً قریش کی عورتیں فضیلت والی ہیں، لیکن میں نے انصاری عورتوں سے زیادہ فضیلت والی نہ کتاب اللہ کی تصدیق کرنے میں کسی کو دیکھا اور نہ تنزیل قرآن پر ایمان لانے میں، سوۂ نور میں ﴿وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلىٰ جُيُوْبِهِنَّ﴾ آیت نازل ہوئی اور ان کے شوہر اس کی تلاوت کرتے ہوئے ان کے پاس گئے، تو ان میں سے کوئی بھی عورت ایسی نہ تھی جو اپنی چادر کی طرف نہ اٹھی ہو، اور جب وہ صبح کی نماز پڑھنے آئیں تو چہرہ کو اوڑھنی سے چھپائے ہوئی تھیں، گویا ان کے سروں پر کوّا بیٹھے ہوں''۔ بخاری شریف کی مذکورہ روایت میں بھی اس کی وضاحت آچکی ہے۔ اب آپ ذرا غور کریں کہ عائشہ رضی اللہ عنہا جیسی ذی علم وفہم اور تقویٰ کے عظیم مرتبہ پر فائز عورت انصاری عورتوں کی کیا خوب تعریف کررہی ہیں اور ان کے بارے بتارہی ہیں کہ انہوں نے ان سے زیادہ کتاب اللہ کی تصدیق اور تنزیل قرآن پر ایمان لانے والی

کسی کو نہیں دیکھا، جو اس امر پر واضح دلیل ہے کہ ان کا اللہ تعالیٰ کے فرمان:
﴿وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلىٰ جُيُوْبِهِنَّ ﴾ سے چہرہ چھپانے کی فرضیت کا یہ فہم وادراک ان کی کتاب اللہ کی تصدیق اور تنزیل قرآن پر ایمان میں سے ہے، اور جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں، یہ اس سلسلہ میں صریح دلیل ہے کہ مردوں سے عورتوں کا حجاب اور چہرہ کا پردہ کرنا کتاب اللہ کی تصدیق اور تنزیل قرآن پر ان کے ایمان کا ایک حصہ ہے۔ پس تعجب در تعجب تو ان لوگوں پر ہے جو اہل علم کی طرف اپنی نسبت جوڑ کر یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ میں کہیں پر ایسی بات نہیں آئی ہے جو اجنبی مردوں سے عورت کے چہرہ چھپانے پر دلالت کرتی ہو، حالانکہ ان صحابیہ عورتوں نے کتاب اللہ میں اللہ کے حکم کی اطاعت اور تنزیل قرآن پر ایمان لاتے ہوئے مذکورہ عمل اپنایا تھا، اور یہی معنیٰ صحیح حدیث سے ثابت ہے جیسا کہ بخاری شریف کی حدیث میں گزر چکا ہے اور جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں، یہ تمام مسلمان عورتوں پر حجاب کے وجوب وفرضیت کے سلسلہ میں سب سے صریح اور سب سے عظیم دلیل ہے''۔

۴۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا پر بہتان والے واقعہ میں ان سے مروی یہ حدیث ملاحظہ ہو کہ: ﴿وَكَانَ . صَفْوَانُ . يَرَانِيْ قَبْلَ الْحِجَابِ، فَاسْتَيْقَظْتُ بِاسْتِرْجَاعِهِ حِيْنَ عَرَفَنِيْ، فَخَمَّرْتُ وَجْهِيْ عَنْهُ بِجِلْبَابِيْ﴾ ''صفوان رضی اللہ عنہ حجاب کا حکم آنے سے پہلے مجھ کو دیکھا تھا، انہوں نے مجھ کو پہچان لیا اور میں ان کے ''إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ'' پڑھنے سے بیدار ہو گئی اور اپنی چادر سے ان سے اپنا چہرہ چھپا لیا''۔ (بخاری ومسلم)۔ اور سورۂ

احزاب کی آیت (۵۳) کی تفسیر میں یہ بات تفصیل کے ساتھ بیان کی جا چکی ہے کہ امہات المومنین اور تمام مومن عورتوں پر حجاب فرض ہے۔

۵۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا اپنے رضاعی چچا کے ساتھ والا واقعہ، انہی کی زبانی مروی ہے کہ ان کا رضاعی چچا ابوالقعیس کے برادر افلح نام کے تھے اور وہ:

﴿لَمَّا جَاءَ يَسْتَأْذِنُ عَلَيْهَا بَعْدَ نُزُوْلِ الْحِجَابِ، فَلَمْ تَأْذَنْ لَهُ حَتّٰى أَذِنَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ، لِأَنَّهُ عَمُّهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ﴾ ''جب نزولِ حجاب کے بعد عائشہ رضی اللہ عنہا سے ملنے کے لئے اجازت لینے آئے، تو انہوں نے انہیں اجازت دینے سے صاف انکار کر دیا، یہاںتک کہ نبی کریم ﷺ نے ان کو اجازت دی، کیونکہ افلح عائشہ رضی اللہ عنہا کے رضاعی چچا تھے''۔ (متفق علیہ)۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (فتح الباری ۹/۱۵۲) میں لکھتے ہیں: ''اس حدیث سے عورت کے اجنبی مردوں سے حجاب کرنے کا وجوب ثابت ہوتا ہے''۔ اور یہ تمام مسلمان عورتوں پر حجاب کے عام فرض ہونے کے سلسلہ میں حافظ موصوف کا اختیار کردہ مسلک ہے اور یہی حق ہے۔

۶۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ: ﴿كُنَّ نِسَاءَ الْمُؤْمِنَاتِ يَشْهَدْنَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ صَلَاةَ الْفَجْرِ مُتَلَفِّعَاتٍ بِمُرُوْطِهِنَّ ثُمَّ يَنْقَلِبْنَ إِلٰى بُيُوْتِهِنَّ حِيْنَ يَقْضِيْنَ الصَّلَاةَ لَا يَعْرِفُهُنَّ أَحَدٌ مِنَ الْغَلَسِ﴾ ''مومن عورتیں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ فجر کی نماز میں اپنی چادروں میں لپٹی حاضر ہوتی تھیں، پھر وہ نماز پوری کر کے اپنے گھروں کو لوٹ جاتی تھیں اور

انہیں صبح کی تاریکی میں کوئی پہچان نہیں پاتا تھا‘‘۔(متفق علیہ)۔

۷۔ ام عطیہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے کہ: ﴿أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ لَمَّا أَمَرَ بِإِخْرَاجِ النِّسَاءِ إِلیٰ مُصَلّیٰ الْعِیْدِ، قُلْنَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! إِحْدَانَا لاَیَکُوْنُ لَھَا جِلْبَابٌ؟ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ : لِتُلْبِسْھَا أُخْتُھَا مِنْ جِلْبَابِھَا﴾ ’’جب نبی کریم ﷺ نے عورتوں کو نکال کر عیدگاہ لے جانے کا حکم فرمایا تو عورتوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم میں سے کسی کے پاس چادر نہ ہو تو؟ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ’’اس کی بہن اسے اپنی چادر پہنا دے‘‘۔(متفق علیہ)۔

اس حدیث کی دلالت حجاب پر بالکل واضح ہے، اور وہ یہ ہے کہ عورت کے لئے گھر سے باہر نکلنا پورے جسم کو چھپانے والی چادر سے بلا حجاب کئے، جائز نہیں، اور یہی دورِ نبوی ﷺ میں عورتوں کا طریقہ عمل تھا۔

۸۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ﴿مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خُیَلاَءَ لَمْ یَنْظُرِ اللّٰہُ إِلَیْہِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ، فَقَالَتْ أُمُّ سَلْمَۃَ: فَکَیْفَ یَصْنَعُ النِّسَاءُ بِذُیُوْلِھِنَّ؟ قَالَ یُرْخِیْنَ شِبْراً، فَقَالَتْ: إِذاً تَنْکَشِفُ أَقْدَامُھُنَّ، قَالَ: یُرْخِیْنَہُ ذِرَاعاً لاَیَزِدْنَ عَلَیْہِ﴾ ’’جو شخص اپنے کپڑے کو تکبر کے ساتھ گھسیٹے، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نہیں دیکھے گا۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: پھر عورتیں اپنے دامن کے ساتھ کیسے کیا کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ایک بالشت نیچے لٹکا لیں، ام سلمہ نے کہا: تب تو عورتوں کے قدم کھلے رہ جائیں گے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ایک ہاتھ نیچے لٹکا لیں اور اس سے زیادہ نہ کریں''۔ اسے امام احمد اور اصحاب سنن نے روایت کیا ہے اور امام ترمذی نے کہا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

اس حدیث سے استدلال کی دو صورتیں ہیں:

پہلی صورت: عورت اپنے سر سے پیر تک ایک اجنبی مرد کے حق میں پردہ کی چیز ہے، اس دلیل سے کہ نبی کریم ﷺ نے قدموں تک کے پردہ کرنے کا حکم دیا ہے اور اس مقصد کو سامنے رکھ کر کپڑا و چادر گھسیٹنے کی حرمت سے عورتوں کو مستثنیٰ قرار دیا ہے۔

دوسری صورت: پورے جسم کے فرضیتِ حجاب پر اس حدیث کی دلالت بطور قیاس اولیٰ کے ہے، کیونکہ قدموں کے مقابلہ میں چہرہ کے اندر فتنہ سامانی کہیں زیادہ ہے۔ اس لئے چہرہ کا حجاب قدموں کے چھپانے کے مقابلہ میں زیادہ ضروری و واجب ہے اور اللہ حکیم وخبیر کی حکمت بالغہ یقیناً اس بات کا انکار کرتی ہے کہ ادنیٰ کو چھپانے کا تو حکم دیا جائے اور جس سے شدید ترین فتنہ پیدا ہو، اسے بے حجاب کھلا چھوڑ دیا جائے؟

۹۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ﴿**اَلْمَرْأَةُ عَوْرَةٌ فَإِذَا خَرَجَتِ اسْتَشْرَفَهَا الشَّيْطَانُ، وَأَقْرَبُ مَاتَكُوْنُ مِنْ رَحْمَةِ رَبِّهَا وَهِيَ فِيْ قَعْرِ بَيْتِهَا**﴾ ''عورت ستر کی چیز ہے، جب وہ گھر سے باہر نکلتی ہے تو اسے شیطان صفت آدمی ٹکٹکی باندھ کر دیکھتا ہے۔ اور عورت اپنے رب کی رحمت سے اس وقت زیادہ قریب ہوتی ہے جب وہ اپنے گھر کے اندرونی حصہ میں ہوتی ہے''۔ اسے امام ترمذی، ابن

حبان اور طبرانی نے کبیر میں روایت کیا ہے۔

اس حدیث کی وجہِ دلالت یہ ہے کہ جب عورت ستر و پردہ کی چیز ہے تو ہر اس چیز کو چھپانا و پردہ کرنا واجب ہے جس پر ''پردہ کی چیز'' کا معنیٰ صادق آتا ہے۔

اور بروایت ابو طالب امام احمد رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ ''عورت کا ناخن بھی پردہ کی چیز ہے، اس لئے جب عورت گھر سے باہر نکلے تو اپنے جسم کا کچھ بھی حصہ کھلا نہ چھوڑے، یہاںتک کہ اپنے موزہ کو بھی ظاہر نہ کرے''۔ نیز امام احمد رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: ''عورت کے جسم کا ہر حصہ پردہ کی چیز ہے، یہاںتک کہ اس کا ناخن بھی''۔ اسے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے اور فرمایا ہے کہ: ''یہی امام مالک کا بھی قول ہے''۔

۱۰۔ عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ﴿**إِيَّاكُمْ وَالدُّخُوْلَ عَلىٰ النِّسَاءِ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الأَنْصَارِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَفَرَأَيْتَ الْحَمْوَ؟ قَالَ: اَلْحَمْوُ الْمَوْتُ**﴾ ''تم عورتوں پر داخل ہونے سے اجتناب کرو، ایک انصاری آدمی نے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول! عورت کے دیور کے سلسلہ میں آپ کا کیا حکم ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''دیور موت ہے''۔ اسے امام بخاری ومسلم نے روایت کیا ہے۔

یہ حدیث پاک فرضیتِ حجاب پر دلالت کرتی ہے، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے عورتوں پر داخل ہونے سے خوف دلایا اور عورت کے شوہر کے قریبی رشتہ دار کو موت سے تشبیہ دی، اور کیا ڈرانے کا اس سے بھی سخت لہجہ کوئی اور ہوسکتا ہے؟ اور

جب مردوں کو عورتوں پر دخول سے منع کر دیا گیا تو ان کے ساتھ خلوت بدرجہ اولیٰ منع ہوگا۔ جیسا کہ دوسری احادیث سے ثابت ہے۔ تو ان سے کسی چیز کا سوال صرف پردہ کے آڑ ہی سے ہوسکتا ہے۔ اور جو عورتوں پر داخل ہوگیا اس نے حجاب کی دھجی اڑا دی۔ اور یہ تمام عورتوں کے حق میں عام حکم ہے، اس لئے یہ حکم بھی اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: ﴿فَاسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ﴾ ''جب تم نبی کی بیویوں سے کوئی چیز طلب کرو تو پردہ کے پیچھے سے طلب کرو''، کی طرح تمام عورتوں کے حق میں عام حکم ٹھہرا۔

۱۱۔ پیغام نکاح دینے والے کے لئے اپنی مخطوبہ کو دیکھنے کی اجازت والی احادیث پاک:

خاطب کے لئے مخطوبہ کو دیکھنے والی احادیث بہت ساری ہیں، جنہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک معتد بہ جماعت نے روایت کیا ہے، جن میں ابو ہریرہ، جابر، مغیرہ، محمد بن مسلمہ اور ابوحمید رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔ ہم یہاں پر جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث نقل کرنے پر اکتفا کرتے ہیں، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ﴿إِذَا خَطَبَ أَحَدُكُمُ الْمَرْأَةَ فَإِنِ اسْتَطَاعَ أَنْ يَنْظُرَ إِلىٰ مَا يَدْعُوْهُ إِلىٰ نِكَاحِهَا فَلْيَفْعَلْ﴾ ''جب تم میں کوئی کسی عورت کو نکاح کا پیغام دے، تو اگر اس کے امکان میں یہ بات ہو کہ عورت میں وہ، وہ بات دیکھے جو اس کے لئے اس کے ساتھ نکاح کا داعیہ پیدا کر دے تو اسے ایسا ضرور کرنا چاہئے''۔ چنانچہ میں نے ایک لڑکی کو پیغام دیا، تو میں اس کو دیکھنے کے لئے چھپتا پھرتا تھا،

یہاںتک کہ میں نے اس لڑکی کے اندر وہ بات دیکھ لی جو میرے اس سے نکاح کا باعث بنی اور میں نے اس سے نکاح کرلیا''۔اسے امام احمد، ابوداؤد اور حاکم نے روایت کیا ہے اور امام حاکم نے کہا کہ یہ حدیث مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔

اس حدیث کی دلالت متعدد وجوہ سے واضح ہے:

۱۔اصل عورتوں کا اجنبی مردوں سے حجاب و پردہ کرنا ہے۔

۲۔خاطب کے لئے مخطوبہ کو دیکھنے کی رخصت، عزیمت کے وجود کی دلیل ہے اور وہ عزیمت حجاب ہے۔اگر عورت بے نقاب ہوتو اسے دیکھنے کی رخصت دینے کی کوئی ضرورت نہیں۔

۳۔خاطب۔جابر رضی اللہ عنہ۔کا اس لڑکی کو دیکھنے کے لئے چھپتے پھرنے کا تکلف، تاکہ وہ اس میں وہ بات دیکھ لے جو اس کے لئے اس سے نکاح کا محرک ہو۔ اگر عورت بے نقاب و بے پردہ گھومنے پھرنے والی ہوتو خاطب کو دیکھنے کے لئے چھپتے پھرنے کے تکلف کی حاجت نہ پڑے۔واللہ اعلم۔

شیخ احمد شاکر رحمہ اللہ (مسند احمد کی تحقیق ۱۴/ ۲۳۶) مخطوبہ کو دیکھنے کے سلسلہ میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے ضمن میں رقمطراز ہیں:''اس حدیث اور اس مفہوم کی مخطوبہ کو دیکھنے کی اجازت والی دیگر احادیث کو بنیاد بنا کر اس دور کے ملحدین، فجار، یورپ کے غلام، عورتوں کے بندے اور شہوتوں کے اسیروں نے ایک قسم کا کھلواڑ شروع کر رکھا ہے، ان احادیثِ مبارکہ سے بے موقع و محل حجت پکڑتے ہیں اور ان کے صحیح اسلامی مفہوم سے تجاوز کرتے ہیں، اور وہ یہ ہے کہ آدمی مخطوبہ پر

ایک سرسری نگاہ ڈالے، گہرائی میں جانے کی ضرورت نہیں۔ لیکن یہ کافر و فاجر لوگ کامل گہری نگاہ کے جواز کے قائل ہیں، بلکہ اس سے بھی آگے ایسی نظر کے جواز کے قائل ہیں کہ عورت کا اتنا حصہ دیکھنا بہرصورت جائز نہیں، بلکہ اس سے بھی تجاوز کر کے حرام خلوت پر اتر آئے ہیں، بلکہ بے غیرتی کی آخری حد یاری و دوستی اور ایک ساتھ رہن سہن کو بھی جائز سمجھتے ہیں اور اس میں کوئی حرج نہیں محسوس کرتے۔ اللہ ان کا اور ان کی عورتوں کا بیڑا غرق کرے، نیز ان کا بھی جو ان جیسی حرام چیزوں پر رضامند ہیں۔ اور اس سلسلہ میں سخت گنہگار تو وہ لوگ ہیں جو اپنی نسبت اسلام کے ساتھ جوڑتے ہیں، حالانکہ اسلام ان سے بری ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے عافیت میں رکھے اور سیدھی راہ کی ہدایت دے"۔

ثالثاً: عام قیاسِ جلی:

جس طرح آیات و احادیث مومن عورتوں پر فرضیتِ حجاب پر دلالت کرتی ہیں، جس میں چہرہ و ہتھیلی بھی پورے جسم و زینت کو حجاب کرنے کی طرح شامل ہیں، نیز بے پردگی کے ساتھ ان میں سے کچھ بھی ظاہر کرنے کی حرمت پر دلالت کناں ہیں، اسی طرح یہ نصوص عام قیاس کی دلیل سے پورے جسم و زینت کے حجاب کے ساتھ چہرہ و ہتھیلی کے حجاب کے وجوب پر بھی دلالت کرتے ہیں، تاکہ شریعتِ مطہرہ کے ان قواعد کی پابندی اور ان پر عمل ہو، جن کا مقصد عورتوں کے حق میں فتنہ کے دروازوں کو بند کر دینا ہے کہ نہ وہ خود فتنہ میں پڑ جائیں، یا دوسرے ان سے فتنہ میں مبتلا ہوں، اور جن کا ہدف مقاصدِ عالیہ کی تحصیل اور اخلاقِ فاضلہ کی حفاظت ہے۔

مثلاً عفت وعصمت، طہارت وپاکیزگی، شرم وحیا اور غیرت وحمیت کا تحفظ، نیز اخلاقِ سافلہ مثلاً فحاشی وبے حیائی، غیرت وحمیت کی موت، شہدا پن، عریانیت، بے پردگی اور اختلاطِ مردوزن کا دفاع ہے۔ جیسا کہ قاعدہ ﴿**جلبِ مصالح ودرءِ مفاسد**﴾ (مصالح کی تحصیل اور مفاسد کا دفاع) اور ﴿**دومفسدوں میں بڑے مفسدہ کے دفاع میں کمتر مفسدہ کو اپنانا**﴾ اور ﴿**مباح کو ترک کرنا جب دین میں مفسدہ تک منتج ہو**﴾ وغیرہ قواعد میں ہے۔ اوران عام جلی قیاسوں میں:

۱۔ غضِ بصر اور حفظِ فرج کا حکم، اور چہرہ کو بے حجاب کرنا، اس کے دیکھنے اور شرمگاہ کی حفاظت نہ کرنے کا عظیم محرک وباعث ہے۔

۲۔ پیر پٹکنے کی ممانعت ونہی، اور چہرہ کو بے نقاب کرنا اس سے بھی شدید ترین فتنہ کا داعی ہے۔

۳۔ نرم وشیریں لہجہ میں گفتگو سے ممانعت، اور چہرہ کی بے نقابی اس سے بھی بڑے فتنہ کا سبب ہے۔

۴۔ نص واجماع سے قدم، ہاتھ، گردن اور سر کے بال کے حجاب کا حکم، اور چہرہ کی بے حجابی اس سے بھی بڑے فتنہ وفساد کا باعث ہے۔

ان کے علاوہ بھی دیگر قیاسات ہیں جو سابقہ تفصیل سے معلوم کئے جا سکتے ہیں، چنانچہ چہرہ وہاتھ کا حجاب اور انہیں بے نقاب نہ کرنا بدرجہ اولیٰ قیاس ہے جس کو ''قیاس جلی'' کہتے ہیں اور یہ بالکل واضح ہے، کوئی بھی عیب چیں اس میں کیڑے نہیں نکال سکتا۔ وللہ الحمد ۔

خلاصہ وتنبیہ: سابقہ تفصیلات سے ہر اس شخص کو علم ہو جاتا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے بصیرت کا نور عطا فرمایا ہے کہ مومن عورتوں پر پورے جسم وکسبی زینت کا حجاب وحی معصوم: قرآن وسنت، قیاس صحیح اور عام شرعی قواعد کے راجح اعتبار کے دلائل سے فرض ہے۔ اور یہی سبب ہے کہ اس کے مقتضیٰ پر عمل نبی کریم ﷺ کے دورِ مبارک سے لے کر آج تک نہ صرف جزیرۃ العرب میں بلکہ ممالک اسلامیہ میں جاری وساری ہے۔ اور آج جو تمام عالمِ اسلام میں چہرہ کی بے حجابی کا مشاہدہ کیا جا رہا ہے وہ اس بات کی شروعات ہے جو اکثر بدن اور پوری زینت کی بے پردگی، بے حیائی، عریانیت وآوارگی اور تبرج، شکست وریخت کی حد تک داخل ہوگئی ہے جسے دورِ حاضر میں ''سفور'' کا نام دیا جاتا ہے۔ اور یہ جدید فتنہ ومصیبت چند عرب مسیحیوں، مغرب پرست مسلمانوں اور اسلام سے مرتد ہو کر نصرانیت قبول کرنے والوں کے ہاتھوں چودھویں صدی ہجری کے اوائل میں آئی ہے، تفصیل دوسری فصل میں آ رہی ہے۔

لہذا ان مسلمانوں پر واجب وفرض ہے جن کی عورتوں کو اس بے حجابی وبے پردگی اور بے حیائی وعریانیت کی کچھ ہوا لگ چکی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا خوف کریں اور اپنی عورتوں کو چادر، اوڑھنی اور دوپٹہ سے حجاب کرائیں جو اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ اور ان کو حجاب پر استقامت اور بے حجابی وبے پردگی سے واپس لانے کے لئے ضروری اسباب ووسائل اختیار کریں، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے اولیاء وسرپرستوں پر ان کی قوامیت وحاکمیت فرض کی گئی ہے، جس کی بنیاد اسلامی غیرت

اور دینی حمیت ہے۔ اور خود مسلمان عورتوں پر فرض ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت وفرمانبرداری میں اور امہات المومنین اور متقی مسلمان عورتوں کو اپنا آئیڈیل مانتے ہوئے چادر، اوڑھنی اور دوپٹہ سے حجاب والے شیوہ وطریقہ کو قبول کریں۔ اور اللہ تعالیٰ ہی اپنے نیک بندوں وبندیوں کا ولی ودوست ہے۔

ایک انتباہ وتحذیر: اس دین پر ایمان والے ہر مرد وعورت پر واجب ہے کہ وہ اپنے اندر وباہر کے دشمنوں کی دعوتوں اور پرفریب نعروں سے انتہائی حد تک چوکنا رہے، جن کا مقصد مغربی تہذیب کی تقلید کے سوا اور کچھ نہیں ہے، تاکہ مومن عورتوں کو ان کی عفت وعصمت کے تاج ﴿**حجاب وپردہ**﴾ سے نکال کر بے حیائی وبے پردگی اور عریانیت اور اجنبی مردوں کی گود میں ڈال دے، نیز مسلمان ان شاذ اقوال سے دھوکہ نہ کھائیں جو نصوص میں کتر بیونت کرتے ہیں، اصول کو منہدم کرتے ہیں اور مقاصدِ شرعیہ عفت وعصمت کی طلب وتحفظ کو پس پشت ڈالتے ہیں اور تبرج وسفور اور اختلاط سے نفور ودوری کو روکتے ہیں اور جو ان قائلینِ شذوذ کے ممالک میں داخل ہو چکے ہیں۔

اور ہر ایمان والے مرد وعورت سے ہماری گزارش ہے اور جیسا کہ شریعت مطہرہ سے معلوم ہے اور جس پر علماء محققین قائم ہیں کہ تبرج وسفور کے داعیوں کے پاس کوئی صحیح اور صریح دلیل نہیں ہے اور نہ نبی کریم ﷺ کے دور مبارک سے لے کر چودھویں صدی ہجری کے اوائل تک، جب مسلمانوں میں بے حجابی کا فتنہ اٹھا، کوئی متوارث جاری عمل ہے۔ اور چہرہ وہتھیلی کی بے حجابی کے داعی جن چیزوں سے

استدلال کرتے ہیں وہ تین حالوں میں سے کسی ایک حال سے خالی نہیں ہیں:

۱۔ وہ صحیح وصریح دلیل ہے، مگر وہ آیات فرضیتِ حجاب سے منسوخ ہے۔ جیسا کہ واقعات کی تحقیق کرنے والوں سے مخفی نہیں۔ یعنی وہ سن پانچ ہجری (۵ھ) سے قبل کے واقعات ہیں، یا وہ سن رسیدہ بوڑھی عورتوں کے حق میں ہے، یا ان بچوں کے سلسلہ میں ہے جو عورتوں کے پردہ کی باتوں سے ناواقف ہیں۔

۲۔ وہ صحیح دلیل ہے، مگر غیر صریح ہے۔ جس کی دلالت کتاب وسنت کی قطعی دلائل کے سامنے جو پورے جسم وزینت کے حجاب کے علاوہ چہرہ و ہتھیلی کے حجاب پر بھی دلالت کرتے ہیں، کوئی وزن نہیں رکھتی۔ اور یہ معلوم ہونا چاہئے کہ متشابہ کو محکم کی طرف لوٹانا علماء راسخین و محققین کا طریقہ وشیوہ ہے۔

۳۔ وہ صریح دلیل ہے، مگر صحیح نہیں ہے۔ اس سے حجت نہیں پکڑی جاسکتی، اور یہ جائز نہیں ہے کہ اس درجہ کی دلیل سے ان صحیح وصریح نصوص اور جاری وساری متوارث عملِ سنت کا مقابلہ کیا جائے جو عورتوں کے پورے جسم وزینت کے علاوہ چہرہ و ہتھیلی کے حجاب کے وجوب وفرضیت پر دلالت کرتے ہیں۔

اور یہ اس کے علاوہ ہے کہ پورے اسلامی تاریخ میں کسی ایک شخص نے بھی یہ نہیں کہا ہے کہ وجودِ فتنہ، ضعفِ دین اور فسادِ زمانہ کے وقت چہرہ و ہاتھوں کو بے حجاب کرنا جائز ہے، بلکہ فتنہ وفساد کے وجود کے وقت چہرہ و ہتھیلی کے حجاب کرنے پر ساری امت اسلامیہ کا اجماع ہے، جیسا کہ متعدد معتبر علماء نے اس اجماع کو نقل و بیان کیا ہے۔

اور آج کے دور حاضر میں فتنہ وفساد کی یہ صورت حال برقرار ہے جو چہرہ و ہاتھ

کے حجاب کرنے کا، اگر دوسرے دلائل نہ بھی ہوں، خود موجب ہے۔

اور یہ ایک بدترین علمی خیانت اور نقلی دھاندلی ہے کہ چہرہ و ہاتھ کھولنے کے جواز کے قائلین کی طرف اس بات کی مطلقاً نسبت کی جائے اور فتنہ وفساد کی قید کی طرف اشارہ تک نہ کیا جائے، تا کہ دورِ حاضر میں عورتوں کے چہرہ کو بے حجاب کرنے کی دعوت کو تقویت دی جائے۔ جبکہ ضعفِ دین اور فتنہ وفساد کا وہ مشاہدہ کیا جارہا ہے کہ اللہ کی پناہ! اور جس نے مسلمان ملکوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے۔

حقیقت میں عورت کا اپنے پورے جسم وکسبی ومصنوعی زینت کا حجاب وپردہ فرض ہے اور کسی بھی اجنبی مرد کے سامنے جسم وزینت میں سے کچھ بھی قصد وارادہ کے ساتھ ظاہر کرنا اس کے لئے جائز نہیں ہے اور یہی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کی اطاعت ہے، اور یہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عورتوں اور پورے اسلامی تاریخ کے طویل ترین ادوار میں مسلمان عورتوں کے جاری وساری متوارث عمل کی سنت ہے۔ فالحمد للہ رب العالمین۔

چوتھا مسئلہ: حجاب کے فضائل ومحاسن:

اللہ تعالیٰ نے مومن عورتوں کو ان پر اجنبی مردوں سے اس حجاب کو فرض کر کے جوان کے پورے جسم وزینت کے لئے ساتر ہو، اطاعت کی دعوت دی ہے، جس کی تعمیل پر انہیں ثواب سے نوازا جائے گا اور ترک پر عقاب دیا جائے گا۔ اس لئے حجاب کی پامالی وبے حرمتی تباہ کن کبیرہ گناہوں میں سے ایک ہے اور جو دوسرے کبائر کے ارتکاب تک لے جانے والی بھی ہے، مثلاً جسم کا بعض حصہ قصداً ظاہر کرنا،

اور کسبی و مصنوعی زینت کا کچھ حصہ نمائش کرنا، اختلاطِ مرد و زن، غیروں کے لئے فتنہ وغیرہ جیسے حجاب کی پامالی کے مضرات و آفات ہیں۔

اس لئے مومن عورتوں پر اللہ و رسول کی اطاعت میں ہر اس چیز کے التزام کو تسلیم و قبول کرنا واجب و فرض ہے جو اللہ تعالیٰ نے ان پر حجاب، پردہ، عفت وعصمت اور شرم و حیا فرض کیا ہے، ارشاد ربانی ہے: ﴿**وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلاَ مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضىٰ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَمْراً أَنْ يَكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَنْ يَعْصِىْ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلاَلاً مُبِيْناً**﴾ (الأحزاب:٣٦)
''اور کسی مومن مرد و عورت کو اللہ اور اس کے رسول کے فیصلہ کے بعد اپنے کسی امر کا کوئی اختیار باقی نہیں رہتا، اور اللہ اور اس کے رسول کی جو بھی نافرمانی کرے گا وہ صریح گمراہی میں پڑے گا''۔

اور حجاب کیوں ضروری نہ ہو؟ جبکہ اس کی فرضیت کے پیچھے بڑے بڑے اسرار و حِکم، فضائلِ محمودہ اور عظیم اغراض و مقاصد ہیں جن میں سے چند کا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے:

۱۔ **عزت و آبرو کا تحفظ:** حجاب عفت وعصمت کی حفاظت اور شکوک و شبہات اور فتنہ و فساد کے اسباب کے دفاع کی شرعی حفاظت و نگرانی ہے۔

۲۔ **قلوب کی طہارت و پاکیزگی:** حجاب مومن مرد و عورت کے قلوب کی طہارت و پاکیزگی، تقویٰ کے ساتھ اس کی نشو و نما اور حرمتوں کی تعظیم و تکریم کا بہت بڑا محرک و داعی ہے، اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا: ﴿**ذٰلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ**﴾

’’تمہارے اوران کے دلوں کے لئے کامل پاکیزگی یہی ہے‘‘۔

۳۔ مکارمِ اخلاق: حجاب مکارمِ اخلاق مثلاً عفت وعصمت، شرم وحیااور غیرت وحمیت کو اپنے لئے محفوظ رکھنے کا محرک وداعی ہے۔اس کے برعکس مساویٔ اخلاق جیسے عیب دار باتوں کا ارتکاب، چھچھور وشہداپن، بے حیائی وآوارگی، خست وکمینگی اور فتنہ وفساد سے پردہ وحجاب کا سبب ہے۔

۴۔ پاکدامن عورتوں کی علامت وشناخت: حجاب آزاد و پاکدامن عورتوں کی عفت وعصمت، شرافت وکرامت اور شکوک وشبہات کی غلاظت سے دوری کی شرعی علامت وشناخت ہے۔ ﴿ذٰلِکَ أدْنىٰ أنْ يُعْرَفْنَ فَلاَ يُؤذَيْنَ﴾ ’’اس سے بہت جلد ان کی شناخت ہوجایا کرے گی پھر ستائی نہ جائیں گی‘‘۔اور ظاہری صلاح، باطنی صلاح کی دلیل ہے۔اور عفت وعصمت عورت کا تاج ہے اور کوئی گھر عفت وعصمت کا گہوارہ نہیں ہوتا، مگر وہاں راحت وسکون، امن وچین اور خوشحالی وآسودگی کے بہار کی ریل پیل ہوتی ہے۔

اور یہاں اس بات کا ذکر شاید لطف سے خالی نہ ہو کہ جب نمیری شاعر نے حجاج بن یوسف کے سامنے اپنا یہ شعر پڑھا:

يُخَمِّرْنَ أطْرَافَ الْبَنَانِ مِنَ التُّقىٰ وَيَخْرُجْنَ جَنْحَ اللَّيْلِ مُعْتَجِرَاتٍ

(وہ تقویٰ شعاری کے سبب انگلیوں کے پوروں سے اپنا چہرہ چھپاتی ہیں اور رات کی تاریکی میں بھی اپنی اوڑھنیوں میں لپٹ کر نکلتی ہیں)، تو یہ سن کر حجاج نے کہا: ’’یقیناً مسلمان آزاد عورت کا یہی شیوہ وطریقہ ہوتا ہے‘‘۔

۵۔ بری لالچ اور شیطانی خیالات کی کاٹ: حجاب ایذادہ باتوں اور مردوزن کے قلوب کی بیماریوں سے اجتماعی حفاظت (سوشل سیفٹی) ہے۔ یہ بری لالچ کو کاٹتا ہے، خائن نگاہوں کو روکتا ہے، مردوزن کی عزت وآبرو میں غلاظت وگندگی کو دفع کرتا ہے اور پاکدامن عورتوں پر بدکاری کی تہمت وبہتان، اس کے سلسلہ میں گندی باتوں کی اشاعت اور شکوک وشبہات جیسے شیطانی وسوسے وخطرات سے حفاظت کرتا ہے۔

۶۔ شرم وحیا کا تحفظ: حیاء ''حیاۃ'' سے مشتق ہے، اس لئے حیا کے بغیر حیات کا کوئی تصور ہی نہیں۔ اور حیا وہ پاکیزہ خصلت ہے جسے اللہ تعالیٰ ان نفوس میں ودیعت کرتا ہے جن کو وہ عزت وتکریم سے نوازنا چاہتا ہے۔ حیا فضائل کی ترغیب دیتی ہے اور رذائل کے منہ پر طمانچہ رسید کرتی ہے۔ وہ انسانی خصوصیات، فطری خصلت اور اسلامی اخلاق میں سے ایک نہایت اہم عادت ہے۔ حیا ایمان کی شاخوں میں سے ایک شاخ ہے۔ اور یہ اہلِ عرب کے قابل ستائش اخلاق میں سے ایک ہے جسے اسلام نے نہ صرف برقرار رکھا، بلکہ اس کی پُرزور دعوت بھی دی۔ عنترہ عبسی اپنے شعر میں کہتا ہے:

وَأَغُضُّ طَرَفِیْ إِنْ بَدَتْ لِیْ جَارَتِیْ   حَتّٰی یُوَارِیْ جَارَتِیْ مَأْوَاھَا

''میں اپنی نگاہ نیچی کیئے رہتا ہوں، جب میری پڑوسن میرے سامنے نمودار ہوتی ہے، یہانتک کہ اس کا محفوظ ٹھکانہ اسے اپنی آغوش میں چھپالے۔

چنانچہ حیا کی براہ راست تاثیر فضائل سے آراستگی اور محفوظ قلعہ وفصیل کی طرف پلٹتی ہے جو نفس کو برے اخلاق وعادات کے دلدل میں پھنسنے سے روکتی ہے۔

اور حجاب حیا کے تحفظ کا ایک با اثر ،فعال اور کارگر وسیلہ ہے ، اور حجاب کی نقاب کشائی کا مطلب حیا کی نقاب کشائی ہے۔

۷۔ حجاب مسلمان معاشرہ میں تبرج وسفور، بے حیائی و بے پردگی اور اختلاط کے دخول ونفوذ کو روکتا ہے۔

۸۔ حجاب بدکاری وزنا کاری اور اباحیت کے خلاف ایک مضبوط محفوظ قلعہ ہے، جس سے عورت ہر سگ صفت آدمی کے منہ ڈالنے کا برتن بننے سے محفوظ رہتی ہے۔

۹۔ عورت ستر و پردہ اور حیا کی چیز ہے اور حجاب اس کی چادر ہے۔ اور حجاب تقویٰ کی علامت ہے، ارشاد ربانی ہے: ﴿**يَا بَنِيْ آدَمَ قَدْ أَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاساً يُوَارِيْ سَوْءَاتِكُمْ وَرِيْشاً وَلِبَاسُ التَّقْوىٰ ذٰلِكَ خَيْرٌ**﴾ (الاعراف: ۲۶) ''اے آدم کی اولاد! ہم نے تمہارے لئے لباس پیدا کیا جو تمہاری شرمگاہوں کو بھی چھپاتا ہے اور موجب زینت بھی ہے، اور تقویٰ کا لباس یہ اس سے بڑھ کر ہے''۔ عبد الرحمٰن بن اسلم رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: ''اللہ کا خوف کھائے اور اپنی شرمگاہ کو چھپائے ، یہی تقویٰ کا لباس ہے''۔

اور نبی کریم ﷺ سے منقول مرفوع دعا میں آیا ہے: ﴿**اَللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِيْ وَآمِنْ رَوْعَاتِيْ**﴾ ''اے اللہ! تو میری شرمگاہ کو چھپا، اور مجھے خوف والی باتوں سے امن دے''۔ اسے امام ابوداؤد وغیرہ نے روایت کیا ہے۔ اے اللہ! تو ہماری اور مومن عورتوں کی شرمگاہوں کی حفاظت فرما۔

۱۰۔ غیرت وحمیت کا تحفظ: اس کی تفصیل اصول نمبر (۱۰) میں آرہی ہے۔

چوتھا اصول

عورت کی خانہ نشینی شرعی عزیمت ہے اور گھر سے نکلنا ایک رخصت جو تاحدِ ضرورت محدود ہوگا

عورتوں کے لئے خانہ نشینی کا التزام ہی اصل ہے، ارشاد ربانی ہے: ﴿وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ﴾ (الاحزاب:٣٣) ''اور اپنے گھروں میں قرار سے رہو''۔

اس لئے یہ عورت کے حق میں شرعی عزیمت ہے اور ان کا گھر سے باہر خروج ایک رخصت واجازت، جو صرف بقدر حاجت وضرورت ہی جائز ہوگا۔

اسی وجہ سے اس کے بعد: ﴿وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُوْلٰى﴾ آیا ہے، یعنی ''تم کثرت سے بن سنور اور سج دھج کر اور خوشبوؤں میں ڈوبے گھروں سے نہ نکلو جو اہل جاہلیت کا طریقہ وشیوہ رہا ہے''۔

اور عورتوں کو گھروں میں قرار سے رہنے کا حکم دیواروں اور پردوں سے اجنبی مردوں کے سامنے نکلنے اور اختلاط سے حجاب و پردہ ہے۔ جب عورتیں اجنبی مردوں کے سامنے نکلیں تو ان پر ایسے لباس کا حجاب فرض ہے جو ان کے پورے جسم اور کسبی ومصنوعی زینت کے لئے ساتر ہو۔

اور جو قرآن کریم کی آیات پر غور وتدبر کرے گا وہ پائے گا کہ گھروں کی اضافت کتاب اللہ کی تین آیات کریمہ میں عورتوں کی طرف کی گئی ہے، جبکہ گھروں کے مالک ان کے شوہر یا ان کے اولیاء وسرپرست ہوتے ہیں۔ اور یہ اضافت

۔واللہ اعلم۔عورتوں کے خانہ نشینی کے التزام میں مواظبت و مداومت برتنے کی وجہ سے کی گئی ہے، جسے خانہ نشینی کے التزام اور اس کے ساتھ چپکے رہنے کی اضافت کہتے ہیں،ملکیت کی اضافت نہیں، ارشاد ربانی ہے: ﴿وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ﴾ (الاحزاب:۳۳)، دوسری جگہ ارشاد الٰہی ہے:﴿وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِىْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ﴾ (الاحزاب:۳۴)''اور تمہارے گھروں میں اللہ کی جو آیتیں اور رسول کی جو احادیث پڑھی جاتی ہیں ان کا ذکر کرتی رہو''۔تیسری آیت یہ ہے:﴿لَاتُخْرِجُوْهُنَّ مِنْ بُيُوْتِهِنَّ﴾ (الطلاق:۱)''نہ تم انہیں ان کے گھروں سے نکالو''۔

اس اصول کی محافظت و پابندی سے شریعت مطہرہ کے درج ذیل اغراض ومقاصد پورے ہوتے ہیں:

۱۔ فطرت، انسانی وجود کی حالت اور رب العالمین کی شریعت کے فیصلہ کی رعایت، جو اس نے اپنے بندوں کے درمیان عادلانہ تقسیم کار کے ذریعہ کی ہے کہ عورت کا وظیفہ و کام اندرون خانہ ہے،تو مرد کا وظیفہ و کام بیرون خانہ۔

۲۔ شریعت کے اس فیصلہ کی رعایت کہ اسلامی معاشرہ ایک انفرادی اور غیر مخلوط معاشرہ ہے۔اس لئے عورت کا رہن سہن عورت کے ساتھ خاص ہے اور وہ چہار دیواری اور گھر کے اندر ہے، جبکہ مرد کا رہن سہن مرد کے ساتھ مخصوص ہے اور وہ گھر سے باہر ہے۔

۳۔ عورت کے اپنے وظیفۂ حیات کے ٹھکانہ میں قرار سے رہنا: گھر عورت کو

اور گھر میں اس کے متعدد وظیفوں کی ادائیگی کا بحیثیت بیوی، ماں، شوہر کے گھر کی مالکن اور اس کے حقوق: چین وسکون کی محافظ، کھانے وپینے ولباس کی تیاری اور نسل کی تربیت کنندہ ہونے کا شعور واحساس دلاتا ہے۔

اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ﴿اَلْـمَـرْأَةُ رَاعِيَةٌ فِيْ بَيْتِ زَوْجِهَا وَمَسْئُوْلَةٌ عَنْ رَعِيَّتِهَا﴾ (متفق علیہ) ''عورت اپنے شوہر کے گھر کی محافظ ہے اور اس سے اس کے ماتحت افراد کے بارے میں بازپُرس کی جائے گی''۔

۴۔ عورت کی خانہ نشینی خود اس وظیفہ کی ادائیگی ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس پر نماز وغیرہ کی شکل میں فرض کیا ہے۔ اس لئے عورت پر گھر سے باہر کوئی کام فرض نہیں، اس سے جمعہ اور نماز کی جماعت میں حاضری کی تکلیف ساقط کر دی گئی ہے اور اس پر حج کی فرضیت محرم کے وجود کے ساتھ مشروط ہے۔

اور ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دورانِ حج اپنی ازواج مطہرات سے فرمایا: ﴿هٰذِهِ ثُمَّ ظُهُوْرُ الْحُصُرِ﴾ ''یہی حج بس! پھر چٹائی کی پیٹھ''۔ اسے امام احمد اور ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح میں رقمطراز ہیں: ''یعنی چٹائی کی پیٹھ کو لازم پکڑے رہنا اور گھروں سے باہر نہ نکلنا''۔

شیخ احمد شاکر رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح (عمدۃ التفسیر ۳/ ۱۱) میں رقمطراز ہیں: ''جب یہ فرض حج کے بعد دوبارہ حج کی ممانعت کے بارے میں ہے، جبکہ حج

اللہ کے نزدیک تقرب حاصل کرنے کا اعلیٰ ترین ذریعہ ہے، تو پھر اس صورت حال کے سلسلہ میں آپ کی کیا رائے ہے جو اس دور کی عورتیں جو اپنی نسبت اسلام کے ساتھ جوڑتی ہیں اور ملکوں ملکوں میں گھومتی پھرتی ہیں، یہاںتک کہ وہ بے حجاب، نافرمان وگستاخ بلاد کفر کو تنہا بلا محرم یا شوہر کے نکل پڑتی ہیں، ایسا لگتا ہے گویا اس کے محرم کا وجود ناپید ہے، پس کہاں کھو گئے مرد؟ اور کہاں مرگئی مردانہ غیرت؟؟

عورت سے فریضہ جہاد ساقط کر دیا گیا ہے، اسی بنا پر نبی کریم ﷺ نے کبھی بھی جہاد میں عورتوں کا جھنڈا انہیں نصب کیا۔ اسی طرح آپ کے بعد خلفاء نے اور نہ عورت نے کسی بھی جنگ یا کسی بھی جنگی مہم کی قیادت کی۔ بلکہ جنگ میں عورتوں سے مدد لینا یا جنگوں میں عورتوں کا کثیر تعداد میں شریک ہونا امت کے اضمحلال اور اس کے عقائد ونظریات کے فساد وبگاڑ کی دلیل ہے۔

ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے کہا: ﴿يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! تَغْزُوْ الرِّجَالُ وَلاَ نَغْزُوْ وَلَنَا نِصْفُ الْمِيْرَاثِ؟ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ: وَلاَ تَتَمَنَّوْا بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهِ بَعْضُكُمْ عَلىٰ بَعْضٍ﴾ ''مرد جہاد کرتے ہیں اور ہم جہاد سے محروم ہیں، اور ہمیں میراث میں نصف حصہ ملتا ہے؟ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ''اور تم اس چیز کی آرزو نہ کرو جس کے باعث اللہ تعالیٰ نے تم میں سے بعض کو بعض پر فوقیت دی ہے''۔ اسے امام احمد اور حاکم وغیرہ نے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

شیخ احمد شاکر رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح (عمدۃ التفسیر ۳/ ۱۵۷) میں رقمطراز

ہیں: ''یہ حدیث ہمارے دور کے ان کذاب ومفتری لوگوں کا رد کرتی ہے جو مومنین کے درمیان بدکاری پھیلانے کے حریص ہیں، وہ عورت کو اس کی قیامگاہ وحفاظت اور حجاب سے نکالتے ہیں جس کا اللہ نے حکم دیا ہے، اور اسے کھلی بانہہ وکھلی ران اور اپنے آگے و پیچھے کو نمایاں کیئے بے حیا وفاجرانہ فوجی شعبہ وڈپارٹمنٹ میں بھرتی کرتے ہیں جس کا حقیقت میں ہدف نوجوان فوجیوں کو ملعون ذہنی آسودگی پہنچانا ہے جو فوج کی ملازمت کی وجہ سے عورتوں سے محروم ہیں اور جو یہود وانگریز بدکاروں کی نقل ہے، ان پر قیامت تک برابر لعنتوں کی بارش ہو''۔

۵۔ اس مقصد کی تحقیق جسے شریعت مطہرہ نے اپنے دائرہ: عورت کی عزت وتکریم، عفت وعصمت کا تحفظ اور خانگی وظائف میں اپنی ذمہ داریوں کی ادائیگی کی قدر ومنزلت جیسے عظیم مقصد میں احاطہ کر رکھا ہے۔

اس سے صاف عیاں ہے کہ عورت کا گھر سے باہر کام اور مرد کے میدان کار میں اس کی شرکت ان مقاصد عالیہ کا بالکل صفایا کر دیتی ہے، یا کم از کم ان میں خلل ضرور ڈال دیتی ہے اور ایسی صورت حال میں وہ مرد سے اس کے وظیفہ میں جنگ کے مترادف ہے اور اس پر مرد کی حاکمیت وقوامیت کی تعطیل اور اس کے حقوق کا غصب ہے۔ کیونکہ مرد کو دو عالموں میں زندگی بسر کرنا ہوتا ہے، ایک رزق حلال کی طلب، جہادِ زندگانی، طلبِ معاش کی ریس اور تعمیرِ زندگی میں تلاش وجستجو کی دنیا۔ اور ظاہر ہے یہ گھر کے باہر کی دنیا ہے۔ دوسرا راحت وسکون اور اطمینان وآرام کی دنیا، اور یہ گھر کے اندر کی دنیا ہے۔ اور عورت کے اپنے گھر سے خروج کے بقدر مرد کے

داخلی وگھریلو دنیا میں خلل واقع ہوگا اور وہ اپنی راحت وچین گم کردے گا جس کے سبب اس کے خارجی دنیا میں عملاً خلل واقع ہوگا، بلکہ اس سے مردوعورت دونوں کے درمیان ایسی مشکلات کھڑی ہوجائیں گی، جس کا انجام گھر کے بکھراؤ اور ٹوٹ پھوٹ کی صورت میں ظاہر ہوگا۔ اور کیا خوب عربی مثل ہے: ''**اَلرَّجُلُ يَجْنِىْ وَالْمَرْأَةُ تَبْنِىْ**'' ''مرد پھل چنتا ہے اور عورت سنوارتی ہے''۔ اور اجنبی مردوں کے ساتھ اختلاط کے نتیجہ میں عورت پر دوسرے سلبی اثرات بھی اس کے پیچھے مرتب ہوتے ہیں۔

بلاشبہ اسلام دینِ فطرت ہے۔ اور مصلحتِ عامہ، فطرتِ انسانی اور سعادت وکامرانی سے ہم آہنگ ہوتی ہے۔ پھر عورت کے حق میں وہ اعمال کیسے مباح ہوسکتے ہیں جو اس کی فطرت وطبیعت اور نسوانیت سے میل نہ کھائے، کیونکہ وہ کسی کی اہلیہ ہوتی ہے، اسے حمل وزچگی اور رضاعت کے مراحل سے دوچار ہونا پڑتا ہے، وہ گھر کی ملکہ، بچوں کی دایہ اور نسلوں کے اولین مدرسہ: گھر کی تربیت کنندہ ہے۔

اور جب عورتوں کے گھر میں قرار سے رہنے کے حکم سے یہ اصول ثابت ہوگیا، تو اللہ تعالیٰ نے گھروں کی حرمت وتقدس کا تحفظ کردیا، اور وہاں کسی شک وبدگمانی کی وصولی سے ان کی حفاظت کردی اور ہر ایسی صورت کی ممانعت کردی جو اس کے پردہ کی باتوں سے بےحجاب کرے۔ اس مقصد کے لئے اللہ تعالیٰ نے گھر میں داخلہ کے وقت خطرۂ نظر سے تحفظ کے لئے اجازت لینے کا حکم نازل فرمایا، ارشاد ربانی ہے: ﴿**يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَاتَدْخُلُوْا بُيُوْتاً غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَأْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلىٰ أَهْلِهَا ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ،**

فَإِنْ لَمْ تَجِدُوْا فِيْهَا أَحَداً فَلاَتَدْخُلُوْهَا حَتىّٰ يُؤْذَنَ لَكُمْ، وَإِنْ قِيْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا هُوَ أَزْكىٰ لَكُمْ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ، لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوْتاً غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ فِيْهَا مَتاعٌ لَكُمْ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَاتُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ﴾ (النور: ۲۷ تا ۲۹) ''اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا اور گھروں میں نہ جاؤ جب تک کہ اجازت نہ لے لو اور وہاں کے رہنے والوں کو سلام نہ کر لو، یہی تمہارے لئے سراسر بہتر ہے، تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔ اگر وہاں تمہیں کوئی بھی نہ مل سکے تو پھر اجازت ملے بغیر اندر نہ جاؤ، اور اگر تم سے لوٹ جانے کو کہا جائے تو تم لوٹ ہی جاؤ، یہی بات تمہارے لئے پاکیزہ ہے، جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ خوب جانتا ہے۔ ہاں ! غیر آباد گھروں میں جہاں تمہارا کوئی فائدہ یا اسباب ہو، جانے میں تم پر کوئی گناہ نہیں، تم جو کچھ بھی ظاہر کرتے ہو اور جو چھپاتے ہو، اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے''۔

﴿حَتىّٰ تَسْتَأْنِسُوْا﴾ کا مطلب ہے کہ ''تم اجازت لے لو''۔ اور ﴿تُسَلِّمُوْا﴾ کا مطلب ہے ''تمہیں اجازت مل جائے اور تمہارے سلام کا جواب دے دے''۔

اور سنت صحیحہ اس بارے میں وارد ہوئی ہے کہ اس آنکھ کی دیت رائیگاں و باطل ہے جو بلا اجازت دوسرے کے گھر میں جھانک رہی تھی اور اس حالت میں اسے پھوڑ دیا گیا تھا۔ اور اجازت لینے کا ادب و طریقہ یہ ہے کہ اجازت لینے والا دروازہ کے بالکل مقابل کھڑا نہ ہو، بلکہ اس کے دائیں یا بائیں جانب کھڑا ہو، دروازہ نرمی

وآہستہ سے کھٹکھٹائے، زورزور سے نہیں، اور السلام علیکم کہے اور ایسا تین بار کرے۔

یہ سب کچھ مسلمانوں کی عزت وآبرو اور حجاب وپردہ کی چیزوں کی حفاظت کے لئے ہے، جب وہ گھر میں ہوں۔ پھر اس شخص کے بارے میں کیا حکم ہوگا جو عورتوں کو مکمل آرائش وزیبائش کے ساتھ بے حجاب مردوں کے دوش بدوش گھروں سے نکالنے کا نعرہ لگاتا ہے؟ اس لئے اے اللہ کے بندو! اس عمل کا التزام کرو جو اس نے تمہیں حکم دیا ہے۔

اور جب بلاضرورت عورتوں کے گھروں سے باہر نکلنے کی کثرت ہوجائے تو سمجھ جائیں کہ یہ عورتوں پر حاکمیت وقوامیت کے ضعف کے باعث ہے، یا بالکلیہ نگرانی نہ ہونے کا نتیجہ ہے۔ اس لئے ہم راغبینِ نکاح کو یہ نصیحت کرتے ہیں کہ وہ حسنِ انتخاب کا ثبوت بہم پہنچائیں اور بہت زیادہ گھر سے باہر گھومنے پھرنے والی عورتوں سے اجتناب کریں جو کاموں میں مشغولیت کے وقت ان کے غائبانہ اوقاتِ فرصت کو سڑکوں وبازاروں میں گھومنے پھرنے کے لئے غنیمت جانیں گی۔ اور یہ بات عورتوں کی طبیعت اور ان کے گھر والوں کی پرورش وپرداخت سے معلوم ہوجاتی ہے۔

پانچواں اصول

اختلاط شرعاً حرام ہے

اختلاط وہ تباہ کن مرض ہے جو عفت وعصمت کے حجاب کی دھجیاں بکھیر کر رکھ دیتا ہے۔ اس لئے اسلام کا یہ طریقہ رہا ہے کہ اجنبی مردوعورت کے درمیان علیحدگی اور

دوری رکھی جائے ۔ اور اسلامی معاشرہ ۔ جیسا کہ سابقہ صفحات میں بیان کیا جا چکا ہے ۔ ایک انفرادی معاشرہ ہے، مخلوط و مشترک معاشرہ نہیں ہے ۔ چنانچہ مردوں کے لئے الگ معاشرہ ہے اور عورتوں کے لئے الگ و خاص معاشرہ ۔ اور عورت مردوں کے معاشرہ میں مداخلت نہیں کرے گی ، البتہ ضرورت و حاجت کے وقت اور وہ بھی شرعی ضابطوں کی پابندی کے ساتھ گھر سے باہر جا سکتی ہے ۔

اور یہ سب عزت و آبرو اور حسب و نسب کے تحفظ ، فضائل کی حفاظت و نگرانی ، شکوک و رذائل سے دوری ، اور عورت کو اس کے بنیادی خانگی وظائف کی انجام دہی سے ہٹا کر دوسرے وظائف میں مشغول نہ کرنے کے سبب ہے ۔ اور یہی وجہ ہے کہ اختلاط کو خواہ وہ تعلیم گاہوں میں ہو، یا عمل کے آفسوں میں ، کانفرنسوں میں ہو، یا عام اجتماع گاہوں میں اور یا خاص اجتماع گاہوں میں بہرصورت حرام قرار دیا گیا ہے، کیونکہ اس سے عزت و آبرو کی پامالی ، امراضِ قلوب ، وساوسِ نفوس ، مردوں کے ہیجڑا پن ، عورتوں کے مردانہ پن ، شرم و حیا کا زوال ، عفت و حشمت کی کمی اور غیرت و حمیت کے فقدان جیسی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں ۔

اور یہی سبب ہے کہ اہلِ اسلام کی پوری تاریخ میں اجنبی مردوں کے ساتھ اختلاط کا کوئی عہد و زمانہ نہیں رہا ہے ۔ اور سرزمینِ اسلام میں اس اختلاط کی اولین چنگاری ''عالمی استعماری اسکول'' کے توسط سے جلائی گئی جو سب سے پہلے لبنان میں کھولے گئے ۔ مزید تفصیل کے لئے ناچیز کی کتاب: ''**المدارس الاستعمارية تاريخها ومخاطرها على الأمة الإسلامية**'' (استعماری اسکول: تاریخ

اور مسلمانوں پر اس کے خطرات) کا مطالعہ کریں ۔

اور یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ محکوم کو رام کرنے اور زیردست بنائے رکھنے کا سب سے قوی ہتھیار یہی ہے کہ اس کی عزت وکرامت کے بنیادی وسائل وذرائع کو سبوتاژ کرکے اسے فضائل سے بالکل عاری کر دیا جائے ۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ۔

نیز یہ تاریخی حقیقت معلوم ہونا چاہئے کہ بے حیائی واختلاط کسی بھی تہذیب وتمدن کے انہدام اور حکومت کے انحطاط وزوال کے بڑے اسباب میں سے ایک ہے، جس کی زندہ مثال یونانی اور رومی تہذیب ہے ۔ اور یہی خواہشات اور گمراہ کن مذاہب ونظریات کا انجام بھی ہے، جیسا کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (فتاویٰ: ۱۸۲/۱۳) میں رقمطراز ہیں: ''بنوامیہ کی حکومت کے خاتمہ کے اور دیگر اسباب کے علاوہ ایک بڑا سبب یہی جعد بن درہم تھا جو اللہ تعالیٰ کے صفات کا انکار کرتا تھا''۔

اور علامہ ابن القیم رحمہ اللہ (الطرق الحکمیۃ ۳۲۴ تا ۳۲۶) میں رقمطراز ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے: ''فصل: اور ان میں سے ایک بات یہ ہے کہ ولی امر اور صاحبِ اقتدار پر واجب ہے کہ وہ بازاروں، چوراہوں، سڑکوں اور مردوں کے اجتماع گاہوں میں مردوزن کے اختلاط پر پابندی عائد کرے''۔

چنانچہ امام وحکمراں پر اس کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے ۔ اور اختلاط سے عظیم فتنہ پیدا ہوتا ہے، نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ﴿**مَا تَرَكْتُ بَعْدِيْ فِتْنَةً أَضَرَّ عَلَى الرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ**﴾ ''میں نے اپنے بعد عورتوں سے بڑھ کر کوئی فتنہ نہیں چھوڑا جو مردوں کے حق میں زیادہ ضرررساں ہو''۔ اور ایک دوسری حدیث

میں ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ﴿لَكُنَّ حَافَّاتُ الطَّرِيْقِ﴾ ''تم راستہ کے کناروں سے چلو''۔

اور حکمراں پر واجب ہے کہ وہ عورتوں کے زیب وزینت کے ساتھ بن سنور کر نکلنے پر پابندی لگادے اوران کپڑوں کی ممانعت کردے جنہیں پہن کربھی وہ عریاں نظر آتی ہیں، مثلاً کھلے وباریک لباس۔ نیز عورتوں کے سڑکوں پر مردوں سے گفتگو کرنے اور مردوں کوان سے کلام کرنے پر روک لگادے۔

اور صاحبِ اقتدار کو یہ اختیار ہے کہ اگر وہ مناسب سمجھے تو اپنی صوابدید سے عورتوں کے کپڑوں کو سیاہی وکالک سے پوت دے، اگر وہ خوب سج دھج کر فتنہ سامان بن کرنکلیں۔ اس سلسلہ میں بعض فقہاء نے اجازت دی ہے، اور یہ صحیح فتویٰ ہے۔اور یہ اس طینت کی عورتوں پر ادنیٰ مالی سزا ہے۔

اور حکمراں طبقہ کو یہ بھی اختیار ہے کہ اگر عورت خوب سج دھج کر کثرت سے گھر سے باہر گھومنے پھرنے والی ہوتو اسے جیل میں ڈال دے۔ بلکہ عورت کو گھومنے پھرنے کی کھلی چھوٹ گناہ ومعصیت پراس کی اعانت ہےاوراس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ حکمراں طبقہ سے ضرور باز پرس کرے گا۔

اور امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عورتوں کے مردوں کے راستہ پر چلنے اوران کے ساتھ اختلاط پر پابندی عائد کردی تھی۔اس لئے حکمراں طبقہ کواس معاملہ میں فاروقِ اعظم کی اقتدا کرنا چاہئے۔

اور امام خلال نے اپنی جامع میں کہا کہ مجھ کو محمد بن یحییٰ کحال نے خبر دی کہ

انہوں نے ابوعبداللہ سے کہا: ''میں برے آدمی کو عورت کے ساتھ پاتا ہوں، تو اس وقت کیا کروں؟ آپ نے فرمایا: ''اس کی آواز لگا دو''۔ اور نبی کریم ﷺ نے خبر دی ہے کہ: ﴿أَنَّ الْمَرْأَةَ إِذَا تَطَيَّبَتْ وَخَرَجَتْ مِنْ بَيْتِهَا فَهِيَ زَانِيَةٌ﴾ ''عورت جب عطر میں ڈوبے گھر سے باہر نکلتی ہے تو وہ زانیہ ہے''۔

اور عورت جب بخور و دھونی استعمال کرے تو اس پر مسجد میں عشاء کی نماز کے لئے حاضری سے پابندی لگا دی جائے، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ﴿اَلْمَرْأَةُ إِذَا خَرَجَتِ اسْتَشْرَفَهَا الشَّيْطَانُ﴾ ''عورت جب گھر سے باہر نکلتی ہے تو شیطان صفت آدمی اسے ٹکٹکی باندھ کر دیکھتا ہے''۔

اور اس میں کوئی شک نہیں کہ عورتوں کو مردوں کے ساتھ اختلاط کی کھلی چھوٹ ہی مصیبت اور شر و فساد کی جڑ ہے۔ نیز اختلاط قدرت کی طرف سے عام بلاؤں کے نزول کا ایک عظیم سبب ہے، ساتھ ہی یہ عوام و خواص کے بگاڑ کے اسباب میں سے ایک ہے اور مرد و زن کا اختلاط کثرتِ فواحش و زنا کاری کا بہت بڑا ذریعہ ہے، جبکہ زنا کاری عمومی اموات اور متعدی طاعون (ایڈز) کے اسباب میں سے ایک ہے۔

اور جب بدکار عورتوں اور موسیٰ علیہ السلام کے لشکر کا اختلاط ہوا، اور ان میں بدکاری عام ہوگئی تو اللہ تعالیٰ نے ان پر طاعون کی بیماری مسلط کر دی، جس سے صرف ایک دن میں ستر ہزار آدمی موت کے گھاٹ اتر گئے۔ یہ واقعہ کتبِ تفسیر میں بہت مشہور و معروف ہے۔

چنانچہ اجتماعی اموات کے بڑے اسباب میں زنا کاری کی کثرت ہے، کیونکہ

عورتوں کو مردوں کے ساتھ اختلاط اور ان کے درمیان خوب سج دھج کر حسن کی نمائش کر کے گھومنے پھرنے کی کھلی چھوٹ دیدی گئی ہے۔ اگر اولیاءِ امور اور صاحبِ اقتدار حکمراں جانتے کہ اس میں دنیا اور عوام کے بگاڑ کا دین کے بگاڑ سے قبل کتنا سامان موجود ہے تو وہ اس کو پوری سختی کے ساتھ منع کر دیتے''۔ انتہیٰ۔

انہی اسباب کی بنا پر اختلاط کے ذرائع ومحرکات نیز مرد وزن کے مابین علیحدگی ودوری کی سنت کو پامال کرنے والے وسائلِ اعلام وذرائعِ ابلاغ کو حرام قرار دیا گیا ہے، اور اس سلسلہ کے بعض احکام درج ذیل ہیں:

☆ اجنبی عورت پر دخول اور اس کے ساتھ خلوت بہت ساری صحیح احادیث کی بنا پر حرام ہے۔ اور اس حرمت میں ڈرائیور، خادم اور ڈاکٹر کی عورت کے ساتھ خلوت داخل ہے۔ اور عورت ایک خلوت سے دوسری خلوت کی طرف منتقل ہوتی رہتی ہے، مثلاً گھر میں خادم کے ساتھ خلوت رہتی ہے، تو گاڑی میں ڈرائیور کے ساتھ اور کلینک میں ڈاکٹر کے ساتھ...... اور......۔

☆ بلا محرم عورت کا سفر حرام ہے، اس سلسلہ کی متواتر احادیث مشہور ہیں۔

☆ مرد وعورت میں سے ہر ایک کا ایک دوسرے کو قصداً دیکھنا قرآن وسنت کے نص سے حرام ہے۔

☆ مردوں کا عورتوں پر دخول حرام ہے، حتیٰ کہ دیور اور شوہر کے قریبی رشتہ دار کا بھی۔ پھر مختلف فیملیوں کا ایک ساتھ مخلوط مجلس جما کر بیٹھنا کیسے جائز ہوسکتا ہے؟ خاص طور سے جبکہ وہاں زینت کی آرائش، فتنہ خیز اعضاء کی نمائش اور نرم وشیریں

لہجہ میں گفتگو اور ہنسی و مذاق کا دور چلتا ہے۔

☆ مرد کا اجنبی عورت کے جسم کا مَس ولمس حرام ہے، حتیٰ کہ سلام کے وقت مصافحہ بھی۔

☆ مرد وعورت میں سے ہر ایک کا ایک دوسرے کی مشابہت حرام ہے۔

☆ عورت کے لئے اپنے گھر میں نماز پڑھنا مشروع کیا گیا ہے۔ نماز اسلامی گھروں کا شعار ہے، اور عورت کا اپنے گھر کے اندرونی حصہ میں نماز پڑھنا محلّہ کی مسجد میں نماز پڑھنے سے افضل ہے، اور اپنے محلّہ کی مسجد میں نماز پڑھنا رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں نماز پڑھنے سے افضل ہے، جیسا کہ یہ حدیث سے ثابت ہے۔

☆ اسی سبب سے عورت پر جمعہ کی فرضیت ساقط کر دی گئی ہے، البتہ اسے جامع مسجد جانے کی درج ذیل شرائط واحکام کی پابندی کے ساتھ اجازت ہے:

۱۔ لوگ اس کے فتنہ سے اور وہ خود لوگوں کے فتنہ سے مامون ومحفوظ ہو۔

۲۔ اس کی مسجد حاضری میں کوئی شرعی ممانعت مرتب نہ ہو۔

۳۔ مسجد کے راستہ اور خود مسجد میں اس کی مردوں کے ساتھ مزاحمت نہ ہو۔

۴۔ وہ عام حالت وہیئت میں جائے، عطر وخوشبو لگا کر نہیں۔

۵۔ وہ پورے حجاب کے ساتھ جائے، تبرج، زینت کی نمائش اور اس کے جسم کا کچھ بھی حصہ بے حجاب نہ ہو۔

۶۔ مسجد کا ایک دروازہ عورتوں کے لئے خاص ہو، اس کا دخول وخروج اسی دروازہ سے ہو۔ جیسا کہ اس سلسلہ میں سنن ابوداؤد وغیرہ کی حدیث ثابت ہے۔

۷۔عورتوں کی صف مردوں کے بعد اور پیچھے ہو۔

۸۔عورتوں کی بہترین صف آخری صف ہے، اور مردوں کی بہترین صف اس کے برعکس پہلی صف ہے۔

۹۔نماز میں امام کو کوئی سہو ونسیان لاحق ہو تو مرد تسبیح کے ساتھ اسے متنبہ کرے، مگر عورت تالی بجائے۔

۱۰۔عورت مسجد سے مردوں سے پہلے نکلے، اور مردوں پر واجب ہے کہ وہ عورتوں کے گھر لوٹ جانے کا انتظار کریں، جیسا کہ صحیح بخاری میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں آیا ہے۔

اس کے علاوہ بعض دیگر احکام بھی ہیں جو مردوں وعورتوں کے درمیان علیحدگی ودوری اور تفاوت پر دال ہیں۔

یہاں یہ انتباہ بھی ضروری ہے کہ اباحیت کے داعیوں کے پاس کچھ ابتدائی تدریجی مراحل ہیں جو وہ بتدریج ظاہر کرتے ہیں، جبکہ ان میں بھیانک مکروفریب اور دھوکہ پوشیدہ ہے۔ان میں سے ایک اختلاط کی بنیادی اینٹ رکھنے کے لئے وہ ریاض الاطفال (نرسری اسکول)، وسائلِ اعلام کے پروگرام، بچوں کے لئے اخباری تعارفی کالم، اور جشن وتقریبات میں دونوں صنفوں کا ایک دوسرے کو پھولوں کا گلدستہ پیش کرنے جیسے شروعاتی ہتھیار سے آغاز کرتے ہیں۔

تنبیہ: جب روضۃ الاطفال (نرسری اسکول) میں دونوں صنفوں کے

درمیان اختلاط نا قابلِ قبول ہے، کیونکہ طویل اسلامی تاریخ کے کسی دور میں حتیٰ کہ مکتب میں بھی بچوں کو تعلیم دینے کے لئے مسلمانوں کا ایسا کوئی مخلوط عمل نہیں رہا ہے۔ دوسری بات یہ کہ یہی پھر اوپر کے مراحلِ تعلیم میں اختلاط کی بنیاد بنے گا، اس لئے ابتدائی مرحلہ کی پہلی کلاسوں میں لڑکا و لڑکی کے مخلوط تعلیم کی دعوت بدرجہ اولیٰ نا قابلِ قبول ہے۔ اس لئے اے مسلمانو! ہوشیار!! دھوکہ میں نہ پڑ جانا!!!

اور اس طرز سے...... اور ان جیسے ابتدائی مراحل و شروعات سے اختلاط سے نفور کے حجاب کو سبوتاژ کرنے کے یہ سب اسباب و ذرائع ہیں جنہیں بہت سارے لوگ معمولی اور سہل سمجھے ہوئے ہیں۔

اس لئے مسلمانوں کو اپنے بچوں کے بارے میں اللہ سے خوف کھانا چاہئے اور اپنی روشِ زندگی کا احتساب کرنا چاہئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو جو اولاد عطا کئے ہیں، ان کی حفاظت و نگرانی کرنا چاہئے۔ اس لئے خبردار! خبردار تفریط سے بھی اور قبولِ فتنہ سے بھی اور گمراہی کے زینوں کی طرف بتدریج قدم بڑھانے سے بھی۔ اور یہ ظاہر ہے ہر شخص کو خود اپنا حساب دینا ہے۔

☆ ☆ ☆

☆ ☆

☆

چھٹا اصول

تبرج اور سفور شرعاً حرام ہیں

لفظ ''تبرج'' ''سفور'' سے عام ہے۔ ''سفور'' چہرہ سے پردہ ہٹانے کے ساتھ خاص ہے، جبکہ ''تبرج'' عورت کے اجنبی مردوں کے سامنے اپنے جسم وکسبی ومصنوعی زینت کے بعض حصہ کو کھولنے اور ظاہر کرنے کو کہتے ہیں۔ اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

''تبرج'' کا معنیٰ ظہور کے ہے، اور یہاں اس سے مراد عورت کا اپنے جسم وزینت کے بعض حصہ کو ظاہر کرنا ہے۔ اسی معنیٰ میں ستاروں کو ان کے ظہور کے سبب ''بروج السماء'' کہتے ہیں۔ یعنی آسمان کی زینت۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ''تبرج'' عورت کے اپنے محل سے ظاہر ہونے سے مشتق ہے، کیونکہ ''برج'' کا ایک معنیٰ محل وقصر کے ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ہے: ﴿وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُشَيَّدَةٍ﴾ (النساء: ۷۸) ''گو تم مضبوط قلعوں میں ہو''۔ اور ''برج المرأة'' کا معنیٰ عورت کا محل وگھر ہے۔ اللہ تعالیٰ عورتوں کے حق میں فرماتا ہے: ﴿وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَاتَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُوْلیٰ﴾ (الاحزاب: ۳۳) ''تم اپنے گھروں میں قرار سے رہو، اور سابق دور جاہلیت کی سی سج دھج نہ دکھاتی پھرو''۔

اور ''سفور'' سَفْر سے مشتق ہے جس کے معنیٰ ''پردہ اٹھانے'' کے ہیں، اور یہ اعیان کے ساتھ خاص ہے۔ کہا جاتا ہے: (امرأة سافر) اور (امرأة سافرة) جب عورت اپنے چہرہ سے حجاب اور نقاب اتار لے۔ اسی سبب سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وُجُوْهٌ يَوْمَئِذٍ مُسْفِرَةٌ﴾ (عبس: ۳۸) ''اس دن بہت سے چہرے روشن ہونگے''۔ یعنی دمک رہے ہونگے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے جسم کے دوسرے اعضاء کو چھوڑ کر ''اسفار'' کو چہرہ کے ساتھ خاص کیا۔

سابقہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ ''سفور'' چہرہ کی بے حجابی کو کہتے ہیں اور ''تبرج'' چہرہ یا جسم کے دوسرے اعضاء یا کسبی ومصنوعی زینت کے ظاہر کرنے کو کہتے ہیں، اس طرح ''سفور'' ''تبرج'' سے خاص ہے۔ اورعورت جب اپنا چہرہ کھول لے تو وہ ''سافرۃ متبرجۃ'' کہلاتی ہے، اور جب چہرہ کے ساتھ جسم کے دوسرے اعضاء یا کسبی ومصنوعی زینت کوکھول لےتو ''متبرجۃ حاسرۃ'' کہلائے گی یہی ''سفوروتبرج'' کی حقیقت ہے۔

اور کتاب وسنت اوراجماعِ امت عورت کے تبرج کی حرمت پر دلالت کرتے ہیں اور وہ ہے عورت کا اپنے جسم یا کسبی ومصنوعی زینت میں سے بعض حصہ اجنبی مردوں کے سامنے ظاہر کرنا، جوکہ اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے۔

نیز کتاب وسنت اوراجماعِ عملی، عورت کے چہرہ بے حجاب کرنے کی حرمت پر دلالت کرتے ہیں، اوروہ عورت کا اپنے چہرہ سے حجاب اٹھا دینا ہے۔

اور ''تبرج'' سابقہ شریعت میں بھی حرام تھا، اورانسان کے اپنے بنائے ہوئے خودساختہ قانون میں صرف قانونی مسودہ میں حرام ہے، جس کا حقیقتِ واقعہ میں کوئی وجودنہیں ہے، کیونکہ یہ صرف قانون کی لاٹھی میں منع ہے بس۔ جبکہ اسلام میں تبرج ایمانی جذبہ وروک، اہلِ اسلام کے قلوب پراس کے اثرات کا نفوذ، اللہ اوراس

کے رسول ﷺ کی اطاعت، عفت وفضیلت سے آراستگی، رذائل سے بُعد، گناہ سے علیحدگی، اجر وثواب کی امید، دردناک عقاب کے خوف جیسے اسباب کی بنیاد پر حرام ہے۔اس لئے مسلمان عورتوں پر واجب ہے کہ وہ اللہ کے عقاب سے ڈریں اور ہر اس حرکت سے باز آئیں جو اللہ ورسول ﷺ نے منع فرمایا ہے، تاکہ وہ مسلمانوں میں فساد وبگاڑ کے نفوذ، فواحش ومنکرات کے انتشار، گھر وخاندان کی تباہی اور بدکاری وزناکاری کے دخول کی حصہ دار نہ بنیں، اوراس صورتحال تک معاملہ نہ پہنچ جائے کہ وہ خیانت کا رنگا ہوں اور مریض دلوں کواپنی جانب مائل کرنے کا سبب بن جائیں، وہ خود بھی گنہگار رہوں اور دوسروں کو بھی اس میں ملوث کریں۔

یادرکھیں کہ ''تبرج'' درج ذیل باتوں سے بھی ہوتا ہے:

۱۔تبرج چہرہ کی بے نقابی اوراجنبی مردوں کے سامنے اپنے جسم کا کچھ بھی حصہ ظاہر کرنے سے ہوتا ہے۔

۲۔تبرج اپنی کسبی ومصنوعی زینت میں سے کچھ بھی مثلاً چادر، یااوڑھنی کے نیچے کے کپڑوں کوظاہر کرنے سے ہوتا ہے۔

۳۔تبرج بانکپن، مستانہ البیلی چال اور مردوں کے سامنے مٹک مٹک کر چلنے سے بھی ہوتا ہے۔

۴۔تبرج پیر پٹکنے کہ جس سے عورت کی پوشیدہ زینت معلوم ہو جائے، سے ہوتا ہے۔اور یہ زینت کو دیکھنے کے مقابلہ میں کئی گنا زیادہ شہوت میں اشتعال پیدا کرتا ہے۔

۵۔ تبرج نرم وشیریں لہجہ میں گفتگو سے بھی ہوتا ہے۔

٦۔ تبرج مردوں کے ساتھ اختلاط، مردوں کے جسم سے مَس ولمس، مصافحہ، سواری یا تنگ راستوں میں ایک دوسرے سے مزاحمت سے بھی ہوتا ہے۔

اور ہر وہ عورت تبرج پسند کہلائے گی جو مردانہ پن، مردوں یا کافر عورتوں کی مشابہت اختیار کرتی ہے۔ اور یورپ میں بعض لوگ مردانہ پن اختیار کرنے والی عورت کو ''جنس ثالث'' یعنی تیسری جنس کا لقب ونام دیتے ہیں۔

تبرج کی حرمت پر کتاب اللہ میں بہت ساری آیات کریمہ آئی ہیں، جن میں دو آیات تو تبرج کی ممانعت کے سلسلہ میں قطعی نص ہیں:

پہلی آیت: یہ فرمان الٰہی ہے: ﴿وَلاَتَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الأوْلىٰ﴾ (الاحزاب:٣٣) ''اور سابق دور جاہلیت کی سی سج دھج دکھاتی نہ پھرو''۔

دوسری آیت: ﴿وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاءِ اللاَّتِيْ لاَيَرْجُوْنَ نِكَاحاً فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ أنْ يَضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجَاتٍ بِزِيْنَةٍ ، وَأنْ يَسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَهُنَّ، وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ﴾ (النور:٦٠) ''بڑی بوڑھی عورتیں جنہیں نکاح کی امید نہ رہی ہو، وہ اگر اپنے کپڑے اتار رکھیں تو ان پر کوئی گناہ نہیں بشرطیکہ وہ اپنا بناؤ سنگھار ظاہر کرنے والیاں نہ ہوں، تاہم اگر ان سے بھی احتیاط رکھیں تو ان کے لئے بہت افضل ہے، اور اللہ سنتا جانتا ہے''۔

نیز امہات المومنین اور مسلمان عورتوں پر پردہ وحجاب کی فرضیت اور ان کو زینت ظاہر کرنے کی ممانعت والی آیات تبرج وسفور کی حرمت پر قطعی نصوص ہیں۔

سنت سے دلیل: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ﴿**صِنْفَانِ مِنْ أَهْلِ النَّارِ لَمْ أَرَهُمَا، قَوْمٌ مَعَهُمْ سِيَاطٌ كَأَذْنَابِ الْبَقَرِ، يَضْرِبُوْنَ بِهَا النَّاسَ، وَنِسَاءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ مَائِلَاتٌ مُمِيْلَاتٌ، رُؤُسُهُنَّ كَأَسْنِمَةِ الْبُخْتِ، لَايَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ وَلَايَجِدْنَ رِيْحَهَا، وَإِنَّ رِيْحَهَا لَيُوْجَدُ مِنْ مَسِيْرَةِ كَذَا وَكَذَا**﴾ ''اہلِ نار کی دو صنف میں نے نہیں دیکھی ہے: ایک ایسی قوم جس کے ساتھ بیل کی دم جیسے کوڑے ہونگے، ان سے وہ لوگوں کو ماریں گے۔ اور دوسری ایسی عورتیں جو لباس پہننے کے باوجود ننگی ہونگی، خود مردوں کی جانب مائل ہوں گی اور مردوں کو اپنی جانب مائل کریں گی، ان کے سر بختی اونٹ کے کوہان جیسے ہوں گے، وہ جنت میں داخل نہ ہوں گی اور نہ ہی جنت کی خوشبو پائیں گی، حالانکہ جنت کی خوشبو اتنی اتنی مسافت سے بھی پائی جاتی ہے''۔ اسے امام مسلم نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

حدیث پاک کے اس نص میں سخت وعید ہے جو اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ تبرج کبیرہ گناہوں میں سے ایک ہے، کیونکہ کبیرہ گناہ اس کو کہتے ہیں جس پر اللہ تعالیٰ نے جہنم، یا غضب، یا لعنت، یا عذاب، یا حرمانِ جنت کی وعید سنائی ہے۔

اور حرمتِ تبرج پر تمام امت مسلمہ کا اجماع ہے، جیسا کہ علامہ صنعانی رحمہ اللہ نے (منحۃ الغفار علی ضوء النہار ۴/ ۲۰۱۱ تا ۲۰۱۲) کے حاشیہ میں ذکر کیا ہے۔

نیز تبرج مسلمانوں کے عملی اجماع سے بھی حرام ہے، کیونکہ نبی کریم ﷺ کے دَورِ مبارک سے لے کر خلافت عثمانیہ کے خاتمہ ۱۳۴۲ھ اور عالمِ اسلام کے مختلف

ٹکڑیوں میں تقسیم ہونے اور وہاں پر انگریزی استعمار کے داخل ہونے تک تمام مسلمان عورتیں اپنے جسم وزینت کا حجاب کرتی تھیں اور تبرج نام کی چیز سے بالکل نابلد اور کوسوں دور تھیں۔

اور بعض شاعر نے اپنے قصیدہ ''رنانہ'' میں سفور کے داعیوں کی تردید کرتے ہوئے اپنے مطلع میں کہا ہے:

مَنَعَ السُّفُوْرَ كِتَابُنَا وَنَبِيُّنَا　　فَاسْتَنْطِقِيْ الآثَارَ وَالآيَاتِ

''بے حجابی سے ہماری کتاب قرآن مجید اور ہمارے نبی کریم ﷺ نے منع فرمایا ہے، اس لئے آیات واحادیث سے معلوم کرلو''۔

لہٰذا ایک مسلمان کو اپنے محارم میں تبرج کے آغاز وشروعات سے چوکنا رہنا چاہئے، اور وہ یہ کہ اپنی چھوٹی بچیوں کو بھی ایسے لباس پہنانے میں مداہنت سے کام نہیں لینا چاہئے کہ اگر وہی لباس بالغہ لڑکیوں کے جسم پر ہو تو فحاشی وبے حیائی کہلائے، مثلاً چھوٹا وتنگ لباس، پینٹ وجینس، اتنا باریک لباس کہ نیچے سے چمڑی جھلکے وغیرہ جہنمی لباس۔ جیسا کہ صحیح حدیث میں گزشتہ صفحات میں گزر چکا ہے۔ نیز ایسی صورت میں تبرج وسفور سے انسیت والفت، جذبہ نفرت کی شکست وریخت، شرم وحیا کا خاتمہ جیسی خرابیاں پائی جاتی ہیں جو کسی بھی صاحبِ بصیرت سے مخفی نہیں۔ اس لئے ہر ولیِ امر اور سرپرست کو اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا چاہئے۔

ساتواں اصول

زنا کاری کی حرمت کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اس کے اسباب ومحرکات کو بھی حرام کیا ہے

شریعتِ مطہرہ کا قاعدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی چیز کو حرام کرتا ہے، تو اس چیز تک پہنچانے والے تمام اسباب وذرائع اور اس کے چور دروازوں کو بھی حرام کرتا ہے، تاکہ اس کی حرمت بالکل پکی وقطعی ہو جائے۔ اور اس شئی تک پہنچنے، یا اس کی چہار دیواری کے قریب پھٹکنے سے منع ہو جائے اور ارتکابِ گناہ اور اس کے فرد وجماعت پر نقصان دہ نتائج میں گرفتار ہونے سے حفاظت ہو جائے۔

اگر اللہ تعالیٰ کسی چیز کو حرام قرار دے اور اس چیز تک پہنچانے والے وسائل وذرائع کو مباح قرار دے دیا جائے، تو یہ بات اس حرمت کی نقیض وضد شمار ہوگی۔ اور ظاہر ہے کہ ربِ حکیم کی شریعت ایسے تناقض سے پاک وبری ہے۔

اور زنا کی بدکاری، خطرہ ونقصان اور دین کی بدیہیات کے انجام کے اعتبار سے سب سے عظیم، سب سے گھناؤنے اور سب سے خبیث فواحش میں سے ایک ہے۔ یہی سبب ہے کہ زنا کی حرمت دین کی بدیہی باتوں میں سے ہے، ارشاد ربانی ہے: **﴿وَلَا تَقْرَبُوْا الزِّنَا إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيْلًا﴾** (الاسراء: ۳۲) ''خبردار! زنا کے قریب بھی نہ پھٹکنا، کیونکہ زنا بڑی بے حیائی اور بہت ہی بری راہ ہے''۔

اسی بنا پر زنا کاری تک لے جانے والے اسباب ومحرکات ، بے حجابی اور اس کے وسائل، تبرج اور اس کے عوامل، اختلاط اور اس کے ذرائع ، عورتوں کی مردوں یا کافروں کی مشابہت جیسے فتنہ وفساد اور شکوک وشبہات کے اسباب ومحرکات کوحرام قرار دیا گیا ہے۔

نیز اسرارِ تنزیل اور اعجازِ قرآنی کے اس عظیم راز پر بھی ذرا غور کریں کہ جب اللہ تعالیٰ نے سورۂ نور کے آغاز میں جرمِ زنا کی شناعت اور اس کی حرمت ایک خاص مقصد کے تحت بیان کی ، تو اس نے ایک سے تینتیس آیت تک اس سے حفاظت کے بارہ وسائل وذرائع بیان کئے، جو اس فاحشہ زنا کے لئے حجاب وروک بنے اور مسلمانوں کی صاف ستھری پاکیزہ جماعت ومعاشرہ میں اس کے وقوع وشیوع کا مقابلہ کیا جاسکے۔ اور یہ احتیاطی تدابیر اور حفاظتی وسائل قولی وفعلی اور ارادی سب قسم کے ہیں، جو درج ذیل ہیں:

۱۔زنا کار مرد وعورت کو ان پر حد نافذ کر کے پاک کرنا۔

۲۔ زنا کار مرد وعورت سے اجتنابِ نکاح سے پاکیزگی وطہارت کا ثبوت دینا۔ البتہ اگر وہ سچی توبہ کرلیں تو پھر ان سے نکاح جائز ہوگا۔ مذکورہ دونوں وسائل فعل سے تعلق رکھتے ہیں۔

۳۔زبان کولوگوں پر زنا کاری کی تہمت و بہتان سے پاک رکھنا۔اور جو شخص کسی پر بہتان لگائے اور چار گواہ نہ پیش کر سکے تو اس پر حدِ قذف نافذ ہوگی۔

۴۔شوہر کا بیوی پر زنا کاری کا بہتان لگانے سے اپنی زبان کو پاک رکھنا۔ اگر

شوہر چار گواہ نہ اکھٹا کر سکے، تو پھر دونوں کے درمیان لعان کرایا جائے گا۔

۵۔اپنے قلب ونفس کوکسی مسلمان پر زنا کاری کی بدگمانی سے پاک رکھنا۔

٦۔نیت وقلب کومسلمانوں میں فحاشی و بے حیائی کی اشاعت کی محبت سے پاک رکھنا۔ کیونکہ فحاشی و بے حیائی کی اشاعت سے ان کے منکرین کا پلڑا کمزور ہوتا ہے اورفساق واباحیت پرستوں کے پلڑے کوتقویت ملتی ہے۔

اور یہی سبب ہے کہ اس قسم کے لوگوں کی سزا دوسرے لوگوں کے مقابلہ میں نہایت سخت ہے، ارشادربانی ہے: ﴿إِنَّ الَّـذِيْـنَ يُحِبُّوْنَ أَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِيْ الَّـذِيْـنَ آمَنُوْا، لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ فِيْ الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ﴾ (النور:١٩) ''جولوگ مسلمانوں میں بے حیائی پھیلانے کے آرزومندرہتے ہیں، ان کے لئے دنیاوآخرت میں دردناک عذاب ہے''۔

اوراشاعتِ فحاشی کی محبت ان تمام خبیث وسائل وذرائع کوشامل ہے، جوان فواحش تک لے جانے والے ہیں، خواہ ان کاتعلق قول سے ہو، یافعل سے، یااقرار سے ہو، یاان کے اسباب کی ترویج سے، یاپھران پرخاموشی برتنے اورچپ سادھ لینے سے،......اور......اور......۔

اور یہ سخت وعید بلادِاسلامیہ میں عورت کی حجاب سے آزادی اوران تمام شرعی احکام سےگلوخلاصی کے داعیوں پربھی منطبق ہوتی ہے، جوعورت کی عفت وعصمت اورحیاوحشمت کے ضامن ہیں۔

۷۔نفس کی وسوسہ اور برے خیالوں سے عام حفاظت: جومومنوں کے دلوں پر

شیطان کے حملہ کا پہلا قدم ہے، تاکہ وہ اسے بدکاری میں ملوث کردے۔ اور یہی بدکاری سے حفاظت کا ہدف ہے، ارشاد ربانی ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَاتَتَّبِعُوْا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ وَمَنْ يَتَّبِعْ خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ فَإِنَّهُ يَأْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ﴾ (النور:۲۱) ''اے ایمان والو! شیطان کے نقشِ قدم پر نہ چلو، جو شخص شیطانی قدموں کی پیروی کرے، تو وہ بے حیائی اور برے کاموں کا ہی حکم کرے گا''۔

۸۔ گھر میں داخلہ کے وقت اجازت لینے کا حکم: تاکہ گھر والوں کی عزت وآبرو پر نظر نہ پڑے۔

۹۔ اجنبی عورت پر حرام نظر ڈالنے سے آنکھ کو پاک رکھنا، یا اجنبی مرد کو حرام نظروں سے دیکھنے سے آنکھ کو پاک رکھنا۔

۱۰۔ اجنبی مردوں کے سامنے اپنی زینت کو ظاہر نہ کرنا۔

۱۱۔ ان حرکتوں پر پابندی جن سے مرد کی جنسی شہوت میں اشتعال پیدا ہو، مثلاً عورت کا پیر پٹکنا، جس سے اس کے پازیب کی جھنکار سنائی دے، اور جو مریض دلوں کو اپنی طرف متوجہ کرلے۔

۱۲۔ ہر اس شخص کو پاکدامنی اختیار کرنے کا حکم جو نکاح کرنے، یا اس کے اسباب مہیا کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔

اور قرآن حکیم اور سنت مبارکہ میں ان اسباب وتدابیر کو اختیار کرنے کے احکام بھرے پڑے ہیں، جن میں مرد وعورت دونوں کے حق میں اس بدکاری سے

حفاظت وصیانت کے سامان موجود ہیں۔ چنانچہ وہ بعض احکام جو مرد کے حق میں مرد کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں، درج ذیل ہیں:

۱۔ مرد کے لئے ستر چھپانے کی فرضیت۔ اس لئے مرد کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنا ستر ناف سے گھٹنہ تک کھول رکھے۔

۲۔ مرد کا اجنبی عورت سے اپنی نظر کا حجاب کرنا۔

۳۔ مرد کا امرد لڑکوں کے ساتھ مصاحبت اور ان کو بنظر شہوت دیکھنے سے باز رہنا۔

اور بعض احکام عورت کے حق میں عورت سے تعلق رکھتے ہیں، مثلاً:

۱۔ عورت کا دوسری عورت سے اپنا ستر چھپانا۔

۲۔ عورت پر اپنے شوہر کے سامنے دوسری عورت کی تعریف کرنے کی حرمت۔

اور زنا کاری سے حفاظت و بچاؤ کے عظیم ترین اسباب وتدابیر میں مسلمان عورتوں پر حجاب کی فرضیت ہے، کیونکہ حجاب ان کی حفاظت کی ترغیب دیتا ہے اور اس بات کی ضمانت دیتا ہے کہ ان کی زندگی عفت وعصمت، حفاظت وحجاب، حیا وحشمت اور ان کے سلسلہ میں زنا کی بدگمانی وبدکلامی اور زبان درازی سے دوری میں گزرے۔ اور حجاب اس کے منافی باتوں جیسے شہدا پن، چھچھورپن، اخلاقی گراوٹ اور حیاباختگی کو کوسوں دور بھگاتا ہے۔

آٹھواں اصول

نکاح فضیلت کا تاج ہے

نکاح انبیاء ورسولوں کی سنت مبارکہ ہے۔ ارشاد ربانی ہے: ﴿**وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلاً مِنْ قَبْلِکَ، وَجَعَلْنَا لَهُمْ أَزْوَاجاً وَذُرِّيَّةً**﴾ (الرعد: ۳۸) ''ہم آپ سے پہلے بھی بہت سے رسول بھیج چکے ہیں، اور ہم نے ان سب کو بیوی بچوں والا بنایا تھا''۔

اور نکاح ہی اللہ کے حکم کی تسلیم ورضا میں مومنین کا راستہ ہے، ارشاد الٰہی ہے:

﴿**وَأَنْكِحُوْا الأَيَامىٰ مِنْكُمْ وَالصَّالِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ، إِنْ يَكُوْنُوْا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهِ، وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ، وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِيْنَ لاَيَجِدُوْنَ نِكَاحاً حَتّٰى يُغْنِيَهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهِ**﴾ (النور: ۳۲ تا ۳۳) ''تم میں سے جو مرد وعورت بے نکاح کے ہوں، ان کا نکاح کر دو، اور اپنے نیک بخت غلام اور لونڈیوں کا بھی، اگر وہ مفلس بھی ہونگے تو اللہ تعالیٰ انہیں اپنے فضل سے غنی بنادے گا، اللہ تعالیٰ کشادگی والا اور علم والا ہے۔ اور ان لوگوں کو پاکدامن رہنا چاہیئے جو اپنا نکاح کرنے کا مقدور نہیں رکھتے، یہانتک کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے فضل سے مالدار بنادے''۔

یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اولیاء وخاندان کے سرپرستوں کو حکم ہے کہ وہ اپنے ماتحت کے بے نکاح لوگوں کا نکاح کردے۔ ''ایامیٰ'' ''ایم'' کی جمع ہے، اور مرد وعورت میں سے جس کا زوج (جوڑا) نہ ہو اسے ''ایم'' کہتے ہیں۔ اور یہ حکم

بدرجہ اولیٰ خود اولیاء کو بھی شامل ہے کہ وہ خود بھی اپنا نکاح عفت و پاکدامنی اور بدکاری سے حفاظت کی غرض سے کرلیں۔

نیز رسول اللہ ﷺ کے حکم کی اطاعت کی غرض سے نکاح کرلیں۔ کیونکہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

﴿**يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ! مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ، وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ**﴾ (متفق علیہ) ''اے نوجوانو! تم میں جو نکاح کی قدرت رکھے وہ نکاح کرلے، کیونکہ نکاح نگاہ کو پست رکھتا ہے اور شرمگاہ کی حفاظت کرتا ہے۔ اور جو نکاح کی استطاعت نہ رکھے، وہ روزہ رکھا کرے، کیونکہ روزہ اس کی شہوت کی حدت کو توڑ دے گا''۔

اس معنیٰ و مفہوم کی روایات بکثرت آئی ہیں۔ اور رحمٰن کے بندوں کی دعا میں آیا ہے: ﴿**وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ إِمَاماً**﴾ (الفرقان: ۷۴) ''اور وہ یہ دعا کرتے ہیں: اے ہمارے پروردگار! تو ہمیں ہماری بیویوں اور اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنا''۔

اور یہی سبب ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اس آدمی پر نکیر فرمائی جو نکاح سے اس بنا پر باز آگیا تھا تاکہ وہ رات میں تہجد گزاری و قیام اللیل اور دن میں روزہ رکھنے پر قادر ہو سکے، چنانچہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ﴿**أَمَا وَاللّٰهِ! إِنِّيْ لَأَخْشَاكُمْ**

لِلّٰهِ، وَأَتْقَاكُمْ لَهُ، لٰكِنِّيْ أَصُوْمُ وَأَفْطِرُ، وَأُصَلِّيْ وَأَرْقُدُ وَأَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ، فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ﴾ (متفق علیہ) ''یاد رکھو! اللہ کی قسم! میں تم میں سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا خوف وتقویٰ رکھتا ہوں، تاہم میں روزہ رکھتا ہوں، افطار بھی کرتا ہوں، تہجد گزاری کرتا ہوں اور سوتا بھی ہوں، اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں۔ اس لئے جو شخص میری سنت سے اعراض کرے وہ مجھ سے نہیں ہے''۔

اور نکاح دونوں صنفوں: مرد وعورت میں ودیعت جنسی فطرت کے تقاضوں پر پاکیزہ، صاف ستھرا اور نتیجہ خیز طریقہ پر لبیک وصاد کرنا ہے۔

انہی اسرار وحِکم کی بنا پر مسلمانوں میں نکاح کی مشروعیت پر کوئی اختلاف نہیں رہا ہے۔ اور نکاح کی بابت اصل وجوب وفرضیت ہے، اس آدمی کے حق میں جسے اپنے نفس پر گناہ وبدکاری میں ملوث ہو جانے کا خوف وخدشہ ہو، خصوصاً ان حالات میں جبکہ دین وایمان کی کمزوری اور اشتعال انگیز باتوں کی بھرمار ہو، کیونکہ ایک مومن بندہ پر اپنے نفس کی عفت اور اسے حرامکاری سے دور رکھنا واجب ہے اور اس کا پاکیزہ وحلال طریقہ نکاح ہی ہے۔

اس بنا پر علماء نے نکاح کرنے والے کے لئے یہ مستحب جانا ہے کہ وہ اپنا نکاح کرتے وقت سنت پر عمل اور اپنے دین وایمان کی حفاظت کی نیت کرے۔ اور اسی سبب سے اللہ تعالیٰ نے ''عضل'' سے منع فرما دیا ہے، اور ''عضل'' عورت کو نکاح سے روکنے کو کہتے ہیں، ارشاد ربانی ہے: ﴿فَلاَ تَعْضُلُوْهُنَّ أَنْ يَنْكِحْنَ

أَزْوَاجَهُـــنَّ﴾ (البقرۃ:۲۳۲) ''تو انہیں ان کے خاوندوں سے نکاح کرنے سے نہ روکو''۔

انہی اسباب کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے نکاح کی شان کو نہایت بلند کیا ہے اور عقدِ نکاح کو ''میثاق غلیظ'' (مضبوط ترین عہد و پیمان) سے تعبیر کیا ہے، ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَأَخَذْنَ مِنكُمْ مِيْثَاقاً غَلِيْظاً﴾ (النساء:۲۱) ''اور ان عورتوں نے تم سے ''مضبوط عہد و پیمان'' لے رکھا ہے''۔

عقدِ نکاح کے اس پاکیزہ نام ''مضبوط عہد و پیمان'' کی شگفتگی پر غور کریں، کس طرح قلوب کو اپنی مٹھی و قبضہ میں کرلیا ہے اور اسے عزت واحترام اور رعایت وحفاظت کے دائرہ میں سمو لیا ہے۔تو کیا اب مسلمان، نکاح کے کلیسائی نام (مقدس نکاح) سے اجتناب کرنا پسند کریں گے جو بہت سارے مسلمان ملکوں میں کافروں کے نقشِ قدم کی پیروی میں شدت وتیزی کے ساتھ دَر آیا ہے؟۔

اس لئے نکاح مرد وعورت کے مابین ایسا شرعی تعلق ہے جو شریعت میں معتبر شرائط وارکان اور مضبوط عہد و پیمان کے ساتھ جوڑا جاتا ہے۔ اور نکاح کی اسی اہمیت کی بنا پر اکثر فقہاء ومحدثین نے نکاح کے باب کو جہاد کے باب پر مقدم رکھا ہے، کیونکہ علَمِ جہاد مردوں کے ہاتھ سے بلند ہوتا ہے اور مردوں کی تیاری وفراہمی کا ذریعہ صرف نکاح ہے۔ اور نکاح ہی حیاتِ انسانی کے قیام اور اسے استقامت ودوام بخشنے میں اعلیٰ ترین مقام کی نمائندگی کرتا ہے، کیونکہ نکاح میں بہت سارے عظیم مصالح اور حکمت اور نیک مقاصد مجتمع ہیں، ان میں سے چند درج ذیل ہیں:

۱۔ حفظِ نسل اور انسانی معاشرہ کے قیام ودوام کے لئے نوعِ انسانی کا توالد وتناسل: تاکہ شریعت کی اقامت، دین کی سربلندی، کائنات کی تعمیر وترقی اور روئے زمین کی اصلاح وآبادکاری ہو، ارشادربانی ہے: ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالاً كَثِيْراً وَنِسَاءً﴾ (النساء: آیت ۱) ''اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اسی جان سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت سے مرد وعورت دنیا میں پھیلا دیئے''۔ نیز ارشاد الٰہی ہے: ﴿وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَراً فَجَعَلَهُ نَسَباً وَصِهْراً وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيْراً﴾ (الفرقان: ۵۴) ''اور وہی ہے جس نے پانی سے انسان کو پیدا کیا، پھر اس سے نسب اور سسرال کے دو الگ سلسلے چلائے، اور تیرا رب بڑا ہی قدرت والا ہے''۔

مطلب یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ہی آدمی کو حقیر پانی سے پیدا کیا، پھر اس سے بہت ساری ذریت پھیلا دی اور انہیں نسب وسسرالی دو الگ الگ رشتوں میں متفرق ومجتمع طور پر تقسیم کردیا اور ان سب کا مادہ وہی حقیر پانی ہے، تو پاک ہے قدرت والی ذات اور وہ خوب دیکھنے والی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے کثرتِ نکاح کی ترغیب دی ہے، چنانچہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ﴿تَزَوَّجُوْا الْوَلُوْدَ الْوَدُوْدَ فَإِنِّيْ مُكَاثِرٌ بِكُمُ الْأَنْبِيَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ﴾ ''تم زیادہ بچہ جننے والی اور بہت پیار دینے والی عورت سے نکاح کرو، کیونکہ میں تمہاری کثرت سے

بروزِ قیامت انبیاء پرفخر کروں گا‘‘۔اسے امام احمد نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے۔

یہ حدیث فضیلت کے سابق اصول ’’عورت کا گھر میں قرار سے رہنا‘‘ کی طرف توجہ مرکوز کرتی ہے۔ کیونکہ کثرتِ نسل بذات خود مقصود نہیں ہے۔ اصل مقصد کثرتِ نسل کے ساتھ، اس کا صلاح وتقویٰ، استقامت اور صحیح تربیت ونشو ونما ہے تا کہ وہ امت میں صالح و مصلح، والدین کے آنکھوں کی ٹھنڈک اوران کی وفات کے بعد ان کی نیک نامی کا باعث بنے۔ اورظاہر ہے یہ بات کثرت سے بیرونِ خانہ کی سیاحت کرنے والی عورت سے جو اپنے گھریلو زندگی کے وظیفہ سے دور کردی گئی ہے، نہیں پیدا ہوسکتی۔ اوراس کے والد کے ذمہ کسب ونفقہ کا باراس کی حفاظت ورعایت کی بنا پر ہے اوریہی مرد وعورت کے درمیان فرق وامتیاز کے اسباب میں سے ایک سبب ہے۔

۲۔عزت وآبرو کا تحفظ، شرمگاہ کی حفاظت، عفت وعصمت کا حصول، فواحش ومعاصی سے اجتناب اورفضائل سے آراستگی:

یہ مقصد بدکاری اوراس کے وسائل وذرائع: تبرج، اختلاط اورنظرِ حرام کی حرمت کا متقاضی ہے۔ نیز محارم کی عزت وآبرو کی پامالی پر غیرت وحمیت اوراس کے اثر ونفوذ کی روک تھام کے لئے بند وباڑھ باندھنے کا مقتضی ہے۔ اوراس کے بند وباڑھ میں سب سے زیادہ اہمیت کا حامل عورتوں پر حجاب کی تنفیذ ہے۔ پھر ایک بار غور کریں کہ ان دونوں مقاصد نے کیسے فضیلت کے اصول کو مجتمع کرنے کے عمل کو شامل کرلیا ہے، تفصیل بیان ہوچکی ہے۔

۳۔ نکاح کے دیگر مقاصد کی تکمیل وحصول: مثلاً چین وسکون اورراحت و

اطمینان کا وجود، جس میں شوہر زندگی کی تلخی، مشقت اور زبوں حالی سے اور بیوی محنت وکمائی کی مشقت سے سکون واطمینان حاصل کرتی ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ﴾ (البقرۃ:۲۲۸) ''عورتوں کے لئے بھی معروف طریقہ پر ویسے ہی حقوق ہیں جیسے مردوں کے حقوق ان پر ہیں''۔

قارئینِ کرام! آپ اس بات پر غور کریں کہ عورتوں کی کمزوری کس طرح مردوں کی قوت سے مل کر منجبر ہوجاتی ہے اور پھر دونوں صنف باہم آپس میں کامل ومکمل ہوجاتے ہیں۔

نکاح غنا ومالداری اور فقر وفاقہ کے دور کرنے کا ایک سبب ہے، ارشاد الٰہی ہے:﴿وَأَنْكِحُوْا الأَيَامیٰ مِنْكُمْ وَالصَّالِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ، إِنْ يَكُوْنُوْا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهِ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ﴾ (النور:۳۲) ''تم میں سے جو مرد عورت بے نکاح کے ہوں، ان کا نکاح کردو، اور اپنے نیک غلام اور لونڈیوں کا بھی، اگر وہ مفلس بھی ہونگے تو اللہ تعالیٰ انہیں اپنے فضل سے غنی بنادے گا، اللہ تعالیٰ کشادگی والا اور علم والا ہے''۔

اور نکاح ہی زن وشوہر میں سے ہر ایک سے بیکاری وبے روزگاری، انسدادِ فتنہ، محنت وکمائی اور عفت وعصمت کی زندگی لانے کا ایک سبب ہے اور جائز طریقہ، جبکہ نکاح سے استمتاع وتلذذ اور تکمیلِ خواہش واحتیاج اس پر مستزاد ہے۔

اور نکاح ہی سے میاں وبیوی میں سے ہر ایک کی اہلیت وصلاحیت کی تکمیل ہوتی ہے۔ خصوصاً مرد کے ذمہ داری سنبھالنے اور مشقتِ زندگی کا مقابلہ کرنے کے

لئے اس کے حوصلہ ومردانگی کی تکمیل ہوتی ہے۔

اور نکاح ہی سے زن وشوہر کے درمیان باہمی الفت ومحبت اور رحمت ومودت اور تعاون وتعاطف پر مبنی تعلقات استوار ہوتے ہیں، ارشادِ ربانی ہے: ﴿وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجاً لِتَسْكُنُوْا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً، إِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُوْنَ﴾ (الروم:۲۱) ''اور اللہ کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس سے بیویاں بنائیں، تاکہ تم ان کے پاس سکون حاصل کرو، اور تمہارے درمیان محبت ورحمت پیدا کردی، یقیناً اس میں بہت سی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو غور وفکر کرتے ہیں''۔

اور نکاح ہی سے دوسرے خاندانوں سے قرابت وسسرالی رشتہ کی زندگی وسیع تر ہوتی رہتی ہے، جس کے آپسی تعاون، رابطہ اور تبادلہ منافع میں نہایت عمدہ اور دوررَس اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ اور دیگر مصالح ہیں جن کا دائرہ کثرتِ نکاح سے وسیع تر ہوتا ہے اور قلتِ نکاح سے تنگ تر ہوتا ہے اور فقدانِ نکاح سے بالکلیہ ناپید ہوجاتا ہے۔

مقاصدِ نکاح کے علم ہی سے اعراضِ نکاح کے نقصانات اور دیگر برے انجام ونتائج معلوم ہوجاتے ہیں: مثلاً نسلِ انسانی کا انسداد وانقطاع، قندیلِ حیات کا گُل ہونا، شہروں وآبادیوں کی بربادی وویرانی، عفت وعصمت کا خاتمہ وغیرہ۔

اور اعراضِ نکاح کے قوی ترین اسباب میں سے ایک نئی نسل کے قلوب میں دینی تربیت کا ضُعف وفقدان ہے۔ کیونکہ دل میں ایمانی تربیت کی قوت ومضبوطی

آدمی کو عفت وعصمت اور عزت وآبرو کی حفاظت پر راغب کرتی ہے۔ اس لئے وہ اپنی جدوجہد اور کدوکاوش کو اپنے نفس کی عفت وپاکدامنی پر مجتمع کر دیتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے: ﴿وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجاً﴾ (الطلاق:۲) ''اور جو کوئی اللہ سے ڈرتے ہوئے کام کرے گا، اللہ اس کے لئے مشکلات سے نکلنے کا کوئی راستہ پیدا کر دے گا''۔

اور اعراضِ نکاح کے قوی اسباب میں سے ایک بے حجابی وبے پردگی، تبرج وسفور اور اختلاط کا وبائی شکل میں انتشار وپھیلاؤ ہے۔ کیونکہ ایک عفیف آدمی اس بیوی پر خوف کھاتا ہے جو تحفظِ عفت وعصمت کو حقیر ومعمولی سمجھتی ہے۔ اور فاسق وفاجر آدمی بدکاری کے کوٹھوں، چکلوں اور قحبہ خانوں کی گشت سے حرام کاری کا راستہ پالیتا ہے۔ اور ہم برے انجام سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتے ہیں۔ چنانچہ اعراضِ نکاح کا مقابلہ کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ سفور وتبرج اور اختلاط کا مقابلہ کیا جائے۔ اس تفصیل سے یہ اظہر من الشّمس ہو جاتا ہے کہ نکاح سابقہ فضیلت کے اصولوں کو کس طرح اپنے دامن میں سمیٹے ہوا ہے۔

نواں اصول

گمراہ کن آغاز سے اولاد کی حفاظت کی فرضیت

نکاح کے عظیم ترین نتائج میں سے ایک اولاد کی پیدائش ہے۔اور اولاد والدین یا اولیاء کے پاس بطور امانت ہیں۔اس بنا پر شرعاً یہ واجب ہوجاتا ہے کہ اس بارِ امانت کو اسلام کی ہدایت وتعلیم کے مطابق اولاد کی تربیت اور ان کی دینی ودنیوی ضروری تعلیم کے ذریعہ ادا کیا جائے۔اور اس معاملہ میں اولین فرض اللہ تعالیٰ، ملائکہ، کتاب، رسول، یومِ آخرت اور تقدیر کے خیر وشر پر ایمان کے عقیدہ اور توحید ِخالص کو ان کے قلوب میں راسخ وپیوست کیا جائے، یہانتک کہ ان کے قلوب کی بشاشت کے ساتھ حَل جائے، اور ان کو ارکانِ اسلام کی تعلیم دی جائے۔نماز کی وصیت کی جائے اور ان کی صلاحیتوں کے جِلا کی نگرانی کی جائے اور فضائلِ اخلاق اور محاسنِ آداب سے ان کی فطرت وعادت کو نشوونما وفروغ دیا جائے، اور برے ساتھیوں، شر پسند دوستوں اور رذیل لوگوں کی صحبت سے ان کی حفاظت کی جائے۔

تربیت کے یہ خطوط ومعالم دین کی بدیہی باتوں میں سے ہیں۔اور تربیت کی اسی اہمیت کے سبب علماء نے اس موضوع پر مستقل کتابیں تصنیف کی ہیں۔اور نومولود بچوں کے احکام کا ذکر فقہی کتابوں کے صفحات میں برابر کیا گیا ہے۔

اور یہی تربیت انبیاء کرام علیہم السلام کی سنت طیبہ اور اولیاء واصفیاء کی پاکیزہ شیوہ وعادت اور اخلاق رہی ہے۔اور لقمان علیہ السلام کی اپنے بیٹے کو اس جامع نصیحت اور لمبی ونافع وصیت پر ٹھنڈے دل سے غور کریں، ارشاد ربانی ہے: ﴿وَإِذْ

قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ وَهُوَ يَعِظُهُ يَا بُنَيَّ لاَتُشْرِكْ بِاللّٰهِ، إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ، وَوَصَّيْنَا الإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْناً عَلىٰ وَهْنٍ وَفِصَالُهُ فِي عَامَيْنِ أَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ، إِلَيَّ الْمَصِيْرُ، وَإِنْ جَاهَدَاكَ عَلىٰ أَنْ تُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلاَتُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفاً وَاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ ثُمَّ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ، يَا بُنَيَّ إِنَّهَا إِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ أَوْ فِيْ السَّمَاوَاتِ أَوْ فِيْ الأَرْضِ يَأْتِ بِهَا اللّٰهُ، إِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ، يَا بُنَيَّ أَقِمِ الصَّلاَةَ وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلىٰ مَا أَصَابَكَ إِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الأُمُوْرِ، وَلاَتُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلاَتَمْشِ فِيْ الأَرْضِ مَرَحاً، إِنَّ اللّٰهَ لاَيُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ، وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ إِنَّ أَنْكَرَ الأَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ﴾ (لقمان:۱۳تا۱۹)

''اور جب کہ لقمان نے وعظ کہتے ہوئے اپنے لڑکے سے فرمایا کہ پیارے بچے! اللہ کے ساتھ شرک نہ کرنا، بے شک شرک بڑا بھاری ظلم ہے۔ ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے متعلق نصیحت کی ہے، اس کی ماں نے دکھ پر دکھ اٹھا کر اسے حمل میں رکھا اور اس کی دودھ چھڑائی دو برس میں ہے کہ تو میری اور اپنے ماں باپ کی شکرگزاری کر، تم سب کو میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے۔ اور اگر وہ دونوں تجھ پر اس بات کا دباؤ ڈالیں کہ تو میرے ساتھ شریک کرے جس کا تجھے علم نہ ہو تو، تو ان کا کہنا

نہ ماننا، ہاں! دنیا میں ان کے ساتھ اچھی طرح بسر کرنا، اور اس کی راہ پر چلنا جو میری طرف جھکا ہوا ہو، تمہارا سب کا لوٹنا میری ہی طرف ہے، تم جو کچھ کرتے ہو اس سے پھر میں خبردار کردوں گا۔ پیارے بیٹے! اگر کوئی چیز رائی کے دانہ کے برابر ہو، پھر وہ بھی کسی چٹان میں ہو، یا آسمانوں میں ہو، یا زمین میں ہو، اسے اللہ تعالیٰ ضرور لائے گا، اللہ تعالیٰ بڑا باریک بیں اور خبردار ہے۔ اے میرے بیٹے! تو نماز قائم رکھنا، اچھے کاموں کی نصیحت کرتے رہنا، برے کاموں سے منع کیا کرنا، اور جو مصیبت تم پر آجائے صبر کرنا، یقین مان کہ یہ بڑے تاکیدی کاموں میں سے ہے۔ لوگوں کے سامنے اپنے گال نہ پھلا، اور زمین پر اترا کر نہ چل، کسی تکبر کرنے والے شیخی خورے کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا۔ اپنی رفتار میں میانہ روی اختیار کر، اور اپنی آواز پست کر، یقیناً آوازوں میں سب سے بدتر آواز گدھوں کی آواز ہے''۔

یقیناً لڑکے کو ایک باپ کی اس وصیت نے تربیت اور بچوں کے بنانے سنوارنے کے اصول اپنے اندر پرولئے ہیں اور یہ بات اس آیت پر غور کرنے والے پر نہایت واضح ہے۔

نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿**يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا قُوْا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيْكُمْ نَاراً**﴾ (التحریم:٦) ''اے ایمان والو! تم اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ''۔ اور بیٹا باپ سے ہے، اس لئے اسے لفظ ﴿**أَنْفُسَكُمْ**﴾ شامل ہے، اور بیٹا اہل سے بھی ہے، اس لئے اسے لفظ ﴿**أَهْلِيْكُمْ**﴾ بھی شامل ہے۔ اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا: ﴿**عَلِّمُوْهُمْ**

﴿وَأَدِّبُوْهُمْ﴾ ''تم بچوں کو تعلیم وادب سکھایا کرو''۔ اسے ابن ابی الدنیا نے (کتاب العیال ۱/ ۴۹۵) میں روایت کیا ہے۔

اور نیک اولاد کی دعا تو مومن آدمی کا شیوہ رہا ہے، جیسا کہ اس فرمان باری تعالیٰ میں ہے: ﴿وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ إِمَاماً﴾ (الفرقان: ۷۴) ''اور جو یہ دعا کرتے ہیں: اے ہمارے پروردگار! تو ہمیں ہماری بیویوں اور اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنا''۔

حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''آدمی اپنی بیوی اور بچوں کو اللہ تعالیٰ کا مطیع وفرمانبردار دیکھتا ہے، اور اس سے بڑھ کر اس کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچانے والی بات اور کیا ہوسکتی ہے کہ وہ اپنے اہل وعیال کو اللہ تعالیٰ کا فرماں بردار دیکھے''۔ اسے ابن ابی الدنیا نے (کتاب العیال ۲/ ۶۱۷) میں روایت کیا ہے۔

اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی متفق علیہ حدیث میں ہے، انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا: ﴿كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْؤوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، فَالرَّجُلُ رَاعٍ فِيْ أَهْلِ بَيْتِهِ وَهُوَ مَسْؤوْلٌ عَنْهُمْ﴾ ''تم میں سے ہر شخص نگراں ونگہبان ہے اور سب سے اس کے ماتحت کے بارے میں بازپُرس کی جائے گی، چنانچہ آدمی اپنے اہلِ بیت کا نگہبان ہے اور اس سے اس کے اہل بیت کے بارے میں بازپُرس ہوگی''۔

مذکورہ نصوص سے اسلامی تعلیمات کی بنیاد پر اولاد کی تربیت کی فرضیت ووجوب واضح ہے۔ نیز اولاد اپنے اولیاء کے کندھوں پر ایک امانت ہیں، اور

اسلامی تعلیم وتربیت ، اولیاء وآباء پر اولاد کا حق ہے ۔ اور یہ نیک اعمال میں سے ایک ہے جس کے ذریعہ والدین اپنے رب کا تقرب حاصل کرتے ہیں اور اس کا اجر وثواب مثل صدقہ جاریہ جاری وساری رہتا ہے، چنانچہ نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ﴿**إِذَا مَاتَ ابْنُ آدَمَ انْقَطَعَ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثٍ: عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ، أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُوْ لَهُ، أَوْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ**﴾ ''جب آدمی مرجاتا ہے، تو اس سے اس کے عمل کا رشتہ کٹ جاتا ہے، البتہ تین طریقوں سے نہیں کٹتا: ایک علم کہ لوگ اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں، دوسرا نیک اولاد جو اس کے حق میں دعا کرتی رہتی ہیں، تیسرا صدقہ جاریہ'' ۔ اور اس امانت کے سلسلہ میں کوتاہی برتنے والا اللہ تعالیٰ کا نافرمان وگنہگار رہے اور اپنے رب کے حضور اپنی معصیت کا بوجھ اور وہ بھی تمام بندوں کے سامنے ضرور اٹھائے گا۔ حمید ضبی رحمہ اللہ سے مروی ہے، انہوں نے کہا: ''**كُنَّا نَسْمَعُ أَنَّ أَقْوَاماً سَحَبُوْهُمْ عِيَالاتُهُمْ عَلىٰ الْمَهَالِكِ**'' ''ہم یہ سنتے آئے ہیں کہ کچھ قوموں کو ان کے اہل وعیال نے ہلاکت کے گڈھوں میں کھینچ لایا'' ۔ اسے ابن ابی الدنیا نے (کتاب العیال ۲/۶۲۲) میں روایت کیا ہے۔

اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿**يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا إِنَّ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ وَأَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ**﴾ (التغابن: ۱۴) ''اے ایمان والو! تمہاری بعض بیویاں اور بعض بچے تمہارے دشمن ہیں، پس ان سے ہوشیار رہنا'' ۔ اور اولاد کی تربیت میں کوتاہی برتنا ہی ماں باپ کے حق میں ان کی

عداوت ودشمنی ہے۔ چنانچہ گناہ بھی انہیں کے سر لوٹے گا۔

قتادہ بن دعامہ سدوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''**كَانَ يُقَالُ إِذَا بَلَغَ الْغُلَامُ فَلَمْ يُزَوِّجْهُ الأَبُ فَأَصَابَ فَاحِشَةً أَثِمَ الأَب**'' ''کہا جاتا ہے: جب لڑکا بالغ ہوجائے اور باپ اس کی شادی نہ کرائے اور وہ بدکاری کا ارتکاب کر بیٹھے، تو باپ گنہگار ہوگا'' اسے ابن ابی الدنیا نے (کتاب العیال ۱/۱۷۲) میں روایت کیا ہے۔

اور مقاتل بن محمد عتکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''میں اپنے باپ اور بھائی کے ساتھ ابو اسحاق ابراہیم حربی کے پاس حاضر ہوا، تو ابراہیم حربی نے میرے والد سے دریافت کیا: ''یہ تمہارے بچے ہیں؟''۔ میرے والد نے کہا: ہاں! انہوں نے فرمایا: **اِحْذَرْ لَا يَرَوْنَكَ حَيْثُ نَهَاكَ اللّٰهُ فَتَسْقُطَ مِنْ أَعْيُنِهِمْ**'' ''ہوشیار رہنا! یہ بچے تم سے ایسی حرکت نہ دیکھ پائیں جو اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے، پھر تم ان کی نگاہوں سے گر جاؤ گے''۔ جیسا کہ علامہ ابن الجوزی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب (صفۃ الصفوۃ) میں بیان کیا ہے۔

اولاد کے حق میں یہ تفریط وکوتاہی باپ کو اس کی ولایت سے معزولی، یا ایک دوسرے صالح شخص کو اس کی ولایت میں شامل کرنے کا موجب ہے، نئی پود ونسل کے اسلام واخلاق پر ان تربیت گاہوں اور پرورش کدوں کے خطرات کے سبب، کیونکہ قاعدہ ہے کہ کافر یا فاسق کو ولی امر بننے کا حق نہیں ہوتا۔

اور یہاں معاملہ ضرر رساں شروعات اور گمراہ کن آغاز کی تشخیص کا ہے، جن کا ان بچوں کو سامنا ہے جو مفید ومضر اشیاء کے درمیان فرق وامتیاز کے ساتھ مرحلہ تمیز کو

پہنچ چکے ہیں۔ اور بچوں کی صلاحیت میں فرق وتفاوت کی وجہ سے ان کی تمیز میں بھی فرق وتفاوت ہوتا ہے۔ یہ وہی آغاز ہیں جن میں جذبات ووجدانات کی تحریک سے مغلوب ہوکر اولاد کی تربیت میں تساہل برتا جاتا ہے۔ یہاںتک کہ جب بچہ اپنے رشد وبلوغ کو پہنچ جاتا ہے تو وہ ان اذیت ناک صورتحال کو ایک خوشگوار گھونٹ سمجھ کر پی چکا ہوتا ہے اور وہ اس کے خون ودل میں سرایت کرچکی ہوتی ہے، نیز اس کے اور اس کے مضر یا گمراہ کن اثرات کے درمیان نفرت وحجاب کا پردہ چاک ہو چکا ہوتا ہے۔ اور والدین واولیاء سخت اضطراب، گھٹن اور اس کو سلامتی کی راہ پر واپس لانے میں بڑی مشقت ودشواری میں گھِر کر رہ جاتے ہیں، گویا زبان حال کہتی ہے:

﴿**يَا حَسْرَتَىٰ عَلَىٰ مَا فَرَّطْتُ فِيْ جَنْبِ اللّٰهِ**﴾ (الزمر:۵٦) ''ہائے افسوس! اس بات پر کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے حق میں کوتاہی کی''۔

اس لئے کتاب وسنت کے دائرہ میں اس اصول کی تفصیل بیان کرنا اور اولیاء کی توجہ اس طرف مبذول کرانا واجب ہوگیا ہے جو فطرت کی بنیادوں، صحیح عقیدہ اور عقل سلیم پر مبنی ہو، تاکہ یہ نئی پود ونسل کی اولین تربیت، اور ان کی اور ان کے دین ودنیا کے مضر آغاز سے حفاظت کا سامان بن سکے۔ اور ان فضائل خاص طور پر حجاب کے تباہ کن وہلاکت خیز آغاز میں سے درج ذیل امور ہیں:

۱۔ فاسق کی گود وپرورش: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ﴿**كُلُّ مَوْلُوْدٍ يُوْلَدُ عَلَىٰ الْفِطْرَةِ، فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ أَوْ يُنَصِّرَانِهِ أَوْ يُمَجِّسَانِهِ**﴾ ''ہر نومولود فطرتِ اسلام پر پیدا ہوتا ہے، پھر اس

کے والدین اسے یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں''۔ اسے امام بخاری نے اپنی صحیح بخاری میں روایت کیا ہے۔

یہ عظیم حدیثِ پاک نومولود پر اس کے والدین کے اثر ورسوخ کی گہرائی اور اسے اس کے فطرت کے تقاضوں سے منحرف کر کے کفر اور فسق وفجور میں ڈال دینے کی حد بیان کر رہی ہے۔ اور یہ ان شروعات کا آغاز ہے۔

اور ان شروعات میں ایک بات یہ بھی ہے کہ جب ماں بے حجاب وحیا باختہ ہو، بکثرت گھر سے باہر گھومنے پھرنے والی ہو، اہلِ جاہلیت جیسی زینت کی نمائش کی یاد تازہ کرنے والی ہو، مردوں کے معاشرے وجھرمٹ میں براجمان ہوتی ہو، تو اس کی یہ عادت وخصلت اس کی لڑکی کے لئے انحراف وبرگشتگی، اچھی تربیت اور اس کے مضبوط تقاضے: حجاب وپاکدامنی اور شرم وحیا سے اسے کہیں دور ڈال دینے کی عملی تربیت شمار ہوگی جسے ''فطری تعلیم'' کا نام دیا جاتا ہے۔

اور اس سے یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ گھر کی خادمہ، ماما اور دائی کا بچوں پر کتنا گہرا سلبی وایجابی اثر پڑتا ہے۔ اس بنا پر علماء نے بچوں پر ان پرورش گاہوں کے ان کے اسلام، اخلاق اور استقامت پر انہی خطرات کے سبب یہ قرارداد پاس کی ہے کہ کافر یا فاسق کی کوئی حضانت یا پرورش درست نہیں۔

۲۔ خوابگاہوں میں اختلاط: عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ﴿**مُرُوْا أَوْلَادَكُمْ بِالصَّلَاةِ لِسَبْعٍ وَاضْرِبُوْهُمْ عَلَيْهَا لِعَشْرٍ، وَفَرِّقُوْا بَيْنَهُمْ فِيْ الْمَضَاجِعِ**﴾ ''اپنی اولاد کو

سات سال کی عمر میں نماز کا حکم دو، اور انہیں دس سال کی عمر میں نماز کے لئے مارو، اوران کے خوابگاہ الگ الگ کردو‘‘۔ اسے امام احمد اور ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

یہ حدیثِ پاک اندرونِ خانہ اختلاط کے آغاز سے ممانعت کے سلسلہ میں نص ہے۔ جب بچے دس سال کی عمر کو پہنچ جائیں، تو ان کے والدین واولیاء پر ان کے خوابگاہ الگ الگ اورلڑکا ولڑکا، یا لڑکی ولڑکی، یا لڑکا ولڑکی کے اختلاط سے منع کردینا واجب ہے، تاکہ بچپن ہی سے ان کے نفوس میں عفت وحیاداری کا بیج بویا جاسکے، اور شہوت کی تحریک کے خوف سے بچا جاسکے کہ جہاں اختلاط کا یہ آغاز پہنچادیتا ہے۔ اور جو چراگاہ کے آس پاس بکریاں چرائے، عین ممکن ہے کہ وہ چراگاہ میں داخل ہوجائے۔

ابراہیم حربی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ’’**أَوَّلُ فَسَادِ الصِّبْيَانِ بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ**‘‘ ’’بچوں کے فساد و بگاڑ کا پہلا بیج ایک دوسرے سے اختلاط سے پڑتا ہے‘‘۔ جیسا کہ علامہ ابن الجوزی رحمہ اللہ کی کتاب ’’**ذم الھویٰ**‘‘ میں ہے۔

۳۔نرسری اسکول میں اختلاط: یہ بیرونِ خانہ اختلاط کی شروعات کی اولین ابتدا ہے۔ جب خوابگاہوں میں لڑکوں کا اختلاط جبکہ وہ آپس میں بھائی ہیں، اندرونِ خانہ ہیں اور اپنے والدین کی نگرانی میں ہیں، شریعت نے اس اختلاط سے منع کیا ہے، تو بیرونِ خانہ اور وہ بھی والدین کی نگرانی ندارد، تو یہ کیسے جائز ہوسکتا ہے؟ اس لئے والدین کو اللہ کا خوف کھانا چاہئے کہ وہ اپنی اولاد کو ان مخلوط درسگاہوں اور تربیت گاہوں میں داخل کرے۔

۴۔ پھولوں کا گلدستہ پیش کرنا: یہ سفور وتبرج اور بے حیائی کی ابتدا ہے، جو عباءِ حیا اتار پھینکنے اور چادرِ غیرت کو تار تار کرنے کا آغاز ہے اور جو ایک معصوم بچی کے نفس میں بے حجابی کے آغاز کا بیج بوتا ہے۔ اور یہ اس کی ہم جنس وہم جولی لڑکیوں میں اسی طرح سرایت کرتی ہے جیسے آگ سوکھی پتیوں میں بھڑک اٹھتی ہے۔ اس لئے اللہ کے بندو! اپنی اولاد کے بارے میں اس سے خوف کھاؤ۔

۵۔ لباس میں تبرج کی ابتدا: سنِ تمیز والی چھوٹی بچیوں کو وہ کپڑے پہنانا جو بالغہ بچیوں کے لئے حرام ہیں، جائز نہیں ہے۔ مثلاً چست وتنگ لباس، یا باریک جسم جھلکنے والے کپڑے، یا وہ کپڑے جو پورے جسم کو نہ چھپائے جیسے چھوٹے کپڑے، یا جس میں تصویر ہو، یا صلیب کا نشان ہو، یا مردوں کے لباس کے مشابہ ہو، یا کافر عورتوں کے لباس کے مشابہ ہو وغیرہ عریانیت وفحاشی کے لباس، جس کے بارے میں تحقیق سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ یہ بدکار اور عزت وآبرو کا سودا کرنے والی عورتوں کے یہاں سے مسلمان عورتوں میں دَر آئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے ہم ستر پوشی اور حسنِ انجام کا سوال ودعا کرتے ہیں۔

۶۔ طالبات کے یونیفارم میں تبدیلی مردانہ پن کا آغاز ہے: تاریخ سے یہ بات پایہ ثبوت کی پہنچ چکی ہے کہ حجاب والے مدارس میں لباس کی تبدیلی، شرعی لباس کے خاتمہ کا آغاز اور تبرج کی طرف پیش قدمی کی مرحلہ وار ابتدا ہے۔ پہلے ایسے چھوٹے لباس کے ذریعہ جس سے پنڈلی کھلی رہ جائے، گرچہ موزوں سے چھپائے۔ پھر اسے بلا موزہ کھلی چھوڑ دیا جائے، پھر کافر عورتوں کی مشابہت میں گردن کا پٹہ

(ٹائی) لٹکایا جائے۔ اور یہی حال آستین کے ساتھ بھی ہو، یہانتک کہ شرعی لباس کے ضوابط پامال کردیئے جائیں، اختلاط کی کثرت ہوجائے اور کنٹرول مشکل پڑجائے اور خارجینِ دین کے لئے اپنا ہدف: سفور وتبرج تک پہنچنے کا موقع مل جائے۔ نیز ورزش کے بطورتمہید نسوانی جوتے تبدیل کر کے ورزشی جوتے پہنائے جائیں اوراس طرح تبدیلیوں کا سلسلہ دراز ہوتا چلا جائے۔ یہانتک کہ طالبات کو مرد بنا دینے اور کافرعورتوں کے بالکل مشابہ کردیئے جانے کا ہدف مکمل ہوجائے۔ جیسا کہ عملاً مصر کے مدارس البنات (گرلز اسکول) میں ہو چکا ہے۔ اس لئے:

﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ أمْرِهِ أنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ أوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ﴾ (النور:٦٣) ''جولوگ حکمِ رسول کی مخالفت کرتے ہیں، انہیں ڈرنا چاہئے کہ کہیں ان پر کوئی زبردست آفت نہ آپڑے، یا انہیں دردناک عذاب نہ پہنچے''۔

دسواں اصول

مومن عورتوں پر غیرت وحمیت واجب وفرض ہے

غیرت تحفظِ حجاب اور تبرج وسفور اور اختلاط کے دفاع کا ایک معنوی بند وقلعہ ہے، اور غیرت ہی وہ روحانی قوت ہے جو اللہ تعالیٰ نے بندہ کے اندر ودیعت کی ہے، جس سے بندہ اپنے محارم، مجد وشرف اور ہر مجرم ودغاباز سے عفت وعصمت کی حفاظت کرتا ہے۔ اور اسلام میں غیرت کو خُلقِ محمود اور جائز جہاد تسلیم کیا گیا ہے، نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ﴿إِنَّ اللّٰهَ يَغَارُ وَإِنَّ الْمُؤْمِنَ يَغَارُ وَإِنَّ غَيْرَةَ اللّٰهِ أَنْ يَأْتِيَ الْمُؤْمِنُ مَا حَرَّمَ عَلَيْهِ﴾ (متفق علیہ) ''اللہ تعالیٰ غیرت کھاتا ہے، اور مومن کو بھی غیرت ہوتی ہے۔ اور اللہ کی غیرت کو یہ بات دعوت دیتی ہے کہ مومن بندہ اس چیز کا ارتکاب کرے جو اس پر اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے''۔ نیز نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ﴿مَنْ قُتِلَ دُوْنَ أَهْلِهِ فَهُوَ شَهِيْدٌ﴾ ''جو آدمی اپنے اہل وعیال کی حفاظت میں مارا جائے وہ شہید ہے''۔ اسے امام ترمذی نے روایت کیا ہے۔ اور اس حدیث کے یہ الفاظ بھی آئے ہیں: ﴿مَنْ مَاتَ دُوْنَ عِرْضِهِ فَهُوَ شَهِيْدٌ﴾ ''جو شخص اپنی عزت وآبرو کے دفاع میں فوت ہو جائے وہ شہید ہے''۔

اور حجاب محارم کی پامالی وبے حرمتی پر غیرت کی نشو ونما کا بہت بڑا وسیلہ اور اس بلند اخلاق کے خانوادوں اور نسلوں میں توارث کا باعث ہے۔ یعنی عورتوں کی خود اپنی عزت وآبرو اور شرافت وکرامت پر غیرت، ان کے اولیاء کی ان پر غیرت اور مومنین کی اپنے محارم کی بے حرمتی یا آنچ پر غیرت، جس سے ان کی کرامت، عفت، طہارت

گر چہ اجنبی مرد کا ان کی طرف صرف ایک نظر دیکھنا ہی کیوں نہ ہو، مخدوش ہوتی ہے۔

اس بنا پر غیرت کی ضد ''دیوثیت'' ہے۔ اور غیور کی ضد ''دیوث'' ہے اور ''دیوث'' اس آدمی کو کہتے ہیں جو اپنے اہل وعیال میں فحاشی و بے حیائی اور برائی پر مطلع ہونے کے باوجود خاموشی اختیار کر لیتا ہے اور ان پر اس کی غیرت نہیں پھڑکتی۔

اس لئے شریعت مطہرہ نے ان تمام اسباب و ذرائع پر پابندی عائد کر دی ہے جو حجاب کی پامالی اور دیوثیت تک پہنچانے والے ہوں۔

اور قارئینِ کرام کی خدمت میں شیخ احمد شاکر رحمہ اللہ کا وہ نفیس بیان پیش ہے جو انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث کی شرح کے ضمن میں تحریر فرمایا ہے:

﴿مَا مِنَ امْرَأَةٍ تَطَيَّبَتْ لِلْمَسْجِدِ فَيَقْبَلُ اللّٰهُ لَهَا صَلاَةً حَتىٰ تَغْتَسِلَ مِنْهُ اغْتِسَالَهَا مِنَ الْجَنَابَةِ﴾ ''جو عورت خوشبو لگا کر مسجد جائے، اس کی نماز اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبول نہیں ہوتی، یہاںتک کہ وہ غسل جنابت جیسا غسل نہ کر لے''۔

اسے امام احمد نے روایت کیا ہے۔ شیخ موصوف اپنی مسند کی تحقیق (۱۵/ ۱۰۸ تا ۱۰۹) میں رقمطراز ہیں: ''اے مسلم مرد اور اے مسلمان عورت! تم رسول اللہ ﷺ کی اس عورت کے حق میں شدید وعید پر غور کرو جو خوشبو لگا کر اپنے رب کی عبادت کے لئے مسجد کا رخ کرتی ہے کہ اس کی نماز اس وقت تک قبول نہیں ہوتی جب تک وہ اس خوشبو کو غسل جنابت کی طرح اچھی طرح نہ دھو ڈالے اور اس کی خوشبو کا اثر مکمل طور پر زائل و ختم نہ ہو جائے۔

اس وعید کو دیکھو، اور پھر ان حرکتوں پر بھی نظر کرو جو ہمارے زمانہ کی فاجر

وبدکار اور حیا باختہ عورتیں کرتی ہیں اور اپنی جھوٹی نسبت اسلام کی طرف کرتی ہیں۔ وہ دراصل ان فساق وفجار کی اعانت کرتی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور اسلام کی بدیہیات کے خلاف جری ہو گئے ہیں، ان سب کا یہ ظنِ فاسد ہے کہ عورت کی بے حجابی اور اس کے لباس سے عاری باغیانہ روش وخروج اور بازاروں، لہو ولعب اور فسق وفجور کے اڈوں میں مردوں کے ساتھ اختلاط میں کوئی حرج نہیں ہے، بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ان کی جرأت کا حال یہ ہے کہ وہ سمجھتے ہیں کہ اسلام نے عورت پر ان ڈیلی گیشن اور مندوبین کے وفد میں شرکت کے لئے سفر کو حرام نہیں کیا ہے، جو ان کے یہاں ''سائنسی ڈیلی گیشن'' کے نام سے موسوم ہے۔ نیز وہ عورت کے کسی سیاسی منصب وعہدہ کی ذمہ داری سنبھالنے کو جائز قرار دیتے ہیں۔

ہاں! بلکہ بازاروں اور سڑکوں پر ان فاسق وفاجر عورتوں کے قبیح منظر کو بھی دیکھو کہ کس طرح وہ اپنے ستر وحیا کے اعضاء کو کھول رکھی ہیں، جنہیں چھپانے کا اللہ ورسول ﷺ نے حکم دیا ہے۔ تم ایک کو دیکھو گے کہ وہ اپنے سر کو پوری آرائش وزینت کے ساتھ بے حجاب کر رکھی ہے، اپنی پستان، سینہ، پیٹھ، بغل اور اس کے نیچے کے حصوں کو کھول رکھی ہے اور ایسے لباس زیب تن کر رکھی ہے جو کچھ بھی نہیں چھپاتے، بلکہ اس لباس کے سبب نیچے کے اعضاء مزید خوشنما اور خوبصورت ترین مظہر میں نظر آتے ہیں، مزید طرہ یہ کہ یہ ساری منکر حرکات ماہِ رمضان مبارک میں بھی کرتی ہیں، نہ وہ خود حیا کرتی ہیں اور نہ وہ مرد حیا کرتے ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے ان عورتوں کی نگرانی وحفاظت کی ذمہ داری ڈالی ہے، بلکہ وہ دیوث آدمی کے مثل ہو چکے ہیں۔ پھر

ان سب حرکات کے باوجود تم انہیں۔حضرات وخواتین۔کو مسلمان کہو گے؟''۔

میری عرض ہے کہ: اگر آپ حجاب اور اجنبی مردوں سے چہرہ کا پردہ کرنے کی فضیلت جاننے کے خواہاں ہیں تو حجاب والی عورتوں کے حال پر غور کریں کہ ان پر کیسی حیا واحتشام سایہ فگن ہے۔ وہ بازاروں میں مردوں کی مزاحمت سے کتنی دور اور برائیوں میں ملوث ہونے سے کتنی مضبوط حفاظت میں ہیں، کیا آپ ان کی طرف غلط نگاہوں سے دیکھنے کی جرأت کر سکتے ہیں؟۔ نیز ان کے اولیاء کے حال پر غور کریں کہ ان کے یہاں کیسی شرافتِ نفس اور محارم کے سلسلہ میں ان فضائل کی کیا حفاظت ونگرانی پائی جاتی ہے؟ اسے آپ بے حجاب اور تبرج شعار عورت کے حال سے موازنہ کریں جو مردوں کے سامنے اپنے چہرہ کی دعوت نظارہ دیتی رہتی ہے، اور اس سے اسی قدر فضائل ساقط ہو چکے ہیں جس قدر اس کے یہاں بے حیائی و بے حجابی پائی جاتی ہے۔آپ دیکھیں گے کہ ایک فاجر و بے حیا عورت دوسرے فاجر اجنبی شخص سے محوِ گفتگو ہے، کیا آپ کے خیال میں وہ دونوں آپس میں اس عقدِ نکاح سے زن وشوہر ہیں جس کا گواہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو بنایا گیا تھا؟ اور اگر اس عورت کا دیوث شوہر اسے اس حال میں دیکھ بھی لیتا ہے، تو اس کے نہ رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں اور نہ اس کی رگِ حمیت پھڑکتی ہے، کیونکہ اس کے اندر کی غیرت وحمیت دفن ہو چکی ہے۔اور ہم غیرت کی موت اور برے انجام سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔

یہ دیوث شوہر اس عربی بدو سے بھی کتنے پرلے درجہ کا ہے کہ اس بدو نے جب دیکھا کہ ایک آدمی اس کی بیوی کی طرف بری نظر سے دیکھ رہا ہے، تو اس نے محارم

پر غیرت کھا کر اس بیوی کو طلاق دے ڈالی۔ اور جب اسے اس بارے میں عتاب و ملامت کا نشانہ بنایا گیا، تو اس نے ایک پورا قصیدہ کہہ ڈالا جو تاریخ میں ''قصیدہ ہائیہ'' کے نام سے مشہور ہے۔ اس کے بعض اشعار قارئین کی ضیافتِ طبع کے لئے پیشِ خدمت ہیں:

وَأَتْرُکُ حُبَّهَا مِنْ غَیْرِ بُغْضٍ   وَذٰلِکَ لِکَثْرَةِ الشُّرَکَاءِ فِیْهِ

إِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ عَلیٰ طَعَامٍ   رَفَعْتُ یَدِیْ وَنَفْسِیْ تَشْتَهِیْهِ

وَتَجْتَنِبُ الأُسُوْدُ وُرُوْدَ مَاءٍ   إِذَا رَأَتِ الْکِلَابَ وَلَغْنَ فِیْهِ

''میں اس عورت کی محبت دل سے محو کر ڈالتا ہوں، کسی بغض و عداوت کے سبب نہیں، بلکہ اس بنا پر کہ اس میں بہت سارے لوگ شریک ہو گئے ہیں۔ جب مکھی کسی کھانے پر گر جاتی ہے، تو اپنے نفس کی اشتہا کے باوجود میں اس کھانے سے اپنا ہاتھ کھینچ لیتا ہوں۔ اور شریف سردار شیر اس گھاٹ سے پانی پینے سے پرہیز کرتا ہے جب وہ کتوں کو وہاں منہ ڈالتے ہوئے دیکھ لیتا ہے''۔

نیز یہ دیوث شوہر اس عرب عورت سے بھی گیا گزرا ہے جس کا دوپٹہ چہرہ سے گر گیا، تو اس نے اپنا دوپٹہ ایک ہاتھ سے اٹھایا اور دوسرے ہاتھ سے اجنبی مردوں سے اپنے چہرہ کا پردہ کیا۔ یہ منظر دیکھ کر شاعر کو کہنا پڑا:

سَقَطَ النَّصِیْفُ وَلَمْ تُرِدْ إِسْقَاطَهَا   فَتَنَاوَلَتْهُ وَاتَّقَتْنَا بِالْیَدِ

''اس کی اوڑھنی گر گئی، حالانکہ وہ گرانا نہیں چاہتی تھی۔ اس نے اپنے ایک ہاتھ سے تو اوڑھنی اٹھالی، مگر دوسرے ہاتھ سے ہم سے پردہ وحفاظت کی''۔

اور اس سب سے اعلیٰ وعمدہ ترین مثال شیخِ مدین کی ان دونوں بیٹیوں کی ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کیا ہے: ﴿فَجَاءَتْهُ إِحْدَاهُمَا تَمْشِيْ عَلَىٰ اسْتِحْيَاءٍ﴾ (القصص: ۲۵) ''اتنے میں ان دولڑکیوں میں سے ایک ان (موسیٰ علیہ السلام) کی طرف شرم وحیا سے چلتی ہوئی آئی''۔ اور امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے صحیح سند سے مروی ہے کہ انہوں نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا: ''وہ اپنے چہرہ پر کپڑا ڈال کر، شرم وحیا سے چلتی ہوئی آئی، گویا وہ زبان حال سے کہہ رہی تھی کہ وہ نہ بے باک وزبان درازلڑکی ہے اور نہ زیادہ گھر سے باہر سیاحت کرنے والی''۔ جیسا کہ ابن کثیر (۳/۳۸۴) میں ہے۔

نیز اس آیت میں ادب، عفت وپارسائی اور حیاداری کا وہ عجیب مرتبہ ومقام ہے جہاں شیخِ مدین کی لڑکی تحفظ وصیانت میں پہنچی ہوئی تھی، اس نے کہا: ﴿إِنَّ أَبِىْ يَدْعُوْكَ لِيَجْزِيَكَ أَجْرَ مَا سَقَيْتَ لَنَا﴾ ''کہنے لگی: میرے ابو آپ کو بلا رہے ہیں، تا کہ آپ نے ہمارے جانوروں کو جو پانی پلایا ہے، اس کی اجرت دیں''۔

لڑکی نے بلانے کی نسبت شکوک وبدگمانیوں سے بچنے کے لئے اپنی طرف نہیں کی، بلکہ اپنے باپ کی طرف کی۔ سبحان اللہ! کتنا پاکیزہ ادب ہے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

☆ ☆ ☆ ☆

دوسری فصل

رذائل کے داعیوں کی نقاب کشائی

ابو محمد عبد الحق اشبیلی رحمہ اللہ نے کہا:

لَایَخْدَعَنَّکَ عَنْ دِیْنِ الْھُدیٰ نَفَرٌ

لَمْ یُرْزَقُوْا فِیْ الْتِمَاسِ الْحَقِّ تَائِیْداً

عُمْيُ الْقُلُوْبِ عُرُوْا عَنْ کُلِّ قَائِدَةٍ

لِأَنَّھُمْ کَفَرُوْا بِاللّٰہِ تَقْلِیْداً

''تمہیں دینِ ہدایت سے کچھ لوگ دھوکہ میں نہ ڈال دیں، جنہیں تلاشِ حق میں تائیدِ ایزدی نصیب نہیں ہوئی۔

وہ دل کے اندھے اور ہر قسم کی قیادت سے عاری ہیں، کیونکہ دوسروں کی محض تقلید میں وہ اللہ تعالیٰ کا انکار کرتے ہیں''۔

(الحدیقة: لمحب الدین الخطیب)

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

دوسری فصل

عورتوں کو رذائل کی طرف بلانے والوں کی نقاب کشائی

اما بعد: یہ ہیں مسلمانوں کی خواتین کے لئے فضیلت کی باتیں اور یہ ہیں اس کے زریں اصول جن پر فضیلت کا قیام ودارومدار ہے اور ان پر جارحیت وحملہ سے ان کی حفاظت کرتے ہیں۔ البتہ بعض مریض دل لوگ اس سلسلہ میں اپنے اعلان شدہ نعروں کے ذریعہ اس سے خروج کرتے ہیں۔ معاذ اللہ! ہمارے کان ونگاہ کے سامنے سے منکرات کا اعلان ونعرہ بازی اور معروف پر ظلم اور اس پر قدغن کا مرحلہ گزرے اور ہمارے مصلحین میں سے کسی ایک کی طرف سے بھی اس ظلم وسرکشی کے خلاف کوئی موثر آواز نہ اٹھے، جو شہری ودیہاتی سب کے کانوں تک پہنچے، تاکہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا شعار قائم وبلند ہو، اور اسی شعار سے دین کا دفاع کیا جاتا ہے اور مسلمانوں کے ساتھ کھلواڑ کرنے والوں کے نعروں کے جھانسہ میں پڑنے سے نصیحت کی جاتی ہے اور اسی سے فضائل کا تحفظ اور رذائل کا توڑ اور احمقوں کا دست وگریبان پکڑا جاتا ہے۔ اور اس بات کا بھی علم ہونا چاہیئے کہ منکرات کا انتشار وپھیلاؤ، کبائر وصغائر پر سکوت وخاموشی اور صغائر کی بیجا تاویل سے ہوتا ہے۔ خصوصاً ہم اہلِ ریب وفتنہ میں سے چند گمنام ومجہول لوگوں کی بھیڑ دیکھ رہے ہیں جو مغرب کے غلام ہیں اور جن کو اللہ کے دین وشریعت کے ساتھ کھلواڑ کے ساتھ قلم اٹھانے کی وجہ سے بڑی شہرت دی جارہی ہے اور جو صحافت واِعلام اور ذرائعِ ابلاغ کے پردہ میں مغرور وسرمست چال چلے جارہے ہیں، وہ منکر سے بے انتہا

خوش ہوتے ہیں، ان کی زبان برائی کے ساتھ کھلتی ہے اور ان کی تحریر برائی کی تشہیر کے لئے ہوتی ہے۔ اور وہ سب ایک ہی معنیٰ ومقصد پر متحد ہیں اور وہ ہے: فطرت سے مزاحمت، شریعت سے جنگ اور مسلمانوں کی عورتوں پر دامنِ رذائل کی درازی اور ان کی فضائل سے عاری جیسی جنونی انتہا پسندی، ان کے بلادِ اسلامیہ میں فاجرانہ دعوت: ''آزادی نسواں'' ''مساوات مرد وزن'' کے ذریعہ تاکہ تبرج، اختلاط اور چہرہ کی حجاب کشائی جیسے جرائم کے ہدف تک پہنچا جائے، اور موثر اسباب اپنا کر ہر چہار جانب سے ان کے نامراد نعرے، تاکہ مسلمانوں کی ان عورتوں میں جو بچا کھچا حجاب و پردہ ہے، اسے بھی نوچ ڈالا جائے۔ جنہوں نے صرف اللہ تعالیٰ کے لئے جبیں سائی کی ہے اور محمد بن عبداللہ ﷺ کی قیادت کے آگے سرِ اطاعت خم کیا ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے اپنے لئے اور ان کے لئے بھی استقامت کی دعا کرتے ہیں اور اس کے سامنے ضلالت سے برأت کا اظہار کرتے ہیں اور اسی سے برے انجام سے پناہ طلب کرتے ہیں۔

اور یہ نشانے باز جو اپنی امت وقوم کے غدار و دغا باز ہیں، اپنے اہل وعیال اور اپنے ہم جنس لوگوں کے لئے بلکہ خود اپنے نفس کے لئے منحوس ہیں، ان کی جرأت بڑھ کر حد کو پار کر چکی ہے، ان کا مکر وفریب متنوع ہو گیا ہے، ایسے اقوال کے ساتھ جو ان کی زبانوں سے نکلتے ہیں اور جن کے ساتھ ان کے قلم حرکت میں آتے ہیں، کیونکہ وہ وسائلِ اعلام میں توڑ پھوڑ اور ہل چل مچا دینے کے شیدائی ہیں اور ذرائعِ رذائل کے بند و باڑھ کو سوراخ کر دینے کے درپے ہیں، فضائل کو حقارت سے

ٹھکرانے اور ان کی شان کو سبوتاژ کرنے اور فضائل واہلِ فضائل کا مذاق وتمسخر اڑانے میں بالکل جٹے ہوئے ہیں۔

ہاں! ان مغرب زدہ لوگوں نے تو عورت کی زندگی کے ہر گوشے پر خامہ فرسائی کی اور ہر میدانِ عمل میں غوطہ زنی کی، مگر عورت کی نسوانیت وامومت، فطرت وطبیعت اور اس کی فضیلت وشرافت کے تحفظ کے سلسلہ میں ایک حرف تک نہیں لکھا۔

عورت کے حقوق وآزادی، تمام معاملات میں مردوں کی مساوات کے لئے مگر مچھ کے آنسو بہانے، اس کی نصرت وتائید کے نام پر، ان نسل درنسل متوارث آفات ومصائب، دلخراش مجرمانہ لغویات، کاٹ کھانے والی سفلی باتوں سے اخبار وجرائد بھرے پڑے ہیں، تاکہ یہ بے مروت مغربیت زدہ لوگ اس مجرمانہ ہدف تک پہنچ جائیں کہ عورت کو تمام شعبہائے حیات میں اتار دیا جائے، دورِ اختلاط کا آغاز ہو جائے اور حجاب کو نوچ ڈالا جائے۔ بلکہ اس سے بھی آگے عورت خود برضا ورغبت اپنے چہرہ کی طرف ہاتھ بڑھائے اور چہرہ سے اپنی اوڑھنی، حجاب، نقاب اور اس کے ساتھ ساتھ اپنی ساری عزت وشرافت اور فضیلت نوچ ڈالے۔

جب چہرہ سے حجاب نوچ ڈالا جائے، تو اہلِ غیرت کی آنکھوں کی شکست وذلت، فضیلت کے سایہ کا تقلص، رذائل کا انتشار، دین کا اضمحلال، تبرج وسفور اور بے حیائی، زنا کار مرد وعورت کے مابین اباحیت اور عورت خود کو جس کے لئے چاہے، حوالہ کردے، جیسی گھناؤنی برائیوں کا انتشار وپھیلاؤ ہوتا ہے۔

امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ، اللہ تعالیٰ کے قول: ﴿وَاللّٰهُ يُرِيْدُ أَنْ يَتُوْبَ

﴿عَلَيْكُمْ وَيُرِيْدُ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الشَّهَوَاتِ أَنْ تَمِيْلُوْا مَيْلاً عَظِيْماً﴾ (النساء: ۲۷) ''اور اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تمہاری توبہ قبول کرے اور جو لوگ خواہشات کے پیرو کار ہیں وہ چاہتے ہیں کہ تم راہ راست سے بہت دور نکل جاؤ''، کی تفسیر میں رقمطراز ہیں: ''مجاہد نے کہا: ﴿الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الشَّهَوَاتِ﴾ سے مراد زنا کار لوگ ہیں، اور: ﴿أَنْ تَمِيْلُوْا مَيْلاً عَظِيْماً﴾ کا معنیٰ ہے کہ: ''اہلِ اسلام بھی زنا کرنے لگیں جیسے وہ لوگ زنا کرتے ہیں''۔ انہوں نے مزید فرمایا کہ یہ ہو بہو: ﴿وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ﴾ (القلم: ۹) ''وہ تو چاہتے ہیں کہ تم ذرا ڈھیلا ہو تو یہ بھی ڈھیلے پڑ جائیں''، کی شکل و ہیئت میں ہے''۔

اور اس قضیہ کا معاملہ عورت کے قضیہ سے بھی اوپر عالمِ اسلام کے فساد و بگاڑ کا قضیہ ہے، چنانچہ ایک مغرب پرست لیڈر اپنی غرض وغایت اور وسائل وذرائع کی تعبیر یوں بیان کرتا ہے: ''تمام میدانوں میں جو مغربی اثر ونفوذ ظاہر ہو رہا ہے اور اسلامی معاشرہ کو ایڑی کے بل پلٹ رہا ہے، یہ نمایاں طور پر اس سے بڑھ کر ظاہر نہیں ہوتا، جو عورت کی آزادی میں ظاہر ہو رہا ہے''۔ اور یہ گمراہ کن منصوبہ آج کی پیداوار نہیں ہے، بلکہ یہ ان لوگوں کا طریقہ کار رہا ہے جو اس سے پہلے متعدد اسلامی ملکوں میں فحاشی و برائی پھیلانے کا جال بن چکے ہیں، یہاں تک کہ۔ ہائے افسوس!۔ حال اس حقیقت تک پہنچ چکا ہے کہ زنا کاری عام ہو چکی ہے، فحش کاری کے اڈے اور طوائف خانے سرکاری لائسنس کے تحت کھل گئے ہیں اور ڈرامہ ہال کے اسٹیج فنون لطیفہ وردیئہ، ناچ گانوں اور شو پروگراموں سے سج گئے ہیں۔ اور حدود

اسلامیہ کے سقوط پر قوانین بنائے جا چکے ہیں اور اگر مرد وعورت دونوں کی اپنی رضامندی سے زنا کاری ہو تو کوئی حد وتعزیر نہیں، وغیرہ جیسے عزت وآبرو اور اخلاق وآداب کی ہلاکت وتباہی کے آثار ونتائج سامنے آچکے ہیں۔

اور اس مجرمانہ اباحیت سے بھرپور کڑوی حقیقت سے اختلاف وہی شخص کرسکتا ہے جس کے قلب سے اللہ تعالیٰ نے بصیرت کا نور سلب کرلیا ہے۔

تو کیا موجودہ دور کے زرخرید مغرب کے غلام یہ چاہتے ہیں کہ ہمارے یہاں بھی وہی صورتحال پیدا ہو جائے جو دوسرے ممالک میں ہو چکی ہے، یعنی تشویشناک حد تک اخلاقی گراوٹ اور گناہوں میں لت پت کڑوی حقیقت وصورتحال؟۔

فضائل پر اس کھلی جارحیت، رذائل کے اس مجرمانہ تعاون، اللہ کے حدود سے تجاوز اور اس کی شریعتِ مطہرہ کی حرمتوں کی پامالی کے آگے ہم مسلمان بھائیوں کو دشمنوں کے ارادوں سے آگاہ کرتے ہوئے یہ اعلان کر دینا مناسب سمجھتے ہیں کہ اس میدان میں کچھ زرخرید مغرب زدہ لوگ ہیں اور ان کے بعض سادہ لوح فاسق مزدور پیروکار، ہر نعرہ کے پیچھے بھاگنے والے، جو مومنین کی عورتوں سے فضیلت چھین لینے اور ان میں خباثت داخل کر دینے کے لئے اپنے تیروں میں سوفار لگاتے ہیں۔ اور ان کی ساری ریشہ دوانیوں کا خلاصہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں موجود ہے:

﴿وَاللّٰهُ يُرِيْدُ أنْ يَتُوْبَ عَلَيْكُمْ وَيُرِيْدُ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الشَّهَوَاتِ أنْ تَمِيْلُوْا مَيْلاً عَظِيْماً﴾ (النساء: ۲۷) ''اور اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تمہاری توبہ قبول کرے اور جو لوگ خواہشات کے پیروکار ہیں وہ چاہتے ہیں کہ تم راہ راست

سے بہت دور نکل جاؤ‘‘۔ اور علامہ ابن جریر طبری رحمہ اللہ (۸/۲۱۴ تا ۲۱۵) اس آیت کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

’’اس کا معنیٰ یہ ہے کہ جو لوگ اہلِ باطل، زنا کاری و اپنی بہنوں سے نکاح جیسے اللہ کے حرام کردہ کاموں کے طلب گار میں سے اپنے نفس کی خواہشات کے پیروکار ہیں، وہ چاہتے ہیں کہ تم حق سے اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں جن باتوں کی اجازت دی ہے، ان سے ہٹ جاؤ اور اس کی اطاعت سے معصیت کی طرف جھک جاؤ، اور تم اپنے نفس کی شہوات کے اتباع میں جو اللہ نے حرام کیا ہے اور اس کی نافرمانی میں ان کی طرح ہو جاؤ‘‘۔ اور یہی تفسیر اقرب الی الصواب ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے قول: ﴿وَيُرِيْدُ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الشَّهَوَاتِ﴾ کو عام رکھا ہے اور ان کی یہ صفت بیان کی ہے کہ وہ اپنے نفس کی بری خواہشات کی پیروی کرتے ہیں، اور ان کے اس وصف کو بلا کسی قید کے عام بیان کیا اور کسی بھی بری شہوت کے ساتھ خاص نہیں کیا۔ جب حقیقتِ حال یہ ہے تو آیت کا وہی معنیٰ ومفہوم اولیٰ ہوگا جس پر ظاہری آیت دلالت کرے، وہ باطنی معنیٰ نہیں جس پر کوئی اصل یا قیاس میں سے کوئی شاہد نہ ہو، اور جب یہ صورتحال ہے تو شہوات کی پیروی کرنے والوں میں یہود ونصاریٰ، زنا کار اور ہر باطل کا پیروکار سب اس میں داخل ہونگے۔ کیونکہ اس چیز کی پیروی کرنے والا جس سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے، حقیقت میں اپنے نفس کا پیروکار ہے۔ لہٰذا جب آیت کی یہی تفسیر اقرب واولیٰ ٹھہری، تو اس تفسیر ومعنیٰ کی صحت بھی ثابت وواجب ٹھہری جو اس کی تفسیر میں ہم نے اختیار کیا ہے‘‘۔

اور ان مجرمین نے اس سلسلہ میں زندگی کے تمام میدانوں میں گمراہ کن اور غضب آور لائحہ عمل پر خود کو گامزن کیا، خواہ بزبانِ حال یا بزبانِ مقال۔ چنانچہ زندگی کے عام میدانوں میں درج ذیل لائحہ عمل اپنایا گیا۔

۱۔ چہرہ سے نقاب کشائی اور چادر، اوڑھنی اور برقعہ وغیرہ سے گلوخلاصی کی دعوت: اور یہ بزبانِ حال پورے جسم سے حجاب اتار پھینکنے کی دعوت ہے، بلکہ یہ ہر قسم کے فتنہ سامان لباس کی دعوت ہے، خواہ وہ شکل وصورت میں فتنہ انگیز ہو، یا چھوٹے لباس کی زیب تنی سے عریانیت ہو، یا تنگ وچست لباس ہو کہ اعضاءِ جسم کے نشیب وفراز نمایاں ہو جائے، یا اتنا باریک لباس ہو کہ عورت کا جسم نیچے سے دکھائی دے، ساتھ ہی یہ لباس میں مردوں اور کافر عورتوں کی مشابہت کی دعوت ہے۔

۲۔ تمام شعبہائے حیات میں اختلاط کے ہتھیار سے گھروں میں اجنبی مردوں کے بدست عورتوں کے حجاب سے جنگ کی دعوت: اور اس میں:

۳۔ فروغِ زندگی اور ترقی کے تمام میدانوں میں عورتوں کو داخل کر دینے کی دعوت: اور یہ سڑکوں اور عام اجتماع گاہوں میں عورت کے بے پردہ وبے حجاب نکلنے کی دعوت ہے۔

۴۔ اجتماعوں، جمعیتوں، کمیٹیوں، کانفرنسوں، انجمنوں، محفلوں اور کلبوں میں عورت کے شرکت کی دعوت: اور اس میں عورت کے نرم وشیریں لہجہ میں گفتگو اور اجنبی مردوں سے مصافحہ کی دعوت ہے۔ نیز اسے گھر سے اجنبیوں کے سامنے اس ہیئت میں نکلنے کی دعوت ہے کہ جس سے فتنہ واشتعال پیدا ہو، مثلاً زرق برق لباس،

بے حیا چال ڈھال، لپ اسٹک و پاؤڈر اور خوشبو کا استعمال، ایسی چیزوں کا استعمال جس سے بڑی عمر کی عورت بالکل جوان دوشیزہ نظر آئے، اور اونچی ایڑی والے جوتے چپل کا استعمال اور اس جیسے دیگر فتنہ واشتعال انگیز اور جذبات بھڑکانے والے اسباب ووسائل کی دعوت۔

۵۔**نسوانی کلب کھولنے اوران کی شامِ غزل کی محفل سجانے کی دعوت**: جس میں عام آدمیوں کو شرکت کی دعوت ہو۔

۶۔**انٹرنیٹ کی مخلوط اورنسوانی قہوہ خانہ کھولنے کی دعوت۔**

۷۔**عورت کی کار، گاڑی اور دیگر آلات ڈرائیونگ کی دعوت۔**

۸۔**محارم کے سلسلہ میں تساہل برتنے کی دعوت**: اوراس میں بلامحرم عورت کے سفر کی دعوت، تعلیم کے لئے بلامحرم مشرق ومغرب کے سفر کی دعوت، نیز کانفرنسوں اور بزنس پارٹی کے لئے سفر کی دعوت شامل ہیں۔

۹۔**اجنبی مرد کے ساتھ خلوت کی دعوت**: اس میں خاطب کے منگیتر کے ساتھ خلوت اوراس سے مصافحہ داخل ہے جبکہ دونوں کے مابین عقدِ نکاح مکمل نہ ہوا ہو۔

۱۰۔**عورت کے کسی فن کی نمائش کی دعوت**: اوراس میں:

۱۱۔**عورت کے گلوکاری اور اداکاری کے رول کرنے کی دعوت** داخل ہے، اور یہ ملکہ حسن کے انتخاب میں شرکت کی دعوت ہی پر جا کر رک سکتی ہے۔

۱۲۔**عورتوں کے مغربی فیشن شو اور صنعتِ ڈیزائن شو میں شرکت کی دعوت۔**

۱۳۔**عورت کے لئے ورزش کا شعبہ کھولنے کی دعوت**۔ اوراس میں درج ذیل

باتیں داخل ہیں:

☆عورتوں کی فٹ بال ٹیم بنانے کا مطالبہ۔

☆عورتوں کے گھوڑ دوڑ میں شرکت کا مطالبہ۔

☆عورتوں کے سائکل یا موٹر سائکل ریس کا مطالبہ۔

۱۴۔عورتوں کے لئے سنٹروں اور کلبوں میں سوئمنگ پول کھولنا۔

۱۵۔عورت کے بال کے سلسلہ میں مختلف قسم کے مجرمانہ پروپیگنڈے، مثلاً ابرو کے بال نوچ کر اسے نوکدار بنانا، سر کے بال مردوں یا کافر عورتوں جیسی کٹنگ کرانا اور عورتوں کے لئے بیوٹی پارلر کھولنا۔

☆اور اعلام وصحافت اور ذرائعِ ابلاغ کے میدان میں:

۱۶۔اخبار وجرائد اور پرچوں ورسالوں میں عورت کی تصویر چھاپنا۔

۱۷۔ ٹیلی ویژن میں گانا گانے، اداکاری کرنے، ماڈلنگ کرنے اور اخبار نشر کرنے کے لئے عورت کا نمودار ہونا۔

۱۸۔ ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر براہ راست مکالماتی پروگرام پیش کرنا، جس میں مرد وعورت کے درمیان نرم وشیریں لہجہ میں گفتگو ہو۔

۱۹۔گھٹیا درجہ کے پرچوں اور رسالوں کی نشر واشاعت، جو عورتوں کی عریاں تصویر چھاپنے میں شہرت رکھتے ہوں۔

۲۰۔اعلان اور پروپیگنڈہ کے لئے عورتوں کا استعمال۔

۲۱۔ وسائلِ اعلام ریڈیو اور ٹی وی کے پروگرام اور اخبارات کے کالموں

کے توسط سے دونوں صنفوں کے مابین دوستی ویاری اور گانوں کے ہدایا کے تبادلہ کی دعوت۔

۲۲۔مردوں اوران کی بیویوں کے درمیان دائی اور گود لینے والی عورتوں کی تصویر مختلف وسائلِ اعلام میں لیڈروں اوروزیروں کی سطح پر چھاپنا۔

☆اور تعلیم کے میدان میں:

۲۳۔ابتدائی مرحلہ میں مخلوط تعلیم کی دعوت۔

۲۴۔عورتوں کے مردوں کو پڑھانے اوراس کے برعکس مردوں کے عورتوں کو پڑھانے کی دعوت۔

۲۵۔گرلز اسکول میں ورزش وریاضت داخل کرنے کی دعوت اورعورتوں کے لئے ''مدرسہ برائے فنون جمیلہ'' کھولنے کے مطالبہ کا یہی محرک ہے۔

☆عمل ووظیفہ کے میدان میں:

۲۶۔ بلااستثناء مردوں کے شانہ بشانہ زندگی کے تمام میدانوں میں عورت کے عمل ووظیفہ کی دعوت: اوراس میں:

۲۷۔تجارتی منڈیوں، ہوٹلوں، ہوائی جہازوں، وزارتوں، کامرس چیمبروں، کامرس کمپلکسوں، کمپنیوں اوراداروں میں عورت کے عمل ووظیفہ کی دعوت۔

۲۸۔سفروسیاحت، انجینیئر نگ اور پلاننگ شعبوں میں عورتوں کا آفس بنانے کی دعوت۔ اور پیشہ ورانہ صنعت مثلاً بجلی، دروازہ وکھڑکی فٹنگ وغیرہ کاموں میں عورت کے عمل ووظیفہ کی دعوت کا محرک یہی ہے۔

۲۹۔عورت کو سیلز نمائندہ (سیلز ریپریزنٹیٹو) بنانے کی دعوت۔ نیز فوج و پولس ڈپارٹمنٹ میں داخل کرنے کی دعوت اور اسے میدانِ سیاست میں پارلیمنٹ واسمبلی کی ممبری اور انتخابات میں حصہ لینے کی دعوت، نیز عورتوں کا کارخانہ کھولنے کی دعوت۔

۳۰۔عورتوں کو شرعی عدالت ومحکمہ میں وظیفہ دینے اور ان کے لئے ''قسم نسواں'' کھولنے کی دعوت۔ ...... اور .... اور .... مطالبات کا طویل سلسلہ، جس کی انتہا بھی ایسی چیز کے ساتھ ہو کہ جس کا مطالبہ ہرگز درست نہیں کہا جاسکتا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان مجرمین کے مکروفریب کو ناکام وباطل کردے اور مسلمانوں سے ان کے شر کو دفع کردے، اس کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں۔

تنقید کی اصلاح

عورت کے حق میں نامراد لوگوں کی دعوتوں کے یہ چند نمونے ہیں جن پر زرد صحافت نے بڑی بے حیائی کے ساتھ ۱۴۱۹ھ میں اپنی پوری توجہ مرکوز رکھی، جس کا خلاصہ آٹھ فائلوں میں آیا۔ اور جس کے ہر کٹنگ وتراشے پر اس اخبار وجریدہ کا نام، اس کا نمبر شمار اور اس کے مضمون وکالم نگار کے نام درج کئے گئے تھے۔ وہ کچھ مخلوط اور فتنہ غرب کے شکار لوگ ہیں۔ اور ان میں بعض نے تو اس جرم کے ساتھ دوسرا جرم حجاب وحجاب شعار عورت کے مذاق وتمسخر کا اضافہ کیا ہے اور بعض احکامِ شریعت کے حق میں نازیبا کلمات اور جارحانہ حملہ جیسا موقف اپنایا

ہے۔ ہم یقین رکھتے ہیں کہ ایسا لکھنے والا عظیم فتنہ میں گھِرا ہوا ہے جو کفر و نفاق اور فسق و معصیت کے مابین دائر ہے۔

اور یہ گھٹیا اذیت ناک ایشوز ماضی میں بھی تھوڑے تھوڑے وقفہ کے ساتھ اٹھائے جاتے رہے ہیں، اور علماء ان کے اپنے ٹھکانہ ہی میں ان کا قلع قمع کرتے رہے ہیں اور روئے زمین کے مختلف گوشوں سے ان کے قلم کاروں کے خلاف آوازیں اٹھتی رہی ہیں اور ان کے اثرات و نتائج کو شہابِ ثاقب سے مارتے رہے ہیں۔ لیکن دورِ حاضر کے مجرمین نے چند مہینوں میں پوری قوت و جرأت اور اثر اندازی کے اسلوب کے ساتھ ان رذائل اور فواحش سے پُر ٹوکرا انڈیل دیا ہے۔ اور ان کے خبیث مکر و فریب میں سے ایک حالات کی سنگینی و ناخوش گواری اور ازدحامِ مصائب و فتن کے وقت ان رذائل کے اگلنے کا وقتِ انتخاب ہے۔

ان دَر آئی اور در آمد کی گئی دعوتوں کے اندر ذات، موضوع اور ہیئت ہر اعتبار سے مختلف تضادات و تناقضات پائے جاتے ہیں۔

جب آپ ان کے قلم کاروں پر نظر ڈالیں گے، تو انہیں اسلامی ناموں کے حامل پائیں گے اور جب موضوع و مضمون اور اس کی ترتیب و تیاری پر نگاہ دوڑائیں گے، تو اسے اسلامی قلعہ کو مسمار کرنے کا پھاوڑا و تیشہ پائیں گے، جس کا اٹھانے والا مشہور مغرب زدہ ہی ہوسکتا ہے اور جس کے قلب میں فرنگیت اور خواہشات کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہیں۔ اور یہ سب پر عیاں ہے کہ قول و عمل دل کے ایمان و نفاق کا غماز اور اس کی بین دلیل ہوتی ہے۔ اور جب آپ جملوں کی ترکیب و ترتیب پر غور

کریں گے، تو درآمد و برآمد الفاظ، رکیک ترکیب، فحش اغلاط اور اخباری جملوں اور عبارتوں کا طومار پائیں گے جو اِدھر اُدھر سے قص ولصق (کٹ و پیسٹ) کے طرز پر جمع کر دیئے گئے ہیں۔ اور یہ ان عاجز و درماندہ لوگوں کا وطیرہ ہے جن کی صلاحیت ولیاقت اس قابل نہیں کہ ان کو قلم کار، کاتب اور رائٹر بنا سکے، جبکہ انہوں نے اس شخص کو زک پہنچائی ہے جس کا عربی زبان وادب اور ذوقِ بیان میں کافی حصہ رہا ہے۔

اور اسی طرز پر...... جو عربی زبان وادب سے ناواقف ہو، قرآن سے نابلد ہو اور سنت نبوی سے نا آشنا ہو، اس سے اسی قسم کی عجیب وغریب ہی شئی نکلے گی۔

البتہ ان سب کے باوجود ان پر تکبر وغرور کا وہ بھوت سوار ہے جو ان کے بعض کے اندر بعض کے پھونک مارنے سے جنم لیا ہے۔

کیا اس جیسے ناکام گروہ کے لئے یہ جائز ہے کہ اس کے لئے منبرِ صحافت نصب کیا جائے؟ اور وہ امت کی فکری رہنمائی کرے؟ یاد رکھیں! یقیناً اس وقت نفس کے اندر حزن وملال اور غم وافسوس کے لئے جگہ نہ ہوگی جب امت میں ایسے مولفین واہلِ قلم ہونگے اور ان جیسی تحریر ہونگی۔

واللہ! یہ نہایت شرم وعار کی بات ہے کہ اس دور میں اخلاقی رہنمائی اس جیسے مشہور گمراہ جماعت کے قلم سے ہو، جس نے جماعت المسلمین سے ٹکر لی ہے، ان کے طریقہ کو تیاگ دیا ہے اور حق کو ملیا میٹ کرنے اور خوہشاتِ نفس کی نصرت وتائید میں خود کو محصور ومشغول رکھا ہے۔ ان پر اللہ تعالیٰ کی اتنی لعنت ہو جس کے وہ مستحق ہیں۔ ان کا رب ان سے ضرور حساب لے گا۔ ہم انہیں اللہ کے غیظ وغضب اور غلبہ

وسطوت اور ناراضگی کا خوف دلاتے ہیں، کوئی بھی اس پر غالب نہیں آ سکتا۔ اور ہم ان پر اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تلاوت کرتے ہیں: ﴿وَاعْلَمُوْا أَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِيْ أَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوْهُ﴾ (البقرۃ: ۲۳۵) ''جان رکھو! اللہ تعالیٰ کو تمہارے دلوں کی باتوں کا بھی علم ہے، اس لئے تم اس سے خوف کھاتے رہا کرو''۔ نیز اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی یاددہانی کراتے ہیں: ﴿وَلاَ تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ أَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ، هٰذَا حَلاَلٌ وَهٰذَا حَرَامٌ لِتَفْتَرُوْا عَلىٰ اللّٰهِ الْكَذِبَ، إِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلىٰ اللّٰهِ الْكَذِبَ لاَيُفْلِحُوْنَ، مَتَاعٌ قَلِيْلٌ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ﴾ (النحل: ۱۱۶ تا ۱۱۷) ''کسی چیز کو اپنی زبان سے جھوٹ موٹ نہ کہہ دیا کرو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے کہ اللہ پر جھوٹ بہتان باندھ لو، سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ پر بہتان بازی کرنے والے کامیابی سے محروم رہتے ہیں، انہیں بہت معمولی فائدہ ملتا ہے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے''۔

اور اخبار کے کالموں میں لوگوں کے کانوں پر ان شور وغوغا اور ہنگامہ آرائی کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ ضرور ناراض وغضبناک ہوگا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آیا ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ﴿إِنَّ اللّٰهَ يُبْغِضُ كُلَّ جَعْظَرِيٍّ جَوَّاظٍ صَخَّابٍ بِالأَسْوَاقِ جِيْفَةٍ بِاللَّيْلِ حِمَارٍ بِالنَّهَارِ، عَالِمٍ بِأَمْرِ الدُّنْيا جَاهِلٍ بِأَمْرِ الآخِرَةِ﴾ ''اللہ تعالیٰ ہر مغرور ومتکبر اور بدزبان وبدطینت سے عداوت رکھتا ہے جو بازاروں میں شور وہنگامہ بپا کرتا ہے، رات میں جیسے مردار ہے اور دن میں گدھوں جیسی آواز لگاتا پھرتا ہے، دنیوی

معاملات کا تو علامہ بنا ہوا ہے مگر امورِ آخرت سے قطعی نابلد''۔ اسے امام ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

علامہ محدث شیخ احمد بن محمد شاکر متوفی ۱۳۷۷ھ رحمہ اللہ اپنی صحیح ابن حبان کی شرح (۱/۲۳۰) میں رقمطراز ہیں: ''نبی کریم ﷺ کا یہ بلیغ بیان جو اپنی تصویر کشی میں فصاحت و بلاغت کی چوٹی کی حد کو بھی پار کر گیا ہے۔ لوگوں کے بلکہ حیوانوں کے اس گروہ کے سلسلہ میں۔ استغفر اللہ۔ اسے آپ اپنے گرد و پیش کے بہت سارے لوگوں میں ہر دن پا جائیں گے، جو اپنی نسبت اسلام کے ساتھ جوڑتے ہیں، بلکہ اسے آپ امت اسلامیہ کے عظماء میں بھی پا جائیں گے۔ دنیوی عظماء میں، دینی عظماء میں نہیں۔ بلکہ اسے آپ ان کے اندر بھی پا جائیں گے جو خود کو ''علماء'' کے لقب سے موسوم کرتے ہیں، علم کے نام کو اس کے حقیقی معنیٰ جو کتاب وسنت میں معروف ہے، سے دنیوی، صنعتی اور اقتصادی علوم کی طرف پھیر دیتے ہیں۔ پھر وہ غرور و تکبر سے پُر ہو کر اپنے اسی علم سے دین پر حکم چلانے لگتے ہیں جو درحقیقت جہلِ محض ہے۔ ان کا زعمِ باطل ہے کہ وہ اسلام کو اہلِ اسلام سے بہتر اور زیادہ جانتے ہیں اور دین کے معروف کو منکر اور منکر کو معروف بنا دیتے ہیں۔ اور اس آدمی کا سختی کے ساتھ رد کرتے ہیں جو ان کی، یا امت اسلامیہ کی دین کی طرف صحیح رہنمائی کرتے ہیں۔ یہ بیانِ نبوی ان کے ہر مغرور اور متکبر پر بالکل چسپاں اور منطبق ہو رہا ہے۔ آپ اس حدیث پاک پر غور کریں، سمجھیں تو آپ انہیں اپنے سامنے ہر جگہ پا جائیں گے''۔

ان مجرمین کے لئے میں کوئی صحیح جگہ اس کے سوا نہیں پاتا کہ ان کو اسلامی اخلاق

وآداب کی تعلیم کے لئے درسگاہوں میں معلمین کے ڈنڈے کے نیچے اور نئی پود و نسل کو ادب سکھانے والے مودبین کے پاس بھیج دیا جائے۔

اللہ تعالیٰ شیخ احمد بن محمد شاکر پر رحم فرمائے کہ انہوں نے ان کو بالکل بے نقاب کر دیا۔ اور کنانہ مصر کے ان بدبختوں کے سلف کی حالت کو انہوں نے (تحقیق جامع ترمذی ۱/ ۷۱تا۷۲) کے مقدمہ میں دوبارہ بیان کیا: ''جو آدمی جاننے کا طلبگار رہے، اسے اس آدمی کے بارے میں معلوم ہونا چاہئے کہ جس کے دل و دماغ پر مشنریوں کا قبضہ ہے، وہ انہی کی آنکھوں سے دیکھتا ہے اور انہی کے کانوں سے سنتا ہے، انہی کی رہنمائی سے ہدایت لیتا ہے اور انہی کی جلائی ہوئی آگ کی روشنی سے دیکھتا ہے، جسے وہ غلطی سے نور سمجھ رکھا ہے۔ اس پر مزید طرہ یہ کہ اس کے والدین نے اس کا مسلمان نام رکھا ہے، پیدائش اور اعداد و شمار کے رجسٹر میں اس کا نام مسلمان کے خانہ میں درج ہے۔ اس لئے وہ اس اسلام کے دفاع سے کم پر راضی ہی نہیں ہوتا جو اسے صرف قومیت کے نام پر پلا دیا گیا ہے، وہ بطورِ دین اس کا معتقد نہیں۔ چنانچہ آپ اسے دیکھیں گے کہ وہ قرآن کریم کی تفسیر کرتا ہے، صرف اس لئے تاکہ وہ اسے اپنے گرو وبابا سے سیکھے ہوئے تعلیمات کے تابع بنادے۔ اور احادیث میں وہ اس حدیث پر راضی ہی نہیں ہوتا، جو ان کے اصول وافکار سے متصادم ہو۔ وہ خوف کھاتا ہے کہ کہیں اسلام پر ان کی حجت قائم نہ ہو جائے، کیونکہ وہ اسلام کی کسی بھی بات کا کچھ بھی فہم نہیں رکھتا۔

یا اس آدمی کو جان جانا چاہئے جو اپنے پیشروؤں کے مثل ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ اس نے اپنے آپ کو آرام پسند بنایا ہوا ہے۔ اس لئے اس نے ہر اس دین وعقیدہ کو گلے لگا لیا جو مغرب نے اس کے دل پر پھونک دیا۔ پھر وہ انکار کرتا ہے کہ اسلام کو بطورِ دین

مانے یا جانے۔ مگر صرف بعض حالات میں اور وہ بھی صرف مسلمانوں جیسا نام رکھنے، نکاح، میراث اور دفن اموات کے بعض معاملات میں بس۔

یا اس مسلمان کو جاننا چاہئے جس کی تعلیم اسلامی مدارس میں ہوئی، اس نے علوم وفنون کو بہت زیادہ سیکھا، مگر اپنے دین کو بہت تھوڑا پایا کہئے صرف اس کے چھلکا کو جانا۔ پھر فرنگی تمدن اور ان کے علوم وفنون نے اسے فریب میں ڈالا، اس نے سمجھا کہ فرنگی قوم تمدن کے عروج وکمال اور علوم ونظریات کے یقینی درجہ کو پہنچ چکی ہے۔ پھر غرور ونخوت نے اسے راہِ مستقیم سے دور کر دیا اور وہ اپنے بارے میں یہ سمجھ بیٹھا کہ وہ اسلام کی زیادہ معرفت رکھتا ہے اور اسے علماء وحفاظ اور مخلصینِ اسلام سے زیادہ بہتر جانتا ہے۔ چنانچہ وہ دین میں دائیں بائیں ہاتھ پیر مارنا شروع کرتا ہے، اس آس میں کہ وہ علماءِ دین کے جمود سے نجات پا جائیں گے اور حاملینِ اسلام کے اوہام کے بھول بھلیوں سے آزاد ہو جائیں گے۔

یا اس شخص کو جاننا چاہئے جس نے اپنے دل کے اندرونی کینہ وبغض کو باہر انڈیل دیا اور اس دین کے حق میں اپنے الحاد وعداوت کو ظاہر کر دیا۔ جس کے بارے میں کسی شاعر نے کیا خوب کہا تھا: ''**كَفَرُوْا بِاللّٰهِ تَقْلِيْداً**'' ''وہ محض تقلید میں اللہ تعالیٰ کا انکار کرتا ہے، بس''۔ یا اس آدمی کو پہچاننا چاہئے جو ان لوگوں میں سے ایک ہے جن سے موجودہ دور کی مصری قوم فتنہ میں مبتلا ہو گئی ہے اور جن کا لقب ہمارے برادر نابغہ عصر ادیب کامل کیلانی نے ''مجدد دینات'' (۱) دیا ہے۔ اور اس کو............ اور اس شخص کو............''۔

(۱) واللہ! انہوں نے یہ عجیب وغریب لقب دیا ہے، جب ان سے کسی نے اس کی وجہ تسمیہ دریافت کی تو انہوں نے اس سے بھی تعجب خیز اور بلیغ جواب دیا، فرمایا: ''یہ جمع مخنث سالم ہے''۔ یہ سن کر سائل نے قسم کھا کر کہا: یقیناً آج کے دور میں عربی زبان ولغت کو اس جمع کی سخت احتیاج وضرورت ہے۔

اور یہ منحرف مطالبات ''عورت کی آزادی'' کے نام پر کیے جاتے ہیں، جو دو نظریات کے مابین دائر ہے: ایک ''عورت کی آزادی'' اور دوسرا ''مساواتِ مردوزن''۔ اور یہ دونوں مغربی نظریات ہیں اور عقلاً وشرعاً باطلِ محض ہیں۔ مسلمانوں کا ان کے ساتھ کوئی عہد وزمانہ نہیں رہا ہے۔ (اور مسلمان اپنے تمام ادوار میں ان سے قطعی طور پر ناواقف ہیں) اور یہ دونوں نظریات ناکام ونامراد لوگوں کی راہ پر گامزن کرنے والے ہیں، جنہوں نے اس سے پہلے عالمِ اسلام کے دیگر ممالک میں بغاوت کا علَم بلند کیا ہوا ہے۔ اوران دونوں نظریات کے پسِ پردہ مومن عورتوں کے دین میں فتنہ اوران کے درمیان فحاشی کی اشاعت کی کوشش کی کہ انہوں نے مومنین کے طریقہ کے برخلاف ان منحرف مطالبات کی آواز بلند کی۔ پھرابتدائی نقطہ: چہرہ سے حجاب اتار پھینکنے کی صراحت کی، پھر حجاب نوچ ڈالنے کے عملی نفاذ میں سرگرم حصہ لیا اور حجاب وچادر کو نہ صرف قدموں سے روندڈالا، بلکہ اسے نذرِ آتش کردیا۔ اور انہی مجرمانہ حرکتوں کے بعد عصرِ حاضر کے بعض جمہوریات جیسے ترکی، تونس، ایران، افغانستان، البانیہ، صومالیہ اور الجزائر میں چہرہ کے حجاب پر پابندی اور حجاب شعار عورت کے مجرم گردانے جانے والے قوانین بنائے گئے، یہی نہیں بلکہ بعض ملکوں میں حجاب والی عورتوں کو قید کرنے اور مالی جرمانہ ادا کرنے کی سزا تک دی گئی۔

اس طرح قانون کے ڈنڈے سے لوگوں کو رذائل اور مغرب پرستی کی طرف دھکیلا جارہا ہے، یہانتک کہ عالِم اسلام میں مسلمان عورتوں کی اکثریت کا حال اس حد تک جاچکا ہے کہ وہ سفور وتبرج، بے حیائی واباحیت، زناکاری اور سرکاری

لائسنس کے تحت قحبہ خانہ کھولنے میں کافر مغرب سے بھی آگے نکل گئے، اور یہاں تک کہ ۔اباحیت سے بھی اوپر۔ طوائفوں کے لئے ایک سرکاری قانون زناکار مردوعورت کے بیمہ کے لئے بنایا گیا۔ پھر تعزیر وحدود کا سقوط، زناکاری کا عام انتشار، کم سنی ہی میں عورت کے پردۂ بکارت کا فقدان اس پر مستزاد ہے۔ بلکہ محرم رشتہ دار سے زناکاری، عورت کی دوسری عورت سے شادی اور رِحم عورت کو اجرت وکرایہ پر دینے تک معاملہ جا پہنچا ہے۔

اور اس کے بعد ہی منعِ حمل کے وسائل کا صَرف اور میدانِ صحافت وذرائعِ ابلاغ میں اس کے لئے منظّم پروپیگنڈہ تیز تر کردیا گیا، ساتھ ہی تحفظ کا اولین وسیلہ کہ منعِ حمل کی دوائیں شوہر والی عورت کو اور وہ بھی شوہر کی اجازت سے طبی ضرورت کے تحت، بغیر ڈاکٹر کے نسخہ کے نہ دی جائیں، ختم کردیا گیا۔ اور عورتوں کے درمیان جرائم کی شرح تشویشناک حد تک بڑھ گئی اور ان کی صفوں میں عورتوں کی معنویت کی پامالی کے سبب خودکشی کے متعدد حالات پیدا ہوگئے۔

اسی طرح اس کے نتیجہ میں تحدیدِنسل (ضبطِ ولادت)، تعددِ زوجات پر پابندی، ناجائز سڑکوں، کچرے کے ڈبوں میں پڑے بچوں کو بیٹا بنالینا، عورتوں سے دوستی ویاری لگانا شروع ہوگئے، یہاں تک کہ یہ ملعون صورت بھی آگئی کہ جس آدمی کے ساتھ کوئی عورت پائی جائے اور وہ یہ دعویٰ کرے کہ یہ عورت اس کی دوست ویار ہے، تو اسے چھوڑ دیا جاتا ہے، اور اگر یہ اقرار کرے کہ یہ اس کی دوسری بیوی ہے، تو اس کے حق میں یہ ملعون قانون نافذ کردیا جاتا ہے کہ وہ اس کی قانونی بیوی ہوگئی۔

یہ عجیب منطق ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو نکاح ونسل مشروع کیا ہے، قانون میں تو اس کی تحدید اور اس پر پابندی لگادی جائے اور جو عورتوں سے ناجائز یاری گانٹھنے اور سڑکوں پر گرے پڑے بچوں کو متبنیٰ بنالینے کو حرام قرار دیا ہے، وہ قانونی طور پر بالکل درست و جائز قرار پاجائے؟؟

کہاں مرگئے یا کھوگئے وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان پر عمل کرے؟:

﴿وَلاتَأخُذْكُمْ بِهِمَا رَأفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ﴾ (النور:۲) ''ان پر شریعت کی حد جاری کرتے ہوئے تمہیں ہرگز ترس نہ کھانا چاہئے''۔

اس اباحیت کی کھلی چھوٹ کے نتیجہ میں بڑی عمر کی بے نکاح عورتوں اور معمولی اسباب کی بنا پر طلاق یافتہ عورتوں کی تعداد کافی بڑھ گئی، اور جائز نومولود بچوں کی شرح کم ہوگئی، کیونکہ ان کے خیال کے مطابق بچہ پیدا کرنے میں ماں کے گھر سے باہر والا کام انتہائی حد تک متاثر ہوتا ہے۔ اور سڑکوں، کباڑ خانوں اور کوڑا دانوں میں پھینکے گئے ناجائز نومولود بچوں کی تعداد زیادہ ہوگئی، نیز ایسے لاعلاج امراض خبیثہ پھیل گئے کہ جس کے علاج سے ماہر ترین ڈاکٹر بھی عاجز ہیں۔

چنانچہ ان لوگوں نے۔ اللہ تعالیٰ ان کا ضرور محاسبہ کرے گا۔ مسلمانوں کی جماعت کو مغرب کا پجاری بنادیا، اور ان کو ان کے دین اور عزت وآبرو میں خونین زخموں کے ذریعہ خون آلود کردیا، اور اپنی ہی ملت کی کافروں کے سامنے جگ ہنسائی کی، ان کی زندگی کو گناہوں سے آلودہ کردیا اور ان کو دین سے دور کردیا اور ان کے دینِ حق پر خود قابض بن بیٹھے۔ انہوں نے یہود ونصاریٰ جیسے کافروں اور ملحد

کمیونسٹوں کی خدمت کی اور دو دار، دارالاسلام و دارالکفر ایک ساتھ اس گھناؤنی اورخبیث حیوانیت پر مل گئے، حد یہ کہ ایک مسلمان کے لئے ان دو داروں کے درمیان فرق کرنا مشکل ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

قارئینِ کرام! اب ان منحرف مطالبات کا تنقیدی جائزہ پیشِ خدمت ہے۔ ہماری گفتگو دو امور پر مرکوز ہوگی:

پہلا امر: ان دونوں نظریات: ''عورت کی آزادی'' اور ''مساوات مردوزن'' کی تاریخ اور عالمِ اسلام میں ان کی تباہ کاری کے آثار ونتائج کے سلسلہ میں ہے۔

یہ امر معلوم ہونا چاہئے کہ عورت کی آزادی کا نعرہ ان دونظریات: ''عورت کی آزادی'' اور ''مساواتِ مردوزن'' کے زیر سایہ مسیحی یورپ کی سرزمین فرانس میں بلند کیا گیا، جس کے خیال میں عورت گناہوں کا سرچشمہ اور برائیوں اورفسق وفجور کی جڑ وبنیاد تھی۔ عورت ایک ناپاک جنس تھی، جس سے اجتناب ضروری تھا۔ عورت نیک اعمال کو تباہ وبرباد کر کے چھوڑتی ہے، گرچہ وہ ماں یا بہن جیسے پاکیزہ رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو۔

اس طرح مسیحی راہبوں نے یورپ میں عورت کے سلسلہ میں اس معاندانہ موقف کی خوب اشاعت کی، جبکہ وہ خود۔ نصرانی رہبان۔ جسم وروح کی گندگی وغلاظت کے اڈہ اوراخلاقی جرائم کے مرکز تھے۔ بچوں کے اغوا کرنے والے جرائم پیشہ گروپ تھے، تاکہ کلیسا میں ان کی ذہنی تربیت کر کے حاسد وحاقد پادری بنا کر

فارغ کریں اور رہبان وبشب کی تعداد میں غیر معمولی اضافہ ہو جائے۔ اور عملاً انہوں نے عوام وحکومت کی نظروں میں ایک خطرناک جماعت کی شکل اختیار کرلی۔

راہبوں اور کاہنوں کے اس غلو پسند اور خشک موقف وکردار سے عوام سخت دباؤ وکشیدگی اور بے چینی میں مبتلا ہوگئے، یہاںتک کے ان کے ردِعمل کے نتیجہ میں مذکورہ بالا دونوں نظریات عالمِ وجود میں آئے۔عورت کی آزادی کا نعرہ: ''عورت کی آزادی'' اور مساواتِ مردوزن'' کے نام پر، جن کا شعار ہی ہراس چیز کا رفض وانکار تھا جس کا ادنیٰ ساعلاقہ بھی کلیسا یا کلیسائی دین کے حاملین سے تھا۔ ردِعمل میں شدت آتی گئی، یہاںتک کہ یہ نعرہ بھی لگنا شروع ہوگیا: ''مذہب وسائنس متحد نہیں ہوسکتے'' اور ''عقل ومذہب میں شدید تضاد وتناقض ہے''۔مبالغہ آمیز نعروں میں انتہائی شدت پیدا کی گئی، تاکہ اباحیت، ہرقسم کی قیدو پابندی، یا فطری ضابطہ اخلاق وقانون، یا دینی اصول جو آزادی کو مَس کرے، سے نکل کر بے قید کھلی حریت وآزادی حاصل کی جاسکے۔ یہاںتک کہ یہ نعرہ عورت کی آزادی کی حد کو پار کرکے دونوں صنفوں کے مابین دینی ومعاشرتی فرق وتفاوت کو روند کر مردوزن کے مساوات کے نعرہ تک جا پہنچا۔ اب ہر مرد وعورت آزاد ہے، اپنی مرضی سے جو چاہے کرے، اور جو چاہے ترک کرے، نہ اس پر دین کی کوئی بالادستی ہے، نہ ادب واخلاق کی پابندی اور نہ ہی کسی کے اختیار، حاکمیت اور قوامیت کا جوا۔ یہاںتک کہ یورپ اوراس کے پیچھے پیچھے امریکہ جیسے کافر ملک اس اباحیت، فحاشی وبے حیائی اور ناموسِ حیات میں عدم توازن تک جا پہنچے اور پوری دنیا اور انسانیت کے لئے ایک

اخلاقی طاعون و وبا کے سرچشمہ و مرکز بن گئے۔

کافر مغربی ملکوں کی پیداوار مذکورہ دونوں نظریات کے زیر سایہ اس الحادی مفہوم کے ساتھ عورت کی آزادی کے یہ منحرف مطالبات ہی وہ متعدی امراض ہیں جن کے جراثیم مغرب زدہ لوگوں نے عالمِ اسلام میں منتقل کر دیئے ہیں۔ چنانچہ اس منحوس آغاز کی تاریخ کیا ہے جس نے عالمِ اسلام کے بڑے حصوں کے مسلمان جماعت کو جو اپنی عورتوں کو حجاب کراتی تھی، ان کی مکمل حفاظت و نگرانی کرتی تھی اور ان کے امور ضروریہ کی ساری ذمہ داری سنبھالتی تھی اور عورتیں خود ان فرائض کی پوری پابندی کرتی تھیں جو اللہ تعالیٰ نے ان پر واجب کیا تھا، سے برگشتہ و منحرف کر کے تبرج وسفور، بے حیائی و بے حجابی اور اباحیت کی اس ناگفتہ بہ حالت تک پہنچا دیا۔

ایک سے زائد مرتبہ یہ بات بیان کی جا چکی ہے کہ مسلمانوں کی عورتیں باحجاب و باپردہ تھیں، بے حجاب و جسم و زیور کو عریاں وکھلا رکھنے والی نہ تھیں۔ اور نبی کریم ﷺ کے درخشاں دور سے لے کر چودھویں صدی کے نصف اول تک یہی صورتحال قائم و برقرار تھی۔

اور چودھویں صدی کے نصف اول کے اخیر میں اسلامی خلافت وحکومت کے سقوط اور اس کے مختلف چھوٹی چھوٹی مملکتوں میں تقسیم ہونے کی چوٹی پر سے کافر مغربی استعمار مسلمانوں کے ملکوں میں دَر آیا اور وہ مسلمانوں کے چہروں پر شکوک وشبہات کے ہتھیار اور عوام کو اسلامی رنگ سے بیزار کر کے کفر و بداخلاقی کے رنگ میں تبدیل کرنے کے عمل سے ضرب کاری لگانے لگا۔

اور امتِ اسلامیہ کی ضرب کاری کی اولین چنگاری جو جلائی گئی، وہ عورتوں کے چہرہ کی بے حجابی و بے نقابی ہے جو مصر کے سرزمینِ کنانہ سے شروع ہوئی جبکہ حاکمِ مصر محمد علی پاشا نے اعلیٰ تعلیم کے لئے کچھ ڈیلی گیشن فرانس بھیجے اور اس ڈیلی گیشن کا سربراہ رفاعہ رافع طہطاوی (متوفی ۱۲۹۰ھ) تھا۔ واپس مصر لوٹ آنے کے بعد اسی نے عورت کی آزادی کی دعوت کا پہلا بیج بویا۔ پھر اس کی متعدد مغربیت زدہ مفتون اور نصرانی کافروں نے پیروی کی۔ ان میں:

۱۔ صلیب کا پجاری نصرانی مرقس فہمی (متوفی ۱۳۷۴ھ) تھا۔ جس نے اپنی کتاب **"المرأة فی الشرق"** (مشرقی عورت) کا مرکزی ہدف حجاب کشائی اور اختلاط کا جواز بنایا۔

۲۔ احمد لطفی السید (متوفی ۱۳۸۲ھ) تھا۔ یہی پہلا شخص ہے جس نے مصر کی یونیورسٹیوں میں عورتوں کو لڑکوں کے ساتھ مخلوط اور ان کو بے نقاب وحجاب داخل کر دیا اور یہ مصر کی تاریخ میں پہلی بار ہوا۔ اس کی پرزور حمایت وتائید مغرب کا غلام ریکٹر طہٰ حسین (متوفی ۱۳۹۳ھ) کر رہا تھا۔

اور اس فتنہ انگیزی کا بڑا حصہ جس نے اپنے ذمہ لیا، وہ بے حجابی کا پرجوش داعی قاسم امین (متوفی ۱۳۲۶ھ) تھا، جس نے **"تحریر المرأة"** (عورت کی آزادی) کے نام سے ایک کتاب لکھی، جس کی علماء کرام کی طرف سے شدید مخالفت ہوئی اور مصر، شام اور عراق کے بعض علماء نے تو اس کے مرتد ہونے کا فتویٰ تک جاری کیا۔ پھر جب کچھ حالات سازگار ہوئے، تو اس نے **"المرأة الجدیدة "**

(جدید عورت) نام کی کتاب لکھی۔ جس کا اصل ہدف مسلمان عورت کو یورپین عورت میں تبدیل کرنا تھا۔

اور قصر شاہی سے اس فکر ونظر کی جس نے بھرپور حمایت وتائید کی وہ ملکہ نازلی عبدالرحیم صبری تھی، جس نے بعد میں اسلام سے مرتد ہو کر نصرانیت قبول کر لی تھی۔

پھر قاسم امین کے افکار ونظریات کو عملاً نافذ کرنے والا بے حجابی کا داعی سعد زغلول (متوفی ۱۳۴۶ھ) اور اس کا حقیقی بھائی احمد فتحی زغلول (متوفی ۱۳۳۲ھ) تھا۔

پھر قاہرہ میں عورت کی آزادی کے لئے ۱۳۳۷ھ کو عورتوں کی سطح پر ایک تحریک ہدیٰ شعراوی (متوفیہ ۱۳۶۷ھ) کی سرکردگی میں چلائی گئی، اور عورتوں کا پہلا اجتماع مصر کے کلیسا مرقص میں ۱۳۳۸ھ کو منعقد ہوا۔ اور ہدیٰ شعراوی ہی پہلی مصری مسلمان خاتون تھی جس نے حجاب کو اپنے چہرہ سے نوچ ڈالا۔ ہم ایسی بدبختی سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتے ہیں۔ اور اس دل خراش واقعہ کی کہانی کچھ ایسی ہے کہ جس سے دل حزن وملال سے چور اور حسرت ویاس سے پاش پاش ہو جاتا ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ سعد زغلول جب برطانیہ سے اسلام کو بگاڑنے والے پورے ساز وسامان وہتھیار سے لیس مصر واپس آنے لگا تو اس کے استقبال کے لئے دو شامیانے نصب کئے گئے۔ ایک مردوں کا شامیانہ، دوسرا عورتوں کا۔ جب وہ ہوائی جہاز سے اترا، تو سیدھے باحجاب عورتوں کے شامیانے کی طرف بڑھا اور ہدیٰ شعراوی نے اپنے حجاب کے ساتھ اس کا خیر مقدم کیا، تاکہ سعد زغلول اپنے ہاتھ سے اس کے حجاب کشائی کا افتتاح کرے۔ اس نے اپنا ہاتھ بڑھایا۔ اے کاش!

اس کا ہاتھ شل ہوجاتا۔ اور ہدیٰ کے چہرہ سے حجاب کشائی کا افتتاح کیا، سب عورتوں نے تالیاں بجائیں اور اپنا اپنا حجاب اتار پھینکا۔

دوسرا غمناک دن: سعد زغلول کی اہلیہ صفیہ بنت مصطفیٰ فہمی جس نے یورپین طریقہ کے مطابق جو اپنی بیوی کی نسبت شوہر کی طرف کرتے ہیں، شادی کے بعد اس کا نام صفیہ ہانم سعد زغلول رکھا تھا۔ یہی صفیہ قاہرہ میں قصرِ نیل کے سامنے عورتوں کے مظاہرہ میں بالکل وسط میں تھی۔ اس نے حجاب اتار پھینکنے کی قیادت کی اور اس کی تقلید میں تمام عورتوں نے اپنے اپنے حجاب اپنے چہروں سے نوچ ڈالے، پھر اپنے قدموں سے روندڈالے اور پھر اس میں آگ لگادی۔ اب اس میدان کا نام ''آزادی کا میدان'' رکھ دیا گیا ہے۔

اسی طرح کنانہ مصر کے اشقیاء نے اس بدبختانہ عمل کی پیروی کی، جن میں احسان عبدالقدوس، مصطفیٰ امین، نجیب محفوظ، طٰہٰ حسین، اور نصرانیوں میں شبلی شمیل اور فرح انطون شامل ہیں۔ ہم بدبختی اور اہل بدبخت سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتے ہیں۔ اور اسلام و مسلمانوں کے خلاف ان کے اس مکروچال کی نصرت وتائید صحافت کررہی ہے، کیونکہ اس فتنہ کی اشاعت کا اولین ذریعہ یہی صحافت ہے۔ یہاں تک کہ ۱۳۱۸ھ کو ''**مجلة السفور**'' (مجلّہ بے حجابی) کے نام سے ایک پرچہ جاری کیا گیا۔ اور بے حیاوبے ضمیر قلم کاروں نے اپنے ان مقالات کے ساتھ اس کی طرف دوڑ لگادی جو ان باتوں کے مطالبات پر مبنی تھے جو بے حجابی اور فتنہ وفساد اور بگاڑ کی مؤید ومعاون اور درج ذیل وسائلِ فتنہ وفساد کے ساتھ فضائل واخلاقی اقدار پر

راہزن اور حملہ آور ہیں:

خواتین کی عریاں تصویر چھاپنا، دورانِ گفتگو مرد وعورت کے درمیان آمنا سامنا کرانا، نئی درآمد اصطلاح ''عورت مرد کی شریک کار ہے'' پر توجہ مرکوز کرانا، یعنی دونوں صنفوں کے درمیان مساوات کی دعوت، عورت پر مرد کی قوامیت وحاکمیت کو حماقت باور کرانا، عریاں لباسوں اور بیوٹی پارلروں، عورتوں کے مخلوط سوئمنگ پول، تفریحی کلب اور قہوہ خانوں اور جدید فیشن و ماڈل کی اشاعت کے ذریعہ، اور عزت وآبرو میں رخنہ انداز واقعات، اداکاراؤں، گلوکاراؤں اور فن وفنون جمیلہ کی ہیروئنوں کی عزت افزائی کے نشر کے ذریعہ عورتوں میں اشتعال انگیزی کرنا اور ورغلانا۔

اس منظّم حملہ کی دو امور تقویت وتائید کرتے ہیں۔ایک اندر سے ان کی داخلی مدد وتائید۔ دوسرے مصلحین کے زبان وقلم سے ان کے خلاف محاذ آرائی کی کمزوری اور ان کی فحاشی وبے حیائی پر سکوت وخاموشی۔اور برائیوں کی نشر واشاعت اور دوسری طرف سے اس پر سکوت وجمود، اور مصلحین کے مقالات کو شائع نہ کرنا، یا ان کے لئے مختلف رکاوٹیں کھڑی کرنا، اور ان پر انتہا پسندی ورجعت پسندی کا بہتان لگانا، اور امین وقوی الایمان مسلمانوں کے برعکس نا اہل لوگوں کو اقتدار وکرسی پر براجمان کرنا۔

اس طرح اس امت میں چہرہ سے حجاب نوچ کر بے حجابی وبے حیائی کا آغاز ہوا۔موثوق تفصیلات دیکھنا ہو تو استاذ احمد فرج کی کتاب: ﴿**المؤامرة على المرأة المسلمة**﴾ (مسلمان عورت کے خلاف سازش) اور شیخ محمد بن احمد

اسماعیل کی کتاب ﴿عودة الحجاب﴾ (حجاب کی واپسی ج ۱) کا مطالعہ کریں۔

ادھر پھر دوبارہ عالمِ اسلام میں چند سالوں کے مختصر عرصہ میں یہ خبیث دعوت دوڑنے لگی ہے، جیسے سوکھی پتیوں پر آگ۔ یہانتک کہ حال یہ ہے کہ بے حجابی کو لازم قرار دیئے جانے والے قوانین کا نفاذ کیا گیا، چنانچہ ترکی میں ملحد اتاترک (متوفی ۱۳۵۶ھ) نے ۱۳۳۸ھ میں حجاب اتار پھینکنے کا قانون جاری کیا۔ اور ۱۳۴۸ھ میں ایک سِول قانون جاری ہوا۔ جبکہ سِول نوشاٹیل سوئیزرلینڈ کا قانون پہلے سے موجود تھا۔ جس میں تعددِ زوجات کو حرام قرار دیا گیا اور نہایت قلیل عرصہ میں ترکی عورت کو سوئیزرلینڈ کی عورتوں کی بہن و پڑوسی بنا دیا گیا۔ چنانچہ ترکی عورت لباس ''سہرہ'' جو عریاں کندھا و پیٹھ والا ہوتا ہے، پہنتی تھی۔ نیز وہ ''مایوہ'' (سوئمنگ بنیان وچڈی) پہننے سے گریز نہیں کرتی تھی۔ والعیاذ باللہ۔ اور ایران میں رضا شاہ پہلوی نے ۱۳۴۴ھ میں حجاب اتار رکھنے کا قانون نافذ کیا۔ اور افغانستان میں محمد امان نے حجاب معطل کرنے کی قرارداد پاس کی۔ اور البانیہ میں احمد زوغوا نے الغاء حجاب کا قانون نافذ کیا۔ اور تونس میں ابو رقیبہ نے ۱۴۲۱ھ میں حجاب پر پابندی اور تعددِ زوجات کے جرم گردانے جانے کا قانون نافذ کیا اور ایک سے زائد شادی کرنے والے پر قید و بند کی سزا اور مالی جرمانہ عائد کیا۔ نیز اس نے شریعت کے خلاف بغاوت کی چند قرارداد پاس کی، ان میں سے ایک: بیس سال سے زائد عمر کی عورت کو یہ آزادی حاصل ہے کہ وہ اپنے والدین کی رضامندی وموافقت کے بغیر جہاں چاہے اپنی مرضی سے نکاح کرے۔ اور جو دوسری حلال وجائز شادی کرے،

اسے سزا دی جائے گی، مگر جو حرام طریقہ سے دس عورت سے بھی دوستی و آشنائی اور تعلقاتِ جنسی رکھے، اسے قانوناً بری قرار دیا جائے گا۔

اور ''**العربی**'' پرچہ میں تونس کے بارے میں ایک رپورٹ شائع ہوئی، جس میں سڑکوں پر نصب اعلان کے بورڈ کی تصویر تھی۔ ہر میدان میں دو بورڈ تھے، ایک میں اس خاندان و فیملی کی نمائندگی کی تصویر تھی جو حیادار اور باحجاب لباس پہنتی ہے اور اسے کراس (×) کے نشان سے کاٹ دیا گیا تھا۔ اور دوسرے بورڈ میں بے حیا و بے حجاب فرنگی فیملی و خاندان کی نمائندگی والی تصویر تھی، اور اس کے نیچے یہ عبارت لکھی ہوئی تھی: ''ان کی طرح ماڈرن بن جاؤ''۔

اس فتنہ کا سب سے بڑا ذمہ دار یہی ہے اور دوسرے بھی ہیں جن میں طاہر حداد (مولود ۱۳۱۷ھ اور ہلاک ۱۳۵۳ھ) سرفہرست ہے۔ جب اس نے اپنی کتاب ''**امرأتنا فی الشریعۃ والمجتمع**'' (ہماری عورت شریعت و معاشرہ کے درمیان) ۱۳۳۸ھ تا ۱۳۴۸ھ کے درمیانی عرصہ میں لکھی، جس میں اس نے عورت کی آزادی کی دعوت دی۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ مذکورہ کتاب نصرانی فادر سلام کی تالیف ہے، جسے طاہر حداد اٹھا لایا۔ اور اس کتاب کے اخیر میں بارہ سوال اٹھائے گئے تھے، جن کا جواب متعدد مفتیانِ کرام نے دے دیا تھا۔ اور مالکیہ کے دو مفتیوں نے اس پر اسلام سے خروج کا فتویٰ لگایا۔ جس کی وجہ سے اسے ''حقوق کالج'' سے حکومت کے حکم سے امتحان میں بیٹھنے سے روک دیا گیا۔ پھر اسے بطور سزا نظر بند کر دیا گیا اور مذکورہ کتاب کی وجہ سے لوگوں نے اسے ٹھکرا دیا۔ یہانتک کہ وہ

۱۳۵۳ھ میں مرگیا اور اس کے بعض دوستوں اور گھر والوں کے سوا اس کے جنازہ میں کوئی شریک نہیں ہوا۔ وہ موسیقی وگانے، قہوہ خانے اور کمیونزم واشتراکیت کی طرف نسبت کو اپنے لئے فخر سمجھتا تھا۔ پھر صحافت نے اس کتاب کے فتنۂ عظیم اور موادِ بلاخیز کو نشر کرنے پر پوری توجہ مرکوز کردی اور اسے برابر چھاپتی رہی، اس کی اشاعت کرتی رہی، یہاں تک کہ تونس بے حجابی وبے حیائی کی وجہ سے ایک ''مریض جسم'' بن رہ گیا۔ اور چار سو صفحات پر مشتمل اس بدنامِ زمانہ کتاب میں عفت وعصمت اور حجاب وپردہ کے خلاف الحادی یلغار اور مغربی جنگ کے سوا اور کچھ نہیں ملے گا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اور عراق میں اس قضیہ۔ حجاب اتار پھینکنے۔ کا سب سے بڑا ذمہ دار زہاوی اور رصافی تھا۔ ہم ان دونوں کے حال سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔ تفصیل ''**حکایات سیاسیة من تاریخ العراق الحدیث**'' (عراق کی نئی تاریخ میں سیاسی واقعات) نامی کتاب میں دیکھئے۔

اور الجزائر میں حجاب اتار پھینکنے کے المناک دن کی خبر ''**التغریب فی الفکر والسیاسة والاقتصاد**'' (افکار وسیاست اور اقتصادیات میں مغربیت) نامی کتاب کے (صفحات ۱۳۳ تا ۱۳۹) میں دیکھی جاسکتی ہے۔ اور یہ ایسا دردناک واقعہ ہے جسے سن کر حسرت وغم سے کلیجہ پارہ پارہ ہوجاتا ہے۔ واقعہ کی تفصیل یوں ہے کہ ۱۳ مئی ۱۹۵۸ء کو ایک خطیبِ جمعہ کو مجبور کیا گیا کہ وہ اپنے خطبہ میں حجاب اتار پھینکنے کی دعوت دے۔ اور اس فتنہ میں مبتلا خطیب نے اپنے خطبہ جمعہ

میں اس کی دعوت بھی دے ڈالی۔ پھر ایک جزائری دوشیزہ اٹھی اور باقاعدہ لاؤڈ اسپیکر سے حجاب اتار پھینکنے کا اعلان کیا۔ اور اس نے خود اپنا حجاب اتار کر ابتدا کی اور اس کی تقلید میں دوسری تمام عورتوں نے، جو اسی مقصد کے لئے جمع کی گئی تھیں، اپنا اپنا حجاب نوچ ڈالا۔ اور پھر مغرب کے زرخرید غلاموں نے تالیاں بجائیں۔ یہی واقعہ شہر ''وہران'' میں بھی دہرایا گیا اور تقریباً اسی جیسا واقعہ جزائر کی دارالحکومت ''الجزائر'' میں بھی پیش آیا۔ اور اس کے بعد صحافت و ذرائعِ ابلاغ نے بے حجابی کی تائید و نصرت میں اس واقعہ کی خوب تشہیر کی۔

اور مغربِ اقصیٰ اور ملک شام کے چاروں ملکوں: لبنان، سوریا، اردن اور فلسطین میں تبرج وسفور، بے حیائی و بے حجابی اور اباحیت کبھی بعث پارٹی کے داعیوں کے ہاتھوں پھیلی، تو کبھی قومیت کے پرستاروں کے ہاتھوں۔ سرِ دست جو مصادر ہمارے پاس ہیں وہ اس بے حیائی کی کیفیت و نوعیت پر نیز ان بدبختوں کے اسامی کی نشاندہی پر کوئی روشنی نہیں ڈالتے۔ اس لئے معلوم نہیں کہ وہاں کے اہلِ قلم اور وقائع نگاروں نے بے حجابی و بے حیائی کے اس منحوس آغاز کو خصوصاً شام کے علاقوں اور ملکوں میں کیوں نہیں لکھا اور ریکارڈ کیا، جبکہ وہاں جنسی دھماکہ، عریانیت، اباحیت اور فحاشی و بے حیائی کا وہ حال ہے جو کسی سے مخفی نہیں ہے۔

اور سب سے پہلی کتاب جو ملکِ شام میں عورت کی آزادی کے سلسلہ میں تفصیل دیتی ہے وہ ۱۳۴۷ھ کی ہے۔ یعنی قاسم امین کی ہلاکت کے بیس سال بعد۔ اس کتاب کی مولف نظیرہ زین الدین تھی، یا اس کے نام سے طبع کی گئی اور جس کا عنوان تھا:

"السفور والحجاب" (حجاب اور بے حجابی) اور یہاں یہ تنبیہ کر دینا بھی ضروری ہے کہ اس کتاب پر علی عبدالرزاق نے تقریظ لکھی تھی جو **"الاسلام وأصول الحكم"** (اسلام اور اصولِ حکمرانی) کا مولف تھا اور جس نے مصر میں علمانیت وسیکولرزم کا ایک زلزلہ برپا کر دیا تھا اور جس کا اس وقت کے علماء نے رد لکھا تھا۔

اور جہاںتک ہندو پاک کی بات ہے تو مومنین کی عورتوں کی حالت پردہ وحجاب ۔شرم وحیا کی چادر۔ بہترین صورت حال میں تھی ۔ اور انہی تاریخوں ۱۳۷۰ھ کے حدود میں عورت کی آزادی کی تحریک اور اس کے دونوں بازؤوں "آزادی ومساوات" کی دعوت شروع ہوئی۔ اور اس مقصد کے لئے قاسم امین کی کتاب **"تحرير المرأة "** (عورت کی آزادی) کا ترجمہ کیا گیا۔ پھر اس کے بعد صحافت نے مخلوط تعلیم اور چادرِ حیاء اتار پھینکنے کا پروپیگندہ کیا۔ یہاںتک کہ اس ایشیائے کوچک کا حال یہ ہوگیا کہ الامان والحفیظ !! اور جس کی شکایت اللہ تعالیٰ ہی سے کی جاسکتی ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے خادم حسین کی کتاب **"أثر الفكر الغربي في انحراف المجتمع المسلم في شبه القارة الهندية"** (ایشیائے کوچک کے مسلم معاشرہ کے بگاڑ میں مغربی افکار کا اثر ص ۱۸۲ تا ۱۹۵)۔

اور اس طرح حریت ومساوات کے نام پر عورت کی آزادی کی دعوت کے زیر سایہ فتنہ کے ہرکاروں کے دباؤ کے تحت ان ملکوں میں معاملہ مغربی عورت کی انتہا اور مسلمان عورت کی ابتدا تک پہنچ گیا۔ چنانچہ حریت ومساوات کے نام پر:

☆ عورت کو گھر سے نکالا گیا تاکہ وہ مرد کے شانہ بشانہ زندگی کے تمام

میدانوں میں اس کا مقابلہ کرے۔

☆ عورت کو حجاب اور اس کے ضمن میں عفت وعصمت، شرم وحیا، طہارت وپاکیزگی جیسے فضائل سے عاری کر دیا گیا۔

☆ عورت کو نچلی سطح کی فحاشی وبے حیائی میں صرف مردوں کی جنسی لذت و رغبت کی تسکین وسیرابی کے لئے غرق کر دیا گیا۔

☆ عورت سے مرد کی قوامیت کا ہاتھ، تجارت چمکانے کی غرض سے اس کی بلانگراں نمائش کرکے، اٹھا دیا گیا۔

☆ خلوت واختلاط کی ممانعت کے حجاب کو اٹھا دیا گیا، تاکہ حریت وآزادی اور مساوات کے چٹان سے ٹکرا کر فضائل کو پاش پاش کر دیا جائے۔

☆ عورت کے حیاتیاتی مشن وہدف کا خاتمہ، بحیثیت ماں، بیوی، نسل کی تربیت کنندہ، شوہر کی راحتِ جاں جیسے مقصد حیات سے دور کرکے اسے سستا وگھٹیا سامان اور ہر خیانت کار فاسق وفاجر اور اغوا کرنے والے کی ہتھیلی کی گیند کی طرح بے قیمت وبے وقعت بنا دیا گیا۔

اور اس طرح دل خراش فتنہ وآفات ومصائب کا ایک لامتناہی سلسلہ جسے آپ متعدد غیرت مند مولفین کی تحریروں میں پائیں گے۔ ان میں سے ایک کتاب محمد بن عبداللہ عرفہ کی تالیف **"حقوق المرأة فی الإسلام"** (اسلام میں عورت کے حقوق) ہے۔

یہ ہیں مومنین کے طریقہ سے منحرف مطالبات اور یہ ہیں عالِم اسلام میں ان

کے تباہ کن آثار ونتائج۔

دوسرا امر: منحرف مطالبات کا اعادہ تاکہ اسلام کے آخری قلعہ میں فضیلت وشرافت پر ضرب کاری کی جائے اور اسے اخلاقی فساد و بگاڑ کے اظہار کے لئے مرکز ومحور بنایا جائے۔

آغاز ہی انجام کا دروازہ ہے۔اور اولین رکاوٹ جس کی عورتوں کے رذائل کے داعیوں کو مزاحمت کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے، وہ ہے اسلامی فضیلت وشرافت اور مومنین کی عورتوں کا پردہ وحجاب ۔ جب وہ اپنے چہروں کو بے نقاب کرلیں گی اور اپنے جسم وزینت کو ظاہر کردیں گی، جس کا اللہ تعالیٰ نے اجنبی مردوں سے پردہ وحجاب کرنے کا حکم دیا ہے، تو مومن عورتوں کا حال فضائل سے عاری اور رذائل: تبرج وسفور اور اباحیت کی طرف لوٹ جائے گا، جیسا کہ عالمِ اسلام کے اکثر ملکوں میں عام ہو چکا ہے۔ہم اللہ تعالیٰ سے مسلمانوں کے حالات کے اصلاح کی دعا کرتے ہیں۔

دورِ حاضر کے مغرب کے زرخرید غلام ونوکرانہی خطوط پر چل رہے ہیں، وہ بڑی سرگرمی ونشاط کے ساتھ اپنی کوششیں صرف کررہے ہیں، تاکہ اسلام کے آخری قلعہ میں بھی فضیلت وشرافت: حجاب پر ضرب کاری کریں، یہاںتک کہ حالت یہ ہوگئی ہے کہ۔وہ چاہیں یا نہ چاہیں۔اسلام کے اول وآخری قلعہ کے وسط میں یہ الحادی اہداف ومقاصد پہنچ چکے ہیں، جو مسلمانوں کا دارالسلطنت اور مومنین کا محبوب ملک جزیرۃ العرب ہے۔جس کے قلب وقبلہ کی جب سے وہ خاتم الانبیاء والمرسلین کی رسالت پر ایمان لایا ہے، آج تک اللہ تعالیٰ نے اس سے اس کی حفاظت کی ہے کہ

اس میں استعمار کا دخول ونفوذ ہو۔ یہاں بحمد اللہ اسلام غالب ہے، شریعت نافذ ہے اور معاشرہ اسلامی ہے۔ اسے کسی کافر کی قومیت نے نجاست آلود نہیں کیا ہے۔ اور اخبار کے کالموں میں شور وغوغا کرنے والے فتنہ میں گھرے ان لوگوں نے اپنے جیسے پہلے گمراہوں کے طریقوں کی تقلید کی اور اپنے منصوبہ وطریقہ کار کو ہمارے ملک وصحافت میں منتقل کر دیا، تا کہ اس سے حجاب کا مقابلہ کریں۔ ان لوگوں نے بھی وہیں سے آغاز کیا، جہاں سے ان کے اسلاف نے کیا تھا۔ ان مطالبات سے وہ موجودہ قائم صورت حال کو جرم گردانتے ہیں اور وہ ہے اسلامی صورت حال، جس میں حجاب وپردہ، طہارت وپاکیزگی، عفت وعصمت اور دونوں صنفوں میں سے ہر صنف شریعتِ مطہرہ کے حدود کے اندر اپنے اپنے منصب ووظیفہ پر قائم ودائم ہے۔ اور سب کچھ موجود ہے، پھر وہ کس چیز کی سزا دینا چاہتے ہیں؟۔

فضیلت کے جو اصول گزشتہ صفحات میں بیان کئے گئے ہیں، وہ ان باطل ومنحرف مطالبات کا رد کرتے ہیں، جو رذائل کی فضاؤں میں دائر ہیں، یعنی چہرہ کی بے حجابی، تبرج وسفور، اختلاط، مرد کی عورت پر قوامیت وحاکمیت کا خاتمہ، مرد کی خصوصیات کار میں عورت کی مزاحمت ومقابلہ آرائی جیسے تباہ کن اور ہلاکت خیز اغراض ومقاصد۔

اور مومنین کے طریقہ کے برخلاف یہ باطل ومنحرف مطالبات دراصل منکرات کے مطالبہ اور معروف کے ترک، فطرت سے خروج، شریعت پر حملہ، فضائل واقدارِ اسلامیہ کے تمام خدوخال پر جارحیت اور اسلامی قیادت جو شریعتِ مطہرہ کا نفاذ کرتی ہے، سے بغاوت کا اعلان ہے، اور ملک کو تبرج وبے حیائی، اختلاط وبے حجابی

کا گہوارہ بنا دینے کا منصوبہ و پلان ہے۔

اور یہ زبانی جنگ کی ایک قسم ہے۔ اور قلم دوز بانوں میں سے ایک ہے اور کبھی زبان سے جنگ ہاتھ سے جنگ سے بھی زیادہ کاری زخم لگانے والی ہوتی ہے۔ اور یہ روئے زمین پر فساد و بگاڑ پھیلانے کے مترادف ہے۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (الصارم المسلول ۲/ ۷۳۵) میں رقمطراز ہیں: ''زبان دین میں جو فساد و بگاڑ پیدا کرتی ہے، وہ ہاتھ کے فساد و بگاڑ سے کئی گنا زیادہ ہوتا ہے، نیز زبان دین کی جو اصلاح کرتی ہے، وہ ہاتھ کے اصلاح سے کئی گنا بڑھ کر ہوتی ہے''۔

یہ امر بھی معلوم ہونا چاہئے کہ بے حجابی، تبرج اور عورت کو مرد بنا دینے کی دعوت صرف صحافت پر انحصار نہیں کرتی، بلکہ یہاں کچھ دیگر وسائل و ذرائع بھی ہیں جو اپنی پوری سرگرمی کے ساتھ اس فحاشی و بے حیائی کو پھیلانے میں مصروف ہیں۔ ان میں ریڈیو، ٹیلی ویژن، مختلف چینلس، انٹرنیٹ، فحش کتاب، ناول وغیرہ شامل ہیں۔ اور یہ سب مشترک طور پر مسلمانوں میں مغربی تہذیب و تمدن کی اشاعت میں مستعدی کے ساتھ جٹے ہوئے ہیں اور انہیں اپنے دین کے احکام، اپنی عفت و عصمت اور فضیلت و شرافت سے بغاوت کی ترغیب دے رہے ہیں۔ اس لئے ہم دنیا کے تمام مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کے عقاب و ناراضگی کا خوف دلاتے ہیں اور ان کو اس کے عذاب کے دن کی یاد دلاتے ہیں اور وہی ان کو وعدہ دینے والا ہے۔

اس لئے اس خطرناک و منحرف رجحان و فکر کے آگے درج ذیل اقدامات کرنا

نہایت ضروری ہیں:

ا۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے لمبا ہاتھ (حکومت واقتدار) دیا ہے، اس پر واجب وفرض ہے کہ وہ سخت اوامر واحکام صادر کرے، تاکہ تبرج وسفور اور بے حیائی و بے حجابی اور اختلاط کے اثرات سے فضیلت وشرافت کا تحفظ کیا جا سکے۔ اور بے ضمیر و بے حیا اہلِ قلم کے قلم پر ان مطالبات کے سلسلہ میں لکھنے اور امت کو ان کے شر وفتنہ سے بچانے کی خاطر پابندی لگا دے۔ اور جو حجاب و پردہ کا مذاق و تمسخر اڑائے، اسے شرعی عدالت میں گھسیٹ کر اس پر قرار واقعی سزا نافذ کرے۔

اور تبرج شعار عورتوں کو بھی سزا دلوائی جائے، کیونکہ وہ اس شر وفتنہ انگیزی میں برابر کی شریک ہیں اور وہ ان نوجوانوں کے مقابلہ میں زیادہ سزا کی مستحق ہیں جو ان سے چھیڑ خانی کرتے ہیں، کیونکہ وہی ان کے جذبات میں اشتعال پیدا کرنے اور اپنی طرف ان کو مائل وراغب کرنے کی باعث ومحرک ہیں۔

۲۔ علماء وطلبہ کی ذمہ داری ہے کہ وہ مسلمانوں کو نصیحت کریں، بری باتوں سے ان کو خوف دلائیں اور مومن عورتوں کو اپنی فضیلت وشرافت پر ثابت قدم رہنے کی تلقین کریں اور فضیلت پر جارحانہ حملہ کرنے والوں سے ان کی حفاظت اور برائیوں کے داعیوں اور خواہشات کے غلاموں سے ان کو آگاہ کریں اور ان پر رحم کھائیں۔

۳۔ ہر اس باپ، بیٹا اور شوہر پر واجب ہے، جس پر اللہ تعالیٰ نے کسی عورت کے ولی امر ہونے کا بار ڈالا ہے کہ وہ اللہ سے اپنے ماتحت عورتوں کے بارے میں خوف کھائیں اور ان کے بے حجابی، تبرج، اختلاط اور اس کے اسباب ومحرکات اور

برائی کے داعیوں سے حفاظت کے مناسب وکارگر اسباب ووسائل اختیار کریں اور یہ یادرکھیں کہ عورتوں کے بگاڑ کا اولین سبب مردوں کا تساہل برتنا ہی ہے۔

۴۔ مومن عورتوں پر بھی واجب ہے کہ وہ بھی اپنے نفس اور اپنے ماتحت بچیوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا خوف کھائیں، فضیلت کو لازم پکڑیں، شرعی لباس اور حجاب چادر واوڑھنی استعمال کرنے کا التزام کریں اور فتنہ کے داعیوں اور برائی و بداخلاقی کے شیدائیوں کے پیچھے ہرگز نہ بھاگیں۔

۵۔ ایسے اہلِ قلم اور مولفین کو ہم خیر خواہانہ نصیحت کرتے ہیں کہ وہ خالص دل سے توبہ کریں، اور اس بات سے اجتناب کریں کہ وہ اپنے اہل خاندان اور اپنی قوم وامت کے حق میں برائی کا دروازہ نہ ثابت ہوں اور اللہ کی ناراضگی، غضب اور دردناک سزا کا خوف کھائیں۔

۶۔ ہر عام مسلمان پر فرض ہے کہ وہ بے حیائی پھیلانے، اسے عام کرنے اور اس کی پلیدگی و کثافت میں اضافہ کرنے سے ہوشیار رہیں۔ اور یادرکھیں کہ کہ بے حیائی اور برائیوں سے محبت بقول شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (فتاویٰ ۱۵/ ۳۳۵ تا ۳۴۴) صرف قول وعمل سے نہیں ہوتی، بلکہ اس کی اشاعت، اس کے چرچا وگفتگو، دل وضمیر، اس کی طرف میلان ورجحان اور اس پر سکوت وخاموشی سے بھی ہوتی ہے۔ کیونکہ اس کی یہ محبت ہی اس کے انتشار وپھیلاؤ کو تقویت دیتی ہے۔ اور جو مومن اس پر نکیر کرے اس کے دفاع پر جری بنا دیتی ہے۔ اس لئے ہر مسلمان کو فحاشی و بے حیائی کے انتشار وپھیلاؤ کی محبت سے خوف کھانا چاہئے، ارشاد ربانی ہے: ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ

يُحِبُّوْنَ أنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِيْ الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ فِيْ الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَأنْتُمْ لاتَعْلَمُوْنَ﴾ (النور:۱۹)''جولوگ مسلمانوں میں بے حیائی پھیلانے کے آرزومندرہتے ہیں ان کے لئے دنیا وآخرت میں دردناک عذاب ہے، اوراللہ سب کچھ جانتا ہےاورتم کچھ بھی نہیں جانتے''۔

جوکچھ بیان کیا گیا، اتنا ہی کافی ہے۔اوراہلِ علم وایمان پرواجب وفرض صرف تبلیغ وبیان ہی ہے، تاکہ وہ اپنی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہوسکیں، اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے، فائدہ پہنچائے۔اوردین کی خیرخواہی کی ذمہ داری اداہوجائے، کیونکہ نبی کریمﷺ نے ارشادفرمایا:**﴿اَلدِّيْنُ النَّصِيْحَةُ، قَالُوْا لِمَنْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: لِلّٰهِ وَلِكِتَابِهِ وَلِرَسُوْلِهِ وَلأئِمَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ وَعَامَّتِهِمْ﴾** ''دین خیرخواہی کا نام ہے۔صحابہ کرام نے عرض کیا:اے اللہ کے رسول! کس کی؟ آپﷺ نے ارشادفرمایا: اللہ کی، اس کے کتاب کی، اس کے رسول کی اورمسلمانوں کے امام وحاکم اورعام مسلمانوں کی''۔اسے امام مسلم نے اپنی صحیح مسلم میں روایت کیا ہے۔

حافظ ابن رجب رحمہ اللہ اپنی کتاب ''**الحکم الجدیرۃ بالإذاعة ص ۴۳**'' میں رقمطراز ہیں:''امام احمد سے روایت ہے، ان سے دریافت کیا گیا کہ عبدالوہاب وراق فلاں فلاں بات پرسخت نکیرکرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''**لاتَزَالُ بِخَيْرٍ مَادَامَ فِيْنَا مَنْ يُنْكِرُ**'' ''ہم برابرخیروعافیت سے لطف اندوزہوتے رہیں گے جب تک ہم میں ایساشخص موجودہوجوبرائیوں پرنکیرکرتارہے''۔اوراسی

قبیل سے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا وہ مشہور قول ہے جو انہوں نے اپنے نکیر کرنے والے سے فرمایا تھا، اس آدمی نے کہا تھا: ''**اِتَّقِ اللّٰہَ یَا أمِیْرَ الْمُؤمِنِیْنَ !**'' ''اے امیر المومنین! آپ اللہ کا خوف کیجئے''، تو آپ نے فرمایا: ''**لاَ خَیْرَ فِیْکُمْ إنْ لَمْ تَقُوْلُوْھَا لَنَا، وَلاَ خَیْرَ فِیْنَا إذَا لَمْ نَقْبَلْھَا مِنْکُم**'' ''تمہارے اندر کوئی خیر نہیں، اگر تم ہماری نکیر نہ کرو۔ اور ہمارے اندر کوئی خیر نہیں، اگر ہم تمہاری جائز تنقید قبول نہ کریں''۔

اور عقل مند ہی نصیحت قبول کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہی جزا وحساب کا مالک ہے۔ **وَصَلّٰی اللّٰہُ عَلٰی نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ .**

ضمیمہ (۱)

عورت کے اپنے محارم ومیل جول کی عورتوں کے سامنے لباس کی تفصیل کے سلسلہ میں علمی تحقیق وافتاء کی دائمی کونسل کی جانب سے ایک وضاحتی بیان

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ، وَالصَّلاۃُ وَالسَّلامُ عَلیٰ نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلیٰ آلِہِ وَصَحْبِہِ أجْمَعِیْنَ وَبَعْدُ:

اسلام کے ابتدائی زمانوں میں مسلمان عورتیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان اور قرآن وسنت کے اتباع کی برکت سے طہارت وپاکیزگی، عفت وعصمت اور شرم وحیا کے بلندترین مقام پر فائز تھیں۔ اس دور میں عورتیں ساتر لباس زیب تن کرتی تھیں اور ان کے درمیان اپنے آپس کی مجلسوں میں، یا اپنے محارم کے سامنے بے حیائی وبے حجابی اور آوارگی معروف نہیں تھی۔ اور اسی مستحکم سنت وطریقہ پر۔ وللہ الحمد۔ امت اسلامیہ کی ساری عورتوں کا ماضی قریب تک، صدی بصدی عمل جاری وساری تھا۔ لیکن متعدد اسباب کی بنا پر اب بہت ساری عورتوں میں لباس وحیا اور اخلاق میں فساد وبگاڑ داخل ہونا شروع ہوگیا ہے، جس کی تفصیل کا یہاں موقع نہیں۔

علمی تحقیق وافتاء کی دائمی کونسل کے پاس عورت کے جسم کو دیکھنے کے حدود اور اس پر کس حد تک لباس واجب وضروری ہے، کے سلسلہ میں آئے ہوئے بہت سارے استفتاء کو دیکھتے ہوئے یہ کونسل تمام مسلمان عورتوں کے لئے یہ بیان جاری کرتی ہے:

عورت پر واجب ہے کہ وہ حیا وحشمت کے اخلاق سے خود کو متصف کرے، جسے نبی کریم ﷺ نے ایمان اور ایمان کی شاخوں میں سے ایک شاخ قرار دیا ہے۔ اور جس حیا وحشمت کا شرعاً وعرفاً حکم دیا گیا ہے، وہ یہ ہے کہ عورت خود کو اجنبی مردوں سے حجاب میں چھپائے، شرم وحیا کرے اور ایسے اخلاق سے متصف ہو جو اسے فتنہ کے مواقع اور شکوک وشبہات اور بدظنی کی جگہوں سے دور رکھے۔

اور ظاہرِ قرآن اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ عورت دوسری عورت کے سامنے اپنے جسم کا وہی حصہ ظاہر کرے جو اپنے محرم کے سامنے ظاہر کرتی ہے اور جس کا عام طور پر گھر میں اور کام کاج کی حالت میں ظاہر کرنا عورت کا عام شیوہ رہتا ہے، ارشاد ربانی ہے: ﴿**وَلاَ يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ أَوْ آبَاءِ بُعُوْلَتِهِنَّ أَوْ أَبْنَائِهِنَّ أَوْ أَبْنَاءِ بُعُوْلَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِيْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِيْ أَخَوَاتِهِنَّ أَوْ نِسَائِهِنَّ**﴾ ''اور اپنی آرائش کو کسی کے سامنے ظاہر نہ کریں، سوائے اپنے خاوندوں کے، یا اپنے والد کے، یا اپنے خسر کے، یا اپنے لڑکوں کے، یا اپنے خاوند کے لڑکوں کے، یا اپنے بھائیوں کے، یا اپنے بھتیجوں کے، یا اپنے بھانجوں کے، یا اپنے میل جول کی عورتوں کے''۔

اور چونکہ یہ قرآنی نص ہے اور اسی پر سنت دلالت کرتی ہے، اس لئے یہی وہ عمل ہے جس پر رسول اللہ ﷺ کی ازواجِ مطہرات اور صحابہ کرام کی عورتوں کا اور ان کے مابعد ان کے نقشِ قدم پر چلنے والی ہمارے دور تک کی عورتوں کا متواتر ومتوارث عمل چلا آرہا ہے۔ اور اس آیت کریمہ میں مذکورہ اشخاص کے لئے جس

حصۂ جسم کو ظاہر کرنے کی عام متوارث عادت چلی آرہی ہے، وہ عورت کا وہ حصۂ جسم ہے جو عموماً گھر میں اور کام کاج کی عام حالت میں غالباً عورت کے جسم کا حصہ کھلا وظاہر ہوتا ہے اور جس سے اس کا بچنا دقت طلب اور دشوار ہے، جیسے سر، گردن، ہاتھ اور قدم کا کھلا ہونا۔ البتہ جہانتک بے حجابی اور عریانی میں توسع کی بات ہے، تو اس کے علاوہ کہ اس کے جواز پر کتاب وسنت سے کوئی دلیل نہیں ہے، یہ عورت کے فتنہ اور اس سے دیگر ہم جنس عورتوں کی بیٹیوں کا فتنہ میں مبتلا وگھر جانے کا راستہ ہے۔ اور یہ فتنہ عورتوں میں موجود ہے۔ نیز اس میں دیگر عورتوں کے لئے بری تقلید کا نمونہ ہے ۔ نیز اس میں کافر عورتوں اور بدکار وبے حیا طوائفوں کی لباس میں مشابہت ہے۔ اور نبی کریم ﷺ سے یہ ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ﴿مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ﴾ ''جو کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے، اس کا شمار اسی قوم میں ہوتا ہے''۔ اسے امام ابوداؤد اور احمد نے روایت کیا ہے۔ اور صحیح مسلم میں عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان کے بدن پر دو پیلے رنگ کے گیروے کپڑے دیکھے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ﴿إِنَّ هٰذِهِ مِنْ ثِيَابِ الْكُفَّارِ فَلاَ تَلْبَسْهَا﴾ ''یہ کافروں کے لباس ہیں، اسے نہ پہنا کرو''۔ اور صحیح مسلم کی دوسری روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

﴿صِنْفَانِ مِنْ أَهْلِ النَّارِ لَمْ أَرَهُمَا: قَوْمٌ مَعَهُمْ سِيَاطٌ كَأَذْنَابِ الْبَقَرِ يَضْرِبُوْنَ بِهَا النَّاسَ، وَنِسَاءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ مَائِلاَتٌ مُمِيْلاَتٌ رُؤُسُهُنَّ كَأَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَائِلَةِ، لاَيَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ وَلاَيَجِدْنَ

رِيْحَهَا، وَإِنَّ رِيْحَهَا لَيُوْجَدُ مِنْ مَسِيْرَةِ كَذَا وَكَذَا﴾ ''دو قسم کے جہنمی کو میں نے نہیں دیکھا: ایک وہ قوم جس کے ہاتھ میں بیل کی دم جیسے کوڑے ہوں گے، جن سے وہ لوگوں کو ماریں گے۔ اور دوسری وہ عورتیں جو کپڑے تو پہنی ہوں گی، لیکن ننگی ہوں گی، وہ خود راغب ہوں گی اور دوسروں کو اپنی طرف راغب کریں گی، ان کے سر بختی اونٹ کے جھکے ہوئے کوہان کی طرح ہوں گے۔ وہ جنت میں داخل ہوں گی اور نہ ہی جنت کی خوشبو پائیں گی، جبکہ اس کی خوشبو اتنی اور اتنی مسافت کی دوری سے بھی پائی جاتی ہے''۔ حدیث کے الفاظ میں ﴿كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ﴾ کا مفہوم یہ ہے کہ عورت ایسا باریک کپڑا پہنے گی جو اس کے جسم کے لئے ساتر نہ ہوگا، اس لئے وہ کپڑا تو ضرور پہنے ہوگی، مگر حقیقتِ امر میں ننگی وعریاں ہوگی۔ مثلاً نہایت ہی باریک کپڑا پہنے گی جس کے نیچے سے اس کی چمڑی جھلکے گی، یا اتنا تنگ وچست کپڑا پہنے گی جس سے اس کے جسم کے نشیب وفراز بالکل نمایاں ہوں گے، یا اتنا چھوٹا کپڑا پہنے گی جس سے اس کے جسم کے بعض اعضاء کھلے رہ جائیں گے۔

اس لئے مسلمان عورت پر اس طریقہ کا التزام متعین وفرض ہوگیا جو امہات المومنین اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عورتوں اور ان کے اتباع میں اس امت کی خواتین کا شیوہ وعمل رہا ہے۔ نیز عورت پر حجاب وپردہ اور شرم وحیا کا حریص ہونا لازم وفرض ہے، کیونکہ اسی سے وہ اسبابِ فتنہ سے زیادہ دور رہ سکے گی، اور اس کے نفس کی اس خواہش وشہوت سے حفاظت ہوگی جو اسے بدکاری میں ملوث کرنے والے وسائل ومحرکات میں اشتعال وہیجان پیدا کرتی ہے۔

نیز ایک مسلمان عورت پر واجب ہے کہ وہ اس لباس کے استعمال سے متنبہ وہوشیار رہے جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے حرام کیا ہے اور جس میں کافر وبدکار اور حیا باختہ عورتوں کی مشابہت پائی جاتی ہے۔ اسی میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت، اللہ تعالیٰ کے اجر وثواب کی امید اور اس کے عقاب وغضب سے خوف پایا جاتا ہے۔

اسی طرح ہر مسلمان پر فرض ہے کہ وہ اللہ سے اپنے ماتحت عورتوں کے سلسلہ میں خوف کھائے اور انہیں ایسا عریاں، تنگ وباریک لباس پہننے کی کھلی چھوٹ نہ دیدے جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے حرام قرار دیا ہے۔ اور ہمیشہ ذہن میں یہ تازہ رکھے کہ وہ ایک نگراں اور محافظ ہے اور قیامت کے دن اس سے اس کے ماتحت لوگوں کے سلسلہ میں باز پُرس ضرور ہوگی۔

اللہ تعالیٰ سے ہماری دعا ہے کہ وہ مسلمانوں کے حالات کی اصلاح فرمائے اور ہم سب کو صراطِ مستقیم کی ہدایت دے، وہی دعا سننے والا اور قبول کرنے والا ہے۔

وَصَلیّٰ اللّٰهُ وَسَلَّمَ عَلیٰ نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلیٰ آلِهِ وَصَحْبِهِ .

علمی تحقیق وافتاء کی دائمی کونسل

ممبر	صدر
عبداللہ بن عبدالرحمٰن الغدیان	عبدالعزیز بن عبداللہ بن محمد آل شیخ
ممبر	ممبر
بکر بن عبداللہ ابوزید	صالح بن فوزان الفوزان

ضمیمہ (۲)

فتویٰ نمبر (۲۱۳۵۲) بتاریخ ۹/۳/ ۱۴۲۱ھ

بابت عورت کی شرعی چادر کی کیفیت ونوعیت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ، وَالصَّلاَةُ وَالسَّلاَمُ عَلٰى مَنْ لاَ نَبِيَّ بَعْدَهُ

وَبَعْدُ:

علمی تحقیق وافتاء کی دائمی کونسل اس استفتاء پر مطلع ہوئی جو عالی جناب مفتی اعظم کے پاس مستفتی / .... کی جانب سے آیا تھا اور جو سرکردہ علماء کونسل کے جنرل سکریٹری کے پاس نمبر (۹۳۴) کے تحت ۱۲/۲/ ۱۴۲۱ھ کو بھیجا گیا تھا۔ مستفتی نے جو سوال کیا، اس کی عبارت کچھ اس طرح ہے:

''آج کل ایک قسم کی چادر (عباء/ برقعہ) کا رواج چلا ہوا ہے، جو جسم پر بالکل چست سلائی جاتی ہے۔ یہ کریب نامی دو باریک وخفیف کپڑوں سے بنائی جاتی ہے اور اس کی آستین کافی کشادہ ہوتی ہے، اور اس میں بیل بوٹے اور نگینے لگے ہوتے ہیں، اور جو صرف کندھے پر سے پہنا جاتا ہے۔ شریعت میں اس نوعیت کی چادر یا عباء کا کیا حکم ہے؟ فتویٰ دے کر مشکور وماجور ہوں گے۔ ہماری تمنا ہے ۔ اللہ تعالیٰ آپ کی حفاظت فرمائے۔ کہ اس قسم کی چادر یا عباء پر پابندی کے لئے وزارتِ تجارت کو بھی لکھیں گے''۔

دائمی کونسل اس استفتاء کے مندرجات پر بنظرِ غائر غور وخوض اور تحقیق وتدقیق

کے بعد یہ جواب نشر کرتی ہے:

عورت کے لئے شرعی عباء یا برقعہ، ''جلباب'' (لمبی چادر) کہلاتا ہے اور یہ ''جلباب'' ہی شارع کے مقصد: کمالِ ستر (کامل ستر پوشی) اور فتنہ وفساد سے حفاظت اوراس سے دوری کو پورا کرتی ہے۔ اوراس بنا پر عورت کے عباء (چادر وبرقعہ) میں درج ذیل صفات وخصوصیات ہونے چاہئیں:

ا۔ چادر کا کپڑا اتنا دبیز اور موٹا ہو کہ اس کے نیچے سے نہ بدن کی چمڑی جھلکے اور نہ کپڑا بدن میں چپکنے والی خاصیت کا ہو۔

۲۔ چادر کشادہ اور پورے جسم کو ساتر ہو کہ جسم کے نشیب وفراز نمایاں نہ ہو۔

۳۔ چادر آگے کی جانب سے کھلی ہو اور آستین زیادہ چوڑی نہ ہو۔

۴۔ چادر کو بیل بوٹے اور نقش ونگار سے اتنا خوشنما وجاذبِ نظر اور بھڑکیلا نہ بنا دیا گیا ہو کہ نگاہ اس کی طرف خود بخود اٹھ جائے۔ اس لئے چادر کا نقش ونگار، بیل بوٹے اور تزئین کاری اور اس پر کسی بھی قسم کی تحریر ونشان سے خالی ہونا ضروری ہے۔

۵۔ وہ کافر عورتوں، یا مردوں کے لباس کے مشابہ نہ ہو۔

۶۔ چادر واوڑھنی سر کے اوپر سے پہنی جائے (کندھے پر سے نہیں)۔

مذکورہ وضاحت سے یہ عیاں ہو جاتا ہے کہ سوال میں مذکور عباء (چادر/ برقعہ) عورت کی شرعی ''جلباب'' اور چادر نہیں ہے۔ اس لئے عورت کے لئے اس کا استعمال بھی درست اور جائز نہیں، کیونکہ اس میں شرعی چادر کے اوصاف وشرائط مفقود ہیں اور نہ ہی اس جیسی دیگر چادر جائز ہے، جس میں لازمی شرائط پورے طور

پر موجود نہ ہوں۔ نیز اس جیسی چادر کی درآمد، صنعت اور خرید وفروخت جائز ہے، نہ مسلمانوں میں اس کے چلن ورواج کی کوشش روا۔ کیونکہ ایسی صورت میں گناہ ومعصیت اور عدوان وسرکشی پر تعاون کرنا شمار ہوگا، جبکہ اللہ تعالیٰ نے معصیت وعدوان پر تعاون سے منع فرمایا ہے، ارشاد ربانی ہے: ﴿وَلاَ تَعَاوَنُوْا عَلَی الإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ، وَاتَّقُوْا اللّٰہَ ، إِنَّ اللّٰہَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ﴾ (المائدہ: ۲) ''اور جو گناہ وزیادتی کے کام ہیں ان میں کسی سے تعاون نہ کرو، اللہ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ سخت سزا دینے والا ہے''۔

اور دائمی کونسل یہ بیان جاری کرتے ہوئے مسلمان عورتوں کو اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے اور اجنبی مردوں سے اپنے جسم وزینت کو چادر اور اوڑھنی سے مکمل حجاب وپردہ کرنے کی وصیت کرتی ہے۔ یہی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت اور فرماں برداری ہے اور اسی سے فتنہ وفساد اور فتنہ انگیزی سے بُعد ودوری ہوتی ہے۔ اور توفیق اللہ تعالیٰ ہی کی جانب سے عطا ہوتی ہے۔

وَصَلیّٰ اللّٰہُ عَلیٰ نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِہِ وَصَحْبِہِ وَسَلَّمَ ،،،،

علمی تحقیق وافتاء کی دائمی کونسل

ممبر	صدر
عبداللہ بن عبدالرحمٰن الغدیان	عبدالعزیز بن عبداللہ آل شیخ
ممبر	ممبر
بکر بن عبداللہ ابوزید	صالح بن فوزان الفوزان

فہرست مضامین

نمبر	موضوعات	صفحہ نمبر
۱۔	عرض مترجم	۳
۲۔	مقدمہ از مولف طبع چہارم۔	۷
۳۔	مقدمہ از مولف طبع اول۔	۱۰
۴۔	موضوع کتاب اور سبب تالیف۔	۱۰
۵۔	نظریہ وحدتِ ادیان کی خطرناکی۔	۱۱
۶۔	جدید فیشن کا اہتمام طوائفوں کے یہاں سے در آیا ہے۔	۱۲
۷۔	پہلی فصل:	۱۷
۸۔	پہلا اصول: مرد وعورت کے درمیان فرق پر ایمان کا وجوب	۱۸
۹۔	دوسرا اصول: حجابِ عام۔	۲۸
۱۰۔	تیسرا اصول: حجابِ خاص۔اس میں چار مسائل ہیں۔	۳۰
۱۱۔	پہلا مسئلہ: عورت کے حجاب کی شرعی تعریف۔	۳۲
۱۲۔	دوسرا مسئلہ: کس چیز کا حجاب ہوتا ہے؟	۳۴
۱۳۔	تیسرا مسئلہ: فرضیتِ حجاب کے دلائل۔	۳۸
۱۴۔	حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کا ایک اہم اقتباس۔	۳۹

نمبر	مضامین	صفحہ نمبر
۱۵۔	اولاً: قرآن کریم سے دلائل: وہ پانچ ہیں:	۳۹
۱۶۔	ثانیاً: سنت پاک سے دلائل، وہ گیارہ ہیں:	٦۹
۱۷۔	ثالثاً: عام قیاسِ جلی۔	۸۱
۱۸۔	گزشتہ مباحث کا خلاصہ۔	۸۲
۱۹۔	انتباہ وتحذیر۔	۸۳
۲۰۔	چہرہ و ہتھیلی کھولنے کے جواز کے دلائل کا مختصر جواب۔	۸۴
۲۱۔	چوتھا مسئلہ: حجاب کے فضائل، وہ دس ہیں:	۸٦
۲۲۔	چوتھا اصول: عورت کی خانہ نشینی شرعی عزیمت ہے جبکہ باہر	۹۰
۲۳۔	پانچواں اصول: اختلاط شرعاً حرام ہے۔	۹۸
۲۴۔	علامہ ابنِ قیم رحمہ اللہ کا ایک اہم اقتباس۔	۱۰۰
۲۵۔	عورت کے لئے مسجد جانے کے احکام:	۱۰۴
۲٦۔	چھٹا اصول: تبرج وسفور شرعاً حرام ہیں۔	۱۰۷
۲۷۔	کن باتوں سے تبرج ہوتا ہے؟	۱۰۹
۲۸۔	چھوٹی بچی کے لباس میں تساہل پر تنبیہ	۱۱۲
۲۹۔	ساتواں اصول: زنا کاری کی حرمت کے ساتھ اس کے......	۱۱۳

صفحہ نمبر	موضوعات	نمبر
۱۱۸	آٹھواں اصول: نکاح فضیلت کا تاج ہے۔	۳۰۔
۱۲۱	نکاح کی حکمت اوراس کے نیک اغراض ومقاصد۔	۳۱۔
۱۲۵	نکاح سے اعراض کے نقصانات۔	۳۲۔
۱۲۷	نواں اصول: گمراہ کن آغاز سے اولاد کی حفاظت۔	۳۳۔
۱۳۸	دسواں اصول: محارم اور مسلمان عورتوں پر غیرت کی فرضیت	۳۴۔
۱۴۵	دوسری فصل: عورت کو رذائل کی طرف بلانے والوں کی نقاب کشائی	۳۵۔
۱۵۰	برائیوں کے داعیوں کا عام میدان زندگی میں منصوبہ و پلان	۳۶۔
۱۵۳	اعلام وذرائعِ ابلاغ کے میدان میں۔	۳۷۔
۱۵۴	تعلیم کے میدان میں:	۳۸۔
۱۵۴	عمل اور وظیفہ کے میدان میں:	۳۹۔
۱۵۵	تنقید کی اصلاح	۴۰۔
۱۶۵	حریتِ نسواں کی تاریخ اور عالمِ اسلام میں اس کے اثرات۔	۴۱۔
۱۷۸	اسلام کے آخری قلعہ میں فحاشی و بے حیائی کے مطالبات۔	۴۲۔
۱۸۰	رذائل کی طرف دعوت میں صحافت کے شرکاءِ کار......	۴۳۔
۱۸۰	رذائل کے داعیوں کے مقابلہ میں اقدام واجب ہے۔	۴۴۔

نمبر	موضوعات	صفحہ نمبر
۴۵۔	ضمیمہ (۱) عورت کے اپنے محرم کے سامنے لباس کی نوعیت	۱۸۵
۴۶۔	ضمیمہ (۲) عورت کے شرعی لباس کے بارے میں فتویٰ	۱۹۰
۴۷۔	فہرست مضامین	۱۹۳

ختم شد

وبنعمته تتم الصالحات والحمد لله رب العالمين

مترجم: مشتاق احمد کریمی

موسس وصدر: الہلال ایجوکیشنل سوسائٹی

کٹیہار، بہار، انڈیا

ابتدا ۹/۷/۱۴۲۳ھ مطابق ۱۶/۹/۲۰۰۲ء بروز پیر

فراغت ۲۵/۷/۱۴۲۳ھ مطابق ۲/۱۰/۲۰۰۲ء بروز بدھ

وصلى الله على نبينا محمد وعلى آله وصحبه وسلم ومن تبعهم بإحسان الى يوم الدين

☆ ☆ ☆